غوثِ صمدانی قطبِ ربانی
سیاحِ لامکانی

بحیثیت

سیّدُ الاؤلیاء

مؤلف

طارق مجاہد جہلمی

ناشر: مجاہد اکیڈمی جہلم شہر

86666

نام کتاب ـــــــــ شیخ عبدالقادر جیلانی حثیت سید الاولیاء

موضوع ـــــــــ تصوف

مؤلف ـــــــــ طارق مجاہد جہلمی

سرورق ـــــــــ محمد اکرم بھٹی بریڈفورڈ

خطاطی ـــــــــ محمد رفیق قادری راولپنڈی

ایڈیشن ـــــــــ باراول

تعداد ـــــــــ ایک ہزار

سن تالیف ـــــــــ 11ربیع الثانی 1419ھ / 4اگست 1998ء

سن طباعت ـــــــــ شعبان 1419ھ / دسمبر 1998ء

ناشر ـــــــــ مجاہد اکیڈمی جہلم شہر

قیمت ـــــــــ عمدہ ایڈیشن 150.00روپے، کارڈ جلد 100.00روپے

ملنے کا پتہ

☆-واثق علی مجاہد، مجاہد ھاؤس گلی شیخ قائم دین بالمقابل مسجد حنفیہ مشین محلہ نمبر3 جہلم

☆-سلطانیہ پبلی کیشنز منظر عمر مارکیٹ عقب میونسپل آفس جہلم شہر

☆-چوہدری بک ڈپو مین بازار دینہ ضلع جہلم

UK- THE BOOK CENTRE, EXPRESS HOUSE

WHITE ABBEY ROAD BRAD FORD BD8 8EY

☆ **ISLAMIC CASSETTE CENTRE,**

12 CARLI SLE ROAD BRAD FORD BD8 8AD

فہرس

باب سوم

باب چہارم

انتسابؒ!

والدۂ مرحومہ کے نام!
جن کی آہِ سحر گاہی نے مجھے
اس قابل بنایا۔

طارق مجاہد

اظہارِ تشکر

حضرت ابو الفرح سید نا محمد فاضل الدین بٹالوی م **1151** ھ / **1739**ء "کُنوزَ القَادِر" میں فرماتے ہیں۔

سینہ ءاو نور نور از مصطفےٰ زیرِ قدمش سر نہادہ اولیاء
پیرِ پیراں خواندہ اور اخطاب زیرِ پائش آمدہ جملہ رقاب

بانی دی ورلڈ اسلامک مشن پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی مدظلہ العالی آف بریڈ فورڈ (برطانیہ) سے بغرضِ مطالعہ ایک کتاب بنام "حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" مولفہ مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری، مطبوعہ اوکاڑہ، مستعار لی۔ کتاب کیا ہے؟ مغالطہ عامۃ الورود کی لہروں کا مجموعہ اور پھر اس مغالطہ آفرینی پر جگہ جگہ تعلّی کا مظاہرہ کر کے اندازِ تحریر وہ اختیار کیا۔ جو کسی بھی معیاری تحقیقی، شریف النفس اور سلجھے ہوئے مولف کو زیبا نہیں یہ تحریر مولف کے تبلسیانہ نظریات اور خبثِ باطن کی آئینہ دار ہے۔ بقول شاعر

سیرتِ کاں در وجودت غالب است ہم بر اں تصویرِ حشرت واجب است

حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" کے مؤلف نے حضور غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ پیدائش **470**ھ / **1077**ء وفات، **561**ھ / **1165**ء کے ارشاد گرامی قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کا رد کر کے آپؓ کی اولیاء پر سرداری کو ہمعصر اور حاضر اولیاء کرام پر مخصوص کیا ہے۔ پھر آپؓ کی تنقیص میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ بقولِ شاعر

حضرت کی ہرزہ لافی کچھ مستند نہیں ہے
کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں ہے

مولف نے وحدت اوجود (UNITY OF THE BEING) کے نظریہ کے ان تھک مفسر و سر خیل شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ پیدائش 560ھ / 1164ء، وفات، 638ھ / 1240ء کی شہرہ آفاق تصنیف فتوحاتِ مکیہ سے بطور دلیل اقتباسات پیش کیے کنایات کا شناور شخص اس امر سے بخوبی واقف ہے۔ کہ آپؒ کی تحریروں میں اُلجھاؤ موجود ہے۔

ایسی صورت میں قادری نوشاہی نسبت اور شیخ اکبرؒ کے فکری دبستان یعنی مدرسہء فکر (school of Thought) کا خوشہ چیں ہونے کی وجہ سے مجھ پر لازم ہو گیا کہ حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ایسی کتاب کا جواب دوں۔ اس میں مؤلف نے جو طوفانِ بد تمیزی برپا کیا۔ اس کے برعکس میں نے تحقیق کا راستہ اختیار کیا۔ مجھے اپنی کم علمی کا مکمل احساس ہے۔ کسی قسم کا دعویدار نہیں ہوں۔ اَب مؤلف سے مخاطب ہو کر حسبِ ذیل الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔

اپنے زعم میں محققِ دوراں اور علم و عرفان اور معارف کے بحرِ ناپیدا کنار میں شناوری و شمس الفقہاء کے مدعی، مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب جناب نے سُراب کو علم تحقیق کا بحرِ ذخار سمجھ کر جس میں غواصی کر کے کافی تلاش و جستجو کے بعد جو گوہرِ بے بہا نکالے۔ بازار معارف کے جوہریوں نے انکو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا۔ تو وہ وادی سراب کے خزف ریزے نکلے

الحذر از مفتی فتویٰ فروش — بے خبر از سر آواز سروش

چونکہ مولف چشتی فریدی سے وابستہ ہونے کا دعویدار ہے۔ اس لیے میں نے چشتی بزرگوں کے حوالہ جات اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کی سعی کی۔ اور پھر اس میں قدم غوث کی کہانی متقدمین و متاخرین کی زبانی کا پہلو بھی میرے مد نظر رہا اور صاحبِ طریقت و مجاز ہونے کی وجہ سے اپنی مرتبہ کتاب میں ذکر کیے گئے اولیاء اللہ کے روحانی مقام کے مطابق ادب ملحوظِ خاطر رکھا۔ کیونکہ میں اس امر سے آگاہ ہوں کہ بزرگوں پر اعتراض کرنا کوئی اچھا فعل نہیں دانش ور احباب اس کو بزرگ نہیں سمجھتے جو بزرگوں کا نام برائی یا بے ادبی سے لے۔

بزرگش نخوانند اہل خرد   کہ نامِ بزرگاں بزشتی برد

اہل تصوف کے نزدیک طریقت سراسر ادب ہی کا نام ہے اور یہ ادب روحانی فیضان کا بہترین ذریعہ ہے۔ علامہ جلال الدین رومی م **672**ھ / **1273**ء مثنوی میں فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب   بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

شیخ مشرف الدین بن مصلح الدین سعدی شیرازی م **691**ھ / **1292**ء نے فرمایا ہے کہ ہر بات میں بحث کرنا جائز نہیں ہوتا۔ بزرگوں کی غلطی پکڑنا غلطی ہوتی ہے۔

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست   خطا بر بزرگاں گرفتن خطاست

حضرت امام ابو حنیفہؒ **150**ھ / **767**ء کا مرتبہ متاخرین تمام فقہاء سے بلند ہے۔ آج بھی آپؒ کا فیضان فقہ جاری و ساری ہے۔ اس اعتبار سے آپؒ فقہائے اسلام کے سردار ہیں۔ آپؒ کے مقلدین کی کثیر تعداد عہد حاضر میں

حضرت کی ہرزہ لائی کچھ مستند نہیں ہے
کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں ہے

مولف نے وحدت اوجود (UNITY OF THE BEING) کے نظریہ کے ان تھک مفسر د سر خیل شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ پیدائش 560ھ / 1164ء، وفات، 638ھ / 1240ء کی شہرہ آفاق تصنیف فتوحاتِ مکیہ سے بطور دلیل اقتباسات پیش کیے کتابیات کا شناور شخص اس امر سے بخوبی واقف ہے۔ کہ آپؒ کی تحریروں میں اُلجھاؤ موجود ہے۔

ایسی صورت میں قادری نوشاہی نسبت اور شیخ اکبرؒ کے فکری دبستان یعنی مدرسہء فکر (school of Thought) کا خوشہ چیں ہونے کی وجہ سے مجھ پر لازم ہو گیا کہ حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ایسی کتاب کا جواب دوں۔ اس میں مؤلف نے جو طوفانِ بد تمیزی برپا کیا۔ اس کے برعکس میں نے تحقیق کا راستہ اختیار کیا۔ مجھے اپنی کم علمی کا مکمل احساس ہے۔ کسی قسم کا دعویدار نہیں ہوں۔ اَب مؤلف سے مخاطب ہو کر حسبِ ذیل الفاظ پر اکتفا کرتا ہوں۔

اپنے زعم میں محققِ دوراں اور علم و عرفان اور معارف کے بحرِ ناپید اکنار میں شناوری و شمس الفقہاء کے مدعی، مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب ؑ جناب ؑ نے سُراب کو علم تحقیق کا بحرِ ذخار سمجھ کر جس میں غواصی کر کے کافی تلاش و جستجو کے بعد جو گوہرِ بے بہا نکالے۔ بازار معارف کے جوہریوں نے انکو تحقیق کی کسوٹی پر پرکھا۔ تو وہ وادی سراب کے خزف ریزے نکلے ؑ

الحذر راز مفتی فتویٰ فروش — بے خبر از سر آواز سروش

چونکہ مولف چشتی فریدی سے وابستہ ہونے کا دعویدار ہے۔ اس لیے میں نے چشتی بزرگوں کے حوالہ جات اپنے موقف کی تائید میں پیش کرنے کی سعی کی۔ اور پھر اس میں قدم غوث کی کہانی متقدمین و متاخرین کی زبانی کا پہلو بھی میرے مد نظر رہا اور صاحبِ طریقت و مجاز ہونے کی وجہ سے اپنی مرتبہ کتاب میں ذکر کیے گئے اولیاء اللہ کے روحانی مقام کے مطابق ادب ملحوظِ خاطر رکھا۔ کیونکہ میں اس امر سے آگاہ ہوں کہ بزرگوں پر اعتراض کرنا کوئی اچھا فعل نہیں دانش ور احباب اس کو بزرگ نہیں سمجھتے جو بزرگوں کا نام برائی یا بے ادبی سے لے۔

بزرگش نخوانند اہل خرد　　　　که نامِ بزرگاں بزشتی برد

اہل تصوف کے نزدیک طریقت سراسر ادب ہی کا نام ہے اور یہ ادب روحانی فیضان کا بہترین ذریعہ ہے۔ علامہ جلال الدین رومی م 672ھ / 1273ء مثنوی میں فرماتے ہیں۔

از خدا خواہیم توفیقِ ادب　　　　بے ادب محروم ماند از فضلِ رب

شیخ مشرف الدین بن مصلح الدین سعدی شیرازی م 691ھ / 1292ء نے فرمایا ہے کہ ہر بات میں بحث کرنا جائز نہیں ہوتا۔ بزرگوں کی غلطی پکڑنا غلطی ہوتی ہے۔

نہ در ہر سخن بحث کردن رواست　　　　خطا بر بزرگاں گرفتن خطاست

حضرت امام ابو حنیفہؒ 150ھ / 767ء کا مرتبہ متاخرین تمام فقہاء سے بلند ہے۔ آج بھی آپؒ کا فیضان فقہ جاری و ساری ہے۔ اس اعتبار سے آپؒ فقہائے اسلام کے سردار ہیں۔ آپؒ کے مقلدین کی کثیر تعداد عہد حاضر میں

موجود ہے۔ جو آج بھی آپؒ کے مقابل کسی دوسرے امام و مجتہد کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ اُن کے دلوں پر امام ابو حنیفہؒ کی فقاہت کی چھاپ گہری ہے۔

اسی طرح بقولِ مجدد الف ثانی م **1034**ھ / **1624**ء قیامت تک تشریف لانے والے اولیاء پر فیضانِ ولایت سرکارِ غوث الثقلین کی وساطت سے تقسیم ہوگا۔ یہ مرتبہ آپؒ کے لیے مخصوص ہے۔ اس اعتبار سے آپؒ سید الاولیاء ہیں۔ جس کی کشفی و علمی طور پر اہل اللہ نے تصدیق کردی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلویؒ م **1340**ھ / **1921**ء اپنی تصنیف لطیف برکات الامداد لاھل الاستمداد کے ص **29** پر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی م **1225**ھ / **1810**ء کے حوالے سے روحانی و تکوینی دنیا میں غوث پاک کی سرداری کے متعلق لکھتے ہیں۔

" فیوض و برکات کارخانہ ء ولایت اول بر یک شخص نازل میشود وازاں تقسیم شدہ بہر یک از اولیائے عصر میرسد و بہ ہیچ کس از اولیاء اللہ بے توسطِ او فیضی نمیرسد۔ ایں منصب عالی تا وقتِ ظہور سید الشرفاء غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ بروحِ حسن عسکری علیہ اسلام متعلق بودہ، چُوں حضرت غوث الثقلین پیدا شُد این منصب مبارک بوے متعلق شد و تا ظہور محمد مہدی ایں منصب بروح مبارک غوث الثقلین باشد ولہذا آنحضرت قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ فرمودہ "

کتابوں کی فراہمی میں شیخ طریقت پیر سید معروف حسین شاہ عارف نوشاہی مد ظلہ العالی، صوفی امجد جاوید چشتی، چوہدری محمد اسلم، ڈاکٹر عزیز احمد

چوہدری اور امجد محمود ایم۔اے نے سب سے زیادہ تعاون کیا۔انتہائی خلوص و پیار کیساتھ محمد اکرم بھٹی آف بریڈ فورڈ نے سرورق تیار کیا۔ محمد ظفر عظیمی نے تین ابواب کی کتابت کی ۔ حاجی منیر احمد نوشاہی، عمران چوہدری اور مولانا لیاقت حسین نوشاہی نے بڑے اہم اور مفید مشورے دیئے۔

برطانیہ میں سیف الملوک کے بانی راجہ محمود خان نوشاہی آف ہالی فیکس برطانیہ، کشتہء تعلیماتِ نوشہ گنج بخش اور ہالینڈ میں ترجمانِ اہلسنت پیر عدالت خان نوشاہی، شبیر بٹ ، مولانا سرفراز خان نوشاہی، الحاج سلیم نوشاہی، شبیر احمد نوشاہی آف ہالینڈ ، حاجی ارشد اور حافظ عبدالقادر نوشاہی کی نوازشات میرے شامل حال رہیں۔ جناب خالد بخاری اور انکے رفقاء نے کتابت ، پروف ریڈنگ اور طباعت میں اہم کردار ادا کیا۔

کتاب کی اشاعت کے ضمن میں " عملی تعاون " عاشق غوث الوریٰ الحاج غلام نوشاہی مرحوم و مغفور کے ہونہار فرزندان الحاج غلام مصطفیٰ نوشاہی، غلام جیلانی نوشاہی آف بریڈ فورڈ اور اُنکے دیگر برادران نے اپنے والدِ مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے کیا۔ دُعا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اس کا ثواب عطا فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

"ایں دُعا از من و از جملہ جہاں آمین باد"

میں مذکورہ بالا تمام احباب کے اس تعاون کے سلسلے میں انتہائی مشکور و

ممنون ہوں شیخ محمد علی کشمیری حنفی فیضِ ارواحِ قدسیہ میں فرماتے ہیں۔

صد شکر کہ شد دینِ نبی آئینم — در مذہبِ بو حنیفہ شد تلقینم

ایں شکر کرد کہ از راہ صرق و صفا — در سلسلہء شیخ محی الدّینم

وما علینا الا البلاغ

ابو القید ار طارق مجاہد جہلمی

مجاہد ہاؤس، نیو مجاہد سٹریٹ

متصل محلہ بھٹیاں وارڈ نمبر 9

دینہ پوسٹ کوڈ نمبر 49400

تحصیل و ضلع جہلم پاکستان

حال مقیم

8DALBY AVE

BRAD FORD

WEST YORKSHIRE

BD3 7LW (U.K)

گفتگو

دین اسلام ایک مکمل اور دائمی ضابطہ حیات ہے۔ رسالت مآب ﷺ کے بعد اس دینِ مبین کی حفاظت اور اُمت کو سرگرم عمل رکھنے کے لئے ہر دور میں تاریخ ساز اور انقلاب آفریں شخصیات جلوہ گر ہوتی رہیں۔ یہ عظیم شخصیات خاتم الرسل ﷺ کے کمالاتِ علمیہ و عملیہ کی وارث وحامل تھیں۔ یہ لوگ عقلی، علمی، اخلاقی اور روحانی اعتبارات سے اپنے دور کے معزز ترین افراد تھے جو علوم ظاہریہ وباطنیہ کے بحرِ ذخار تھے۔ اصطلاح شریعت میں ایسے ہی افراد کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے۔

تاریخ کے مختلف ادوار میں اسلام کو سیاسی زوال وانحطاط کا سامنا کرنا پڑا لیکن اسلام کے روحانی نظام میں تسلسل واستقرار رہا۔ اس کا سبب یہی اولیاء اور صوفیاء تھے۔ یورپ کے مفکرین اسلام کا مطالعہ کر کے انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں کہ مسلمانوں کا سیاسی زوال کبھی اُن کے روحانی نظام کو تباہ نہ کر سکا۔ بقول پروفیسر ہیٹی (Heaty) اکثر ایسا ہوا کہ سیاسی اسلام کے تاریک ترین لمحات میں مذہبی اسلام نے بعض شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔

پانچویں صدی ہجری بمطابق گیارھویں صدی عیسوی تک عالم اسلام میں سیاسی و فکری ضعف واضمحلال اپنے عروج کو پہنچ چکا تھا۔ عہد اموی میں جاہلیت کی رجعت قہقری اور بعد کے فتنوں نے اسلام کے خواص میں تشکیک والحاد اور عوام میں عملی بے راہ روی کے بیج بو دیئے تھے۔ یہی صدی ہے جسے

مستشرقین نے اسلام کا عہد تاریک قرار دیا ہے۔ حضور ﷺ کے فرمان کی روشنی میں، ان ادبار کی گھٹاؤں میں ایک ایسے آفتاب عالمتاب کی ضرورت تھی جس کی ضیا پاشیوں کا فیض دائمی ہو، جو جلال و جمال کا دلنواز مرقع ہو، جو دینِ فطرت کے جسد جاں بہ لب میں ایسی روح پھونک دے جو اس طوفان کا مقابلہ کر سکے۔

اہل اسلام کی اس مجموعی حالت پر خدائے رحیم و کریم کو رحم آیا اور اُس نے ایک دُرِ یکتا کا انتخاب فرمایا جسے دنیا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔ اکابرینِ امت نے جلیل القدر القاب و اوصاف سے آپ کے فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔ آپ کے احوال و آثار اور سیرت و سوانح پر ہر دور میں اہل علم نے ضخیم کتابیں لکھی ہیں۔

تمام روحانی فیضان کا اصل سرچشمہ حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بقول فیض نبوت کے دو طریقے ہیں۔ ایک بطریق نبوت اور دوسرا الطریق ولایت۔ وہ ذات جس میں فیضان محمدی ﷺ کے یہ دو طریقے جمع ہو گئے وہ شیخ عبدالقادر کی ذات مقدسہ ہے۔ غوث الاعظم سراپا کرامت تھے۔ آپ کی کرامات دراصل حضور ﷺ کے معجزات کا عکس و پرتو ہیں۔ ابنِ تیمیہ جیسے نقاد کے مطابق شیخ کی کرامات حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں۔ خواجہ غلام دستگیر قصوری دائم الحضوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باشد کرامت ھائے او — چوں معجزاتِ مصطفیٰ
خارج ز حد بیرون ز عد — حدش نداند جز خدا

"سید الاولیاء" اسی شخصیت کے حضور ہدیہ سپاس ہے۔ کتاب اگرچہ

ایک کتاب کے جواب کے طور پر لکھی گئی ہے۔ لیکن اس کے باوجود غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت کی ایک کامل و اکمل تصویر ہمارے سامنے آجاتی ہے۔ موجودہ دور میں ضرورت بھی اس بات کی ہے کہ ایسے بحر ذخار کے علمی کارناموں سے عوام کو روشناس کرایا جائے اور آپ کی تعلیمات کو اجاگر کیا جائے۔ طارق مجاہد صاحب کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے پہلی بار اہل علم حضرات کے سامنے غوث الاعظم کی سو کے قریب تصانیف کی فہرست پیش کی ہے یہ کام ایک پورے ادارے کا ہے جسے طارق مجاہد نے اپنی محنت شاقہ اور حقیقی لگن کی بدولت سر انجام دیا ہے۔ علمی دنیا کے لئے اُن کا یہ کام ایک خوشگوار حیرت کا باعث ہو گا۔

سید الاولیاء کی دوسری جلد (جو کہ زیر ترتیب ہے اور عنقریب شائع ہو گی) میں غوث الاعظم کی شخصیت، علمی کارناموں اور احوال و آثار پر طارق مجاہد صاحب کام کر رہے ہیں مجھے توقع ہے کہ طارق مجاہد کا یہ کام بھی انتہائی وقیع ہو گا۔

میں طارق مجاہد صاحب کو گزشتہ بیس سالوں سے جانتا ہوں، ابن العربی اور اُن کے نظریات، میاں محمد بخش علیہ الرحمہ اور شیخ عبد القادر علیہ الرحمہ اُن کے انتہائی پسندیدہ موضوعات ہیں۔ ان شخصیات کے بارے میں ہر وقت تحقیق و جستجو اُن کے نظریات کی تفہیم و تشریح اور ان شخصیات پر موجود کتابوں اور مخطوطات کی تلاش میں وہ ہمہ وقت سرگرداں رہتے ہیں۔ طارق مجاہد کے پاس لکھنے کے لئے موضوعات کی بھی کمی نہیں ہے، میلاد النبی ﷺ کے موضوعات سے لیکر ختم نبوت، رویت ہلال، رد عیسائیت و قادیانیت اور نظریہ زمان تک کے

مباحث پر وہ بے تکان لکھتے چلے جاتے ہیں۔ تاریخ و نقد پر آئیں تو تاریخ جہلم و شخصیات جہلم سے لیکر شہاب الدین غوری، مقامات میاں محمد، پیرا شاہ غازی قلندر، فضل کریم مجاہد اور غوث الاعظم جیسی شخصیات پر لکھتے ہوئے اُس کا قلم نہیں رکتا۔ موضوعات کا تنوع اُن کے ھاں نظر آتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُن کے ھاں ہر بات دلیل کے ساتھ اور تحقیق کے ترازو میں تلی ہوئی!

سید الاولیاء میں طارق مجاہد نے نبوت و ولایت، کل و جزو، کرامت، حال و مقام اور صحو و سکر جیسے ضمنی موضوعات پر مختصر اور جامع انداز میں خامہ فرسائی کی ہے۔ نئی نئی معلومات طارق مجاہد کی ہر تحریر کا خاصہ ہے۔ وہ موضوع سے ہٹ کر بھی قاری کو ایسا قیمتی مواد فراہم کر جاتے ہیں جو شائد کئی کتابوں کی ورق گردانی کا متقاضی ہو۔ اُن کے مطالعہ کی وسعت اُن کی ہر تحریر سے عیاں ہے۔ اللہ کرے روز قلم اور زیادہ!

خالد محمود مختاری

ایم۔اے

بابِ اوّل

رسالت، نبوت اور ولایت

علامہ عبدالوہاب شعرانی ”الیواقیت و الجواہر میں فتوحاتِ مکیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

'ان الحق تعالیٰ وقصم ظهور الأ ولياء بانقطاع النبوة والرسالة بعد موت محمد صلى الله عليه وسلم و ذلك لفقدهم الوحى الربانى الذى هو قوت ارواحهم واو أن أحدامن الأولياء كان في مقام نبى فضلا عن كونه قد فضله ما قصم ظهره ولا احتاج الى وحى على لسان غيره انما غاية لطف الله تعالیٰ بالأولياء أنه أبقى عليهم وحى المبشرات فى المنام ليستأنسوابرائحةالوحى' (1)

ترجمہ: ”محمد ﷺ کی وفات کے ساتھ خدا نے نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم کر کے اولیاء کی کمر توڑ دی ہے کہ اب یہ لوگ اس انقطاع کی وجہ سے اس وحی ربانی سے محروم ہو گئے جو ان کی روح کی غذا ہے۔ یہ صورتِ حال اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ اولیاء انبیاء کے مقام پر نہیں ہیں۔ یہ طائفہ وحی الٰہی کی آگاہی کے لیے انبیاء کا محتاج ہے۔ اسی لیے نبوت و رسالت یعنی وحی ربانی کا دور اختتام کو پہنچا تو اولیا کی کمر ٹوٹ گئی، کیونکہ یہ حضرات وحی سے محروم ہو گئے اور ان کے لیے اس ضمن میں فقط رویائے صادقہ ہی بچ رہ گئے کہ اس وسیلے سے وحی کی خوشبو سے مانوس رہیں' (2)

شیخ اکبر امام محی الدین ابنِ عربی (متوفی 638ھ ہجری) فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں۔

"فان رسالة التشريع و نبوة التكليف قد انقطعت عند رسول الله محمد صلى الله عليه وسلم فلا رسول بعد صلى الله عليه وسلم ولا نبى يشرّع ولا يكلف و انما هو علم و حكمة عن الله فيما شرعه على السنة رسله و أنبيائه عليهم سلام الله وما خطه و كتبه فى لوح الوجودمن حروف العالم و كلمات الحق فالتنزيل لاينتهى بل هو دائم دنيا و آخرة

وانما قلنا ذلك لئلا بتوهم متوهم انى وآمثالى ادعى نبوة لا والله ما بقى الاميراث و سلوك على مدزجة محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم خاصة و ان كان للناس عامة و لنا مثالنا خاصة من النبوة مأأبقى الله علينا منها مثل المبشرات و مكارم الاق و مثل حفظ القرآن اذااستظهره الانسان فان هذا وأمثاله من أجزاء النبوة الموروثة " (3)

ترجمہ :"پس صاحبِ شریعت رسالت اور حامل احکام نبوت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے۔ ان کے بعد نہ رسول ہوگا نہ نبی کہ شریعت یا احکام لائے۔ اب جو باقی ہے تو وہ علم و حکمت و فہم جو اللہ کی دین ہے تاکہ انبیاء و رسل کی زبان سے ظاہر ہونے والے حقائقِ شرع اور نیز لوحِ وجود پر مندرج حروف عالم اور کلماتِ حق کی معرفت حاصل ہو جائے۔ لہٰذا نزول حکمت و معارف ختم نہیں ہوگا۔ بلکہ دنیا و آخرت میں اسی طرح باقی رہے گا۔ ہم نے اس پہلو کی طرف اس بنا پر اشارہ کیا ہے کہ کسی "وہمی" کو یہ وہم نہ گزرے کہ میں یا مجھ ایسے مدعی نبوت ہیں بخدا ہمارے لیے صرف یہی باقی ہے کہ ہم طریق محمدی پر چلیں اور ان کی چھوڑی ہوئی چیز کو پکڑیں اور میراثِ نبوت لوگوں کے لیے عام ہے اور ہم ایسے لوگوں کے لیے نبوت کا خاص ورثہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے نبوت میں مبشرات، مکارم اخلاق اور حفظِ قرآن کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رکھی یہ چیزیں اجزائے نبوت میں موروثی حیثیت رکھتی ہیں" (4)

نبوت ولایت سے افضل ہے

حضرت فخر المشائخ سید شاہ ید اللہ حسینی" المخاطب بہ حضرت قبول اللہ خواجہ "گنج بخش" جانشین بندگی مخدوم سید گیسودراز بندہ نواز" اپنے ملفوظات جلد اوّل میں فرماتے ہیں۔

"لختے سخن در حدیث قدسی و فضل نبوت بر ولایت و مقام جمع الجمع افتاد فرمودند کہ ایں حدیث قدسی است "انا عند ظن عبدی بی یظن بی مایشاء" ہر کسے بقدر فہم خویش برخورد بعضے را

نظر بر مخلوق و بعضے را نظر بر خالق و ہر کسے بقدر فہم خود بر خورد وبعضے در مخلوق خالق را بینند و بعضے جز خالق ہیچ نمی بینند چنانچہ نبوت و ولایت نبوت از وبد ور فتن است و ولایت از مں بد ور فتن است بس نبوت افضل باشد از ولایت وآنکہ ولایت را بر نبوت فضل می دہند بر مں وہم کہ ولایت از خلق بحق رفتن است و نبوت از حق بہ خلق آمدن پس ولایت اعلیٰ باشد از نبوت بگو ہم معنے اں است قول ایشاں کہ از حق بہ خلق آمدن است یعنے از وبد و میر ود نہ آنکہ اورا بعدی حاصل می شود بلکہ مقام جمع الجمع روزی می گردد وآنکہ از مں بد ور فتن است اں مقام جمع است پس از وید ور فتن جمع الجمع است افضل باشد از از مں بد ور فتن کہ مقام جمع است پس بضرورت نبوت افضل باشد بر ولایت انجا" انا عند ظن عبدی بی فلیظر لی مایشاء" درست است ہمانکہ گفتیم ہر کس بقدر فہم خود بر خورداری یابد بعد ازمں کمترین خدمتگاران را فرمان شد کہ حکایت مکرر نباید نوشت زیرکہ تحصیل حاصل می شود ودراں فائدہ نیست" والسلام(5)

ترجمہ : "پھر حدیث قدسی اور فضل نبوت بر ولایت اور مقام جمع الجمع سے متعلق گفتگو ہونے لگی۔ فرمایا کہ حدیث یہ ہے۔ کہ میں بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔

اس حدیث شریف سے ہر ایک بقدرِ فہم خود استفادہ کرتا ہے۔ بعض کی نظر مخلوق پر جمی رہتی ہے۔ تو بعض خالق ہی کو دیکھتے ہیں۔ غرض ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق بہرہ اندوز ہوتا ہے، بعض مخلوق میں خالق کو دیکھتے ہیں تو بعض بجز خالق کے اور کچھ نہیں دیکھتے۔ ایسے ہی نبوت اور ولایت کا حال ہے۔ نبوت اللہ کے ساتھ اللہ کی طرف چلنا ہے۔ اور ولایت اپنے آپ سے اس کی طرف جانے کا نام ہے اس لئے نبوت ولایت سے افضل قرار پائی، اور جو ولایت کو نبوت پر افضل جانتے ہیں۔ ان کا یہ خیال ہے کہ خلق سے حق کیطرف جانا ولایت ہے اور نبوت حق سے خلق کیطرف آنا ہے۔ اس لئے ولایت افضل ہے۔ نبوت سے (نبوت میں تنزل ہے تو ولایت میں عروج) ان کا یہ قول ہے کہ نبیوں کا حق سے خلو کیطرف

رجوع ہونا یعنی اس کے ساتھ اس کی طرف جانا مگر اس کا مقصد یہ نہیں کہ نبی کو بُعد حاصل ہو گیا۔ بلکہ یہ تو عین مقام جمع الجمع ہے جو نصیب ہو گیا اس میں بُعد لازم نہیں آتا بلکہ ان کے مقام جمع الجمع کو واضح کرتا ہے اور وہ جو خلو سے حق کیطرف رجوع کرتے ہیں وہ مقام جمع پر فائز رہتے ہیں اور جب خلق سے نظر ہٹا کر خالق کی طرف نظر کر لیتے ہیں تو مقام جمع الجمع پر فائز ہو جاتے ہیں اور یہ مقام یقیناً مقام جمع سے افضل ہے، لہٰذا نبوت ولایت سے افضل ہے، اور یہاں حدیث قدسی کا اطلاق بھی درست ہو جاتا ہے۔ اور جو کچھ کہ میں نے بیان کیا ہے۔ اس سے ہر شخص بقدرِ ظرف بہرہ اندوز ہو گا۔ پھر حکم ہوا کہ اس روایت کو مکرر سہ کر لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تحصیل حاصل ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں"۔ (6)

چنانچہ عبداللہ بن علی بن محمد بن یحییٰ ابو نصر سراج طوسی کتاب اللمع میں فرماتے ہیں۔

"وكل وليّ من الاولياء ينال ما ينال من الكرامة بحسن اتّباعه لنبيّه صلعم فكيف يجوز ان يفضَّل التابع على المتبوع والمقتدى على المقتدّى به"

"The miracles of the saints are granted to them in virtue of their obedience to the prophet of their time. How, then, can the follower be pronounced superior to the leader?(7)

"یعنی اولیاء اللہ میں ہر ولی کو جو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کرامت کی صورت میں حاصل ہوتا ہے۔ وہ اپنے نبی کی صحیح طور پر تابعداری ہی سے ملتا ہے۔ لہٰذا یہ کیسے ہو سکتا

ہے کہ تابع کو متبوع پر فضیلت دی جائے۔ یعنی پیروی کرنے والے کو اس پر جس کی وہ پیروی کرتا ہے"

آگے ابو نصر سراج طوسیؒ مستقل اس باب پر گفتگو کرتے ہوئے جملہ اعتراضات کے جوابات دے کر لکھتے ہیں۔

"مزید برآں ولایت اور صدیقیت تو انوارِ نبوت ہی سے منور ہوتی ہے۔ للذا یہ نبوت کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتی۔ چہ جائیکہ اس سے افضل ہو"(8)

چنانچہ گلشنِ راز شیخ محمود شبستری فرماتے ہیں۔

ولی از پیروی چوں ہمدم آمد
نبی را در ولایت محرم آمد
زان کنتم تحبون یا بداو را
خلوت خانہ ء یحببکم اللہ
نبی چوں در نبوت بود اکمل
بود از ہر ولی نا چار افضل (9)

ترجمہ: ولی قدموں نبی پر ہو روانہ ولایت میں نبی کے ہو یگانہ
نبی کی پیروی سے پائے وہ راہ مقام خاص میں یحببکم اللہ
نبوت میں نبی تھا جب کہ افضل تو بے شک ہر ولی سے ہے وہ افضل

صحابہ کرام پر عرفِ عام میں ولی کا اطلاق نہیں ہوتا

استاذی مکرم بقیہ السلف، محقق، مدقق، مفسرِ قرآن، مصنف کتب کثیرہ، مخزن علوم ظاہری وباطنی علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ العالی اپنی قابل قدر وعمدہ شرح حدائق بخشش میں "وہابیہ" کے مختلف اعتراضات جو انہوں

نے لولیاء اللہ کے نظام باطنی و سلاسل کے ضمن میں کیے۔ جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

مثلاً ان کے اسی اعتراض کو دیکھ لیجئے۔ کہ صحابہؓ پر بھی ولی کا اطلاق ثابت کر رہے ہیں۔ حالانکہ عرفِ عام میں صحابہؓ ولی کے اطلاق میں داخل ہی نہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ ان یتامیٰ فی العلم کو تا حال یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ "عرف عام" کو شرع پاک میں بہت فوقیت حاصل ہے۔ مثلاً کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤں گا۔ اگر مچھلی کھالی:۔ تو خانث نہ ہوگا۔ اس لیے کہ عرف عام میں لحم یعنی گوشت کا اطلاق مچھلی پر نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن مجید میں اسے "لحماً طریا" کہا گیا ہے" (10)

مشہور زمانہ نقشبندی درویش علامہ شاہ فقیر اللہ مجددی شکارپوری لکھتے ہیں۔

"حضرت شیخ قدس سرہٗ کا ارشاد گرامی "قدمی ھذہ" ان لوگوں کو شامل ہے۔ جن کی رسائی بارگاہِ حق تعالیٰ میں "قرب ولایت" کے راستے ہوئی۔ صحابہ کرامؓ کی بارگاہ الٰہی تک رسائی "قرب نبوت" کی راہ سے ہوئی۔ لہٰذا یہ ارشاد ان کو شامل نہیں ہے"۔ (11)

زبدۃ المحققین و عمدۃ الکاملین حضرت علامہ شریف احمد شرافت نوشاہیؒ اپنی کتاب خصائص القادریہ فی فضائل النوشاہیہ میں "مقامات دستگیری" کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

'اس حکم میں صحابہ کرامؓ، وآئمہ عظامؒ داخل نہیں اور ان کے نہ داخل ہونے کی وجہ صاحب محبوب المعانی نے یہ لکھی ہے کہ جو ولایت ساتھ نبوت کے امتزاج رکھتی ہے وہ ولایت خاص انبیاء کی ہے۔ اور جو ولایت ساتھ خلافت و امارت و امامت کے امتزاج رکھتی ہے وہ ولایت صحابہ کرام اور دوازدہ (12) امام کی ہے۔ اگر چہ ولایت میں سب شریک ہیں مگر عرف میں انبیاء کو انبیاء صحابہ کرام کو اصحاب دوازدہ (12) امام کو امام کہتے ہیں۔ ولی نہیں کہتے، پس حضور غوث الاعظم کے ارشاد پاک میں تخصیص ولی اللہ کی ہے۔ خواہ متقدمین سے

ہو، خواہ ہمعصر ہو، خواہ متاخرین سے ہو"۔(12)

یہاں پر ایک فقہی اصطلاح (Term) استعمال ہوئی ہے جس کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔ "العرف العام یعنی جس معاشرے کے تقریباً تمام افراد عمل پیرا ہوں۔ عربی میں اسکی تعریف اس طرح کی گئی ہے ۔"عادۃ جمہور قوم فی قولٍ او عملٍ" اور انگریزی میں اسے Cus-tom کہا جاتا ہے"۔(13)

"چنانچہ فقہاء حنفیہ لکھتے ہیں کہ جو چیز عرف عام سے ثابت ہو گی وہ دلیل شرعی سے ثابت سمجھی جائے گی۔ علامہ سرخسی (م ۵۰۰ھ) مبسوط میں لکھتے ہیں کہ عرف عام سے ثابت شدہ حکم ویسا ہی ہے جیسے نص سے ثابت شدہ۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ عرف عام سے کسی امر کا ثابت ہونا ازروئے دلیل کے ثابت ہونے کے برابر ہے۔ یعنی عرفِ عام دلیل شرعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور نص نہ ہونے کی صورت میں نص کی طرح اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے"۔(14)

نتیجہ خیز بحث

"قربِ نبوت" کی وجہ سے درجہ ولایت سے بہرہ مند ہونے والے کو "صحابی" کہا جاتا ہے۔ اور قرب ولایت کی بنیاد پر فیضِ نبوت سے منصبِ ولایت پر فائز ہونے والے کا نام "ولی" ہے۔ اب ہر دو کے درمیان فرق کرنے والی شئے کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے تو یہ امر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ کہ "ولی" الگ منصب ہے۔ "صحابی" الگ منصب ہے۔

"صحابی" ہر طرح "ولی" سے افضل ہے۔ یعنی جس ولایت میں صحابیت داخل ہے۔ وہ اس ولایت سے افضل ہے۔ جو صرف قربِ ولایت کی وجہ سے حاصل ہوئی۔ اب صحابی کو اسی نام سے پکارا جائے گا۔ تاکہ ولی اور صحابی میں فرق رہے۔ اگر یہ فرق نہ رکھا جائے تو دونوں کے درجہ کی تقسیم مشکوک ہو جائے گی۔

صحابی کو ولی کے نام سے اس وجہ سے نہیں پکارا جائے گا۔ کیونکہ ولی کا تعلق قرب ولایت سے ہے اور صحابی کا قرب نبوت سے ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب صحابی کو ولی کے نام سے پکارا جائے گا تو انہیں بڑے منصب سے چھوٹے کی طرف لے جانے کے مترادف ہے۔ جیسے ایک ڈی۔ ایس۔ پی کو سپاہی کہا جائے۔ تو اس کے منصب کے ساتھ زیادتی ہو گی ۔ ؎ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی۔

اب قرآن مجید کی ورق گردانی کی جائے تو ہمیں حضور نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ساتھیوں سے متعلق "لصاحبہ"(15) کا لفظ ملتا ہے۔ یہاں قرآن مجید ولیہ کا لفظ نہیں فرماتا۔ بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان جانثاروں کے لیے مخصوص لفظ "لصاحبہ" کر دیا۔

امتِ محمدیہ کی فضیلت دوسری اُمتوں پر

ایک فاضل عالم دین نے اس موضوع پر بہت عمدہ بحث کی ہے۔ جس کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

شرف و فضیلت میں بھی کوئی اس امت کے برابر نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "کنتم خیر امة اخرجت للناس" تم ہی سب امتوں میں سے بہتر امت ہو۔ جسے نوع انسانی کے لیے سر چشمہ رشد و ہدایت بنایا گیا۔

پہلی امتوں میں جس طرح غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی ؒ، خواجہ ہند حضرت معین الدین چشتی اجمیری ؒ، شیخ الشیوخ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی اور خواجہ بہاء الدین نقشبندی جیسے اولیاء نظر نہیں آتے، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، اور امام حنبل رضی اللہ عنہم جیسے آئمہ دین مجتہدین اور علماء کاملین بھی نظر نہیں آتے۔ جتنا نبی کا مقام بلند ہے اتنے ہی اس کے جانشین درجات عالیہ پر فائز ہوتے ہیں۔ جتنی نبوت عام اور رسالت وسیع ہوتی ہے اتنے ہی وارثانِ علوم و اسرار اور مسند نشینانِ خلافت و نیابت زیادہ ہوتے ہیں اور جتنی مدتِ نبوت و رسالت طویل ہوتی ہے۔ اتنی ہی وارثانِ علوم و معارف اور

امتنان اسرار و رموز کی تعداد کثیر اور ترقی پزیر ہوتی ہے۔ جب سیّد الخلق افضل الرسل، امام الانبیاء علیہ و علیہم الصلوٰۃ السلام سب سے افضل ہیں۔ اور مرتبہ میں بلند و بالا ہیں۔ ان کی نبوت و رسالت محیط عام ہے۔ اور ان کی شریعت و ملت نا قابلِ نسخ و اختتام ہے۔ تو ان کی امت کے علماء ظاہر و باطن، آئمہ دین، علماء و اقطاب و اولیاء "سب امتوں" سے افضل و اکمل، گنتی و شمار میں سب سے زائد، اجر و ثواب، خصائص و کمالات اور فیوض و برکات کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی خصوصی نوازشات کی بدولت کوئی امت اس امت کے برابر نہیں۔ بلکہ انبیاء کرام کو بھی اس امت میں ہونے کی خواہش اور تمنا ہے"۔(16)

قدمی ھذہٖ کا ارشاد سب زمانوں پر عام ہے

حضرت علامہ سیّد شرافت نوشاہی اس ضمن میں کیئے گئے اعتراضات کا جواب تحقیق کی روشنی میں دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ امر غوثیہ صرف اولیاء وقت کے ساتھ مخصوص ہے اور اولیاء متقدمین و متاخرین اس سے خارج ہیں اور اس پر دلیل دیتے ہیں کہ متقدمین میں صحابہ کرام اور خلفائے عظام بھی شامل ہیں جو بالاتفاق از روئے احادیث حضرت غوث الاعظمؒ سے افضل ہیں، اور متاخرین میں حضرت مہدیؑ و حضرت عیسےٰؑ شامل ہیں، ان کی فضیلت بھی حدیث سے ظاہر ہے۔

اس بارہ میں یہ عرض کہ جب حضور کا ارشاد ہے علیٰ رقبة کل ولی الله توکل کا لفظ عام ہے کہ اس میں کسی زمانہ کی تخصیص نہیں اور جو شخص اس کو محض حضور کے زمانہ سے خاص سمجھتا ہے وہ کیونکر صواب ہو سکتا ہے، حالانکہ بقول صاحب خلاصہ قادریہ حضرت سلطان العارفین خواجہ بایزید بسطامیؒ نے عالمِ ارواح میں اپنی گردن جھکا دی، اور سمعنا و اطعنا فرمایا۔ اور ایسا ہی بقول مکاشفات اولیاء حضرت سیّد الطائفہ شیخ جنید بغدادیؒ

نے حالتِ مکاشفہ اپنا سر جھکادیا اور دوبار فرمایا قدمہ علیٰ رقبتی اور یہ دونوں حضرات کبار اولیائے متقدمین میں سے تھے۔ قدوۃ العارفین شیخ عبداللہ بلخیؒ خوارق الاحباب فی معرفۃ الاقطاب میں لکھتے ہیں حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ سے پوچھا گیا کہ حضرت غوث الثقلین کا ارشاد گرامی قدمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ حضور کے زمانہ مبارک سے مخصوص ہے یا سب زمانوں کے لیے عام ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضور کی زبان پاک سے کسی زمانہ کی تخصیص مفہوم نہیں ہوتی، اور ہمارے سلسلہ کے پیر خواجہ ابو یوسف ہمدانیؒ ان بزرگوں میں سے تھے، جنہوں نے اپنی گردنیں حضور کے قدم مبارک کے نیچے رکھی ہیں اور حضرت خواجہ بہاالدینؒ نے فرمایا کہ حضور غوثیہ کا قدم مبارک میری آنکھوں پر بلکہ میری بصیرت کی آنکھوں پر ہے"

علامہ شاہ فقیر اللہ علوی نقشبندی مجددی شکارپوریؒ اپنے مکتوبات شریف، مکتوب چہل نہم 89 میں لکھتے ہیں۔

" تحقیق یہی ہے کہ حضور غوث الثقلینؒ کا ارشاد قدمی ھذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ حضور کے زمانہ پر محمول نہیں، اور آج تک اولیاء کرام کا مقامات کے انتہا تک حضور سے استفادہ اس بات کا مؤید ہے۔ اگر اس امر کو حضور کے زمانہ سے مخصوص کریں تو اولیائے کرام کا قیامت تک آپ کی جناب سے فائدہ حاصل کرنا جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے کوئی معنی نہیں رکھتا، پس کشفی طور پر قطعاً ثابت ہو چکا ہے کہ حضور کا قدم مبارک جمیع اولیائے کرام اولین وآخرین کی گردنوں پر ہے"۔ (17)

سیّد الطائفہ جنید بغدادیؒ کا قدمی ھذہٖ کے ضمن میں کشف

اَلْمَنقَبَۃُ الرَّابِعَۃُ وَ الْعِشْرُونَ

(فِیْ مُکَاشَفَۃِ الشَّیْخِ الْجُنَیْدِ الْبَغْدَادِیْ عَنْ قَوْلِ الْغَوْثِ ، قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ فَوَضَعَ رَقَبَتَہٗ لَہٗ ، رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا)

نَقَلَ الشَّیْخُ مُوْسیٰ النُّھتَوِی السُّھْرَوَرْدِیْ فِیْ کِتَابِ الْمُکَاشَفَاتِ الْجُنَیْدِیَّۃِ، تَجَلَّی اللّٰہُ

عَلٰی سَیِّدِ الطَّائِفَةِ الخِلوتِیَّةِ الجُنَیدِ البَغدَادِیُ یَوم الجُمُعَةِ فِی اِثنَاءِ الخُطبَةِ وَ استَغرَقَ فِی بَحرِ المُکَاشفَةِ وَالشُّهُودِ ، وَ قَالَ، قَدَمُهٗ عَلٰی رَقَبَتِی بِغَیرِ جُمُور، وَ حَتّٰی رَأسَهٗ وَنَزَلَ مِرقَاةً مِنَ مَّرَاتِی المِنبَرِ وَ بَعدَ اِفَاقَتِهٖ وَ اِتمَامِ الخُطبَةِ وَ الصلوٰةِ سَأَلُومِنَهٗ ع۔م لِیَفِیَّةِ مَا قَالَ فِی اِثنَاءِ الخُطبَةِ فَقَالَ کَشفَ لِی مِنَ عَالِمِ الغَیبِ اِنَّهٗ سَیَظهَرُفِی وَسطِ القَرنِ الخَامِسِ رَجُلٌ مِّنَ وَلَدِ سَیِّدِ المُرسَلِینَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَکُونُ قُطباً لِلعَالِمِ وَ مُلقِباً بِمُحیِ الدِّینَ وَ مُسَمیٌ ؟ بِالسَّیِّدِ عَبدِ القَادِرِ وَ هُوَ الغَوثُ الاَعظَمُ، وَمَولِدُهٗ مِنَ گِیلاَنَ، وَ یَکُونُ مَامُورًا بِاَنَ یَّقُولَ، قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیٍّ وَلِیَّةٍ لِلّٰهِ مِنَ لأ وَّلِینَ وَالآخِرِینَ، سَوَیٰ الصَّحَابَةِ وَ الا ائمَّةِ مِنَ ذُرِیَّةِ خَاتَمِ النَّبِیِّنَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَ عَلٰی اٰلِهٖ وَ اصحَابِهٖ اَجمَعِینَ، وَخَطَرَلِی اَنِّی لَستُ مِنَ عَصرِهٖ کَیفَ اَضَعُ لَهٗ رَقَبَتِی بِقَولِهٖ فَجَآءَنِی الخِطَابُ مِنَ اللّٰهِ بِالعِتَابِ لأیِّ شَیٍٔ ثُقُلَ عَلَیکَ هٰذَا الا مُرفَاِنَّهٗ مَحبُوبِی وَ مِنَ ذُرِیَّةِ حَبِیبِی وَ شَانُهٗ بَینَ الاَقطَابِ وَ الاَولِیَآءِ کَشَانِ رَسُولِی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بَینَ الاَ نبِیَآءِ وَحَضَرَ جَمِیعُ الاَولِیَآءِ بِاَروَاحِهِم وَ اَجسَادِ هِم حِینَ قَولِهٖ، قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیٍّ وَّ وَلِیَّةٍ لِلّٰهِ لِوَضعِ رِقَابِهِم وَ القِیَادِهِم اِلَیهِ فَلِهٰذَاقُلتُ قَدَمُهٗ عَلٰی رَقَبَتِی، ثمؤتبتهٗ فَوقَ مَرَاتِبِ الاَولِیَآءِ رِضوَانَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیهِم اَجمَعِینَ ۔

ترجمہ : **(24)** چوبیسویں منقبت شیخ جنید بغدادی نے غوث اعظمؓ کا قول قدمی ہذہٖ کشف سے معلوم کر کے گردن جھکادی۔

شیخ موسیٰ نہتوی سہروردی نے مکاشفات جنیدیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت سید الطائفہ خلوتیہ جنید بغدادی ایک دن جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تجلی ڈالی جس سے آپ بحر شہود و مکاشفہ میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا اسکا قدم میری گردن پر بغیر کسی انکار کے ہے۔ حتیٰ کہ میرے سر پر ہے۔ اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے۔ باہوش ہونے، اور تمام خطبہ اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے ان کلمات کی نسبت دریافت کیا جو آپ نے خطبہ کے وقت کہے تھے۔ آپ نے فرمایا مجھے عالم غیب سے معلوم ہوا

کہ پانچویں صدی کے وسط میں سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے ایک شخص قطب عالم ہوگا۔ جس کا لقب محی الدین اور نام سیّد عبدالقادر اور وہ غوث اعظم ہوگا اور اس کی جائے ولادت شہر گیلان ہے۔ اس کو یہ قدمی ھذہٖ (ترجمہ) "یہ قدم اللہ کے ہر دلی اور ولیہ اوّلین وآخرین کے کندھے پر میرا قدم ہے"۔ کہنے کا حکم ہے۔ یعنی صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے آئمہ کرام کے علاوہ ہر دلی ولیہ کی گردن پر میرا یہ قدم ہے تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اس کا ہم زمان نہیں ہوں تو اس کے قدم کے نیچے اپنی گردن کیوں رکھوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر آیا کہ کس شئے نے تجھ پر یہ امر بھاری بنادیا۔ تو میرا محبوب ہے اور میرے حبیب کی لولاد میں سے ہے۔ اور اس کی شان اولیاء اقطاب میں سے ایسی ہے۔ جیسے سیّد عالم محمد رسول اللہ علیہ وسلم کی انبیاء کے درمیان ہے۔ حضرت جنید رحمتہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب غوث اعظم نے یہ کلمہ فرمایا تو تمام اولیاء گردنیں رکھنے اور فرمانبرداری کے لیے حاضر ہوئے تو اس لئے میں نے بھی کہا کہ اس کا قدم میری گردن بلکہ میرے سر پر ہے اس لیے حضرت جنید رحمتہ اللہ کا مرتبہ تمام اولیاء سے بڑھ کر ہے۔(18)

غوث اعظم درمیان اولیاء
چوں محمدؐ درمیانِ انبیاء

مذکورہ بالا حوالہ بنیادی طور پر تفریح الخاطر کا ہے۔ چونکہ یہ کتاب مناقب غوثیہ از محمد صادق شہابی کی فارسی کتاب کا عربی ترجمہ ہے اس لیے مناقب غوثیہ سے اصل فارسی حوالہ بھی حسبِ ذیل ہے۔

شیخ موسیٰ تھتوی سروردی از کتاب مکاشفات جنیدیہ نقل می کنندہ
کہ روزے حضرت سیّد الطائفہ ابو القاسم جنید بغدادی قدس اللہ روحہ
روز جمعہ بالا ممبر در اثنائی خواندن خطبہ تجلی ظاہر شد کہ از خود بخود و
بے اختیار شدہ بر زبان حق ترجمان شان گزشت اولا قدمہ علی
رقبتی و سر خود را افگندہ فرود زیخہ از زینہائے منبر آمد بعد ازاں

بالا رفتند اصحاب ایشان بعجب آمدند کہ در خواندن خطبہ سکتہ شد و لفظ
قدمه علی رقبتی گفتہ خطبہ را تمام کردند جمعی را اشتباہ شد کہ
درین وقت حضرت شیخ را حالتی خاص روی دادہ چوں اقامت نمودہ
استفسار نمودند فرمودند کہ مارا وقت خواندن خطبہ کشف عالم غیب
گرویدہ بود پس معاینہ نمودم کہ در وسط قرن خامس یکی از فرزندان
خاص سیّد المرسلین خاتم النبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ واصحابہ وسلم
ظاہر شود کہ غوث اعظم، قطب عالم بود و لقب محی الدین و موسوم بہ
سیّد عبدالقادر گردد و مولد ش از گیلان بود و مامور گردد بقول
قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله و ولیه من الاولین و
الاخرین سوی الصحابة و اهل البیت من ذریة خاتم
النبین صلی الله تعالیٰ علیه وعلی اٰله و اصحابه وسلم
پس مرا خطرہ رفت کہ این درویش دران عصر نیست چگونہ از من وضع
رقبہ کردہ آید ناگاہ از درگاہ کبریا جلت عظمتہ و سلطانہ خطاب بعتاب رسید
کہ تو درین کار گران خیز آمدہ نمی دانی کہ محبوب است و خاصہ است
و شان او در اقطاب واغوات چون شان محمد صلی اللہ تعالیٰ و علی آلہ و
اصحابہ وسلم در انبیاء است چون او گوید قدمی هذه علی رقبة کل
ولی الله و ولیة الله جملہ اولیاے اموات را بر ارواح و احیاء را با
جساد حاضر گردانم تا ایشان وضع رقاب کنند ازین سبب است کہ گفتم
قدمه اولا علی رقبتی و مرتبہ آن سیّد عالی قدر را معاینہ بر خود
گردانیدم کہ فقیت بر ہمہ اولیاء ارد۔ (19)

متقدمین سے حضرت سیّد الطائفہ جنید بغدادیؒ کے ارشاد گرامی کو اس
لیے نقل کیا گیا تاکہ معلوم ہو جائے کہ کشفی دنیا کے مطابق اولیائے متقدمین کی

گردنوں پر بھی حضور غوث الاعظم کا قدم مبارک ہے ۔اور اس پر سیّد الطائفہ کی گواہی کافی ہے۔اور یہ گواہی ان کے لیے فائدہ مند ہے۔جو بزرگان دین کے کشف پر ایمان رکھتے ہیں۔یاد رہے کہ اہل معرفت کے نزدیک کشف کا اعتبار ہے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور عالم دین مولوی اشرف علی تھانوی اس ضمن میں لکھتے ہیں۔

''قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله''اس وقت جتنے اولیاء اللہ زمین پر تھے سب نے اس آواز کو سنا اور گردنیں جھکا دیں بلکہ بعض نے گردن جھکا کر یہ بھی کہا ''بل علی رأسی و عینی ''(بلکہ اپ کا قدم میرے سر آنکھوں پر)یہ ویسا ہی قصہ ہوا جیسا کہ حضرت خلیل اللہ کی آواز کو حق تعالیٰ نے تمام عالم میں پہنچایا۔حتیٰ کہ ارواح نے بھی اپنے ماں باپ کی پشت اور رحم میں جواب دیا۔لبیک ،لبیک ،بالکل اسی طرح حضرت عبد القادرؒ کی وہ آواز خلیل الہیٰ کی آواز تھی۔جس کو تمام عالم کے اولیائے وقت نے سنا۔اللہ نے سب کو یہ آواز پہنچادی''۔
(20)

عرفاء کے نزدیک کشف کی اہمیت

''ابن عربی اہلِ حق یا اہل للہ کے علوم کو معرفت کہتے ہیں۔ان کے نزدیک یہ راستہ ہموار و روشن ہے۔اس نوعِ علم میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔اس کی دلیل غلطی سے محفوظ اور اس راہ کا مسافر حیرت سے مانوس رہتا ہے۔یہ راستہ عمل ، تقویٰ اور سیر و سلوک سے حاصل ہوتا ہے۔یہی راستہ صحیح ،روشن اور اطمینان بخش ہے نہ کہ راہ فکر و نظر جس میں

خطاواشتباہ کا ہمہ وقت احتمال رہتا ہے"۔(21)

قدمی ھذہٖ اور چشتی مشائخ

مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری کی خدمت میں چند متاخرین چشتی بزرگوں کے اس قول کے ضمن میں حوالہ جات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔یقیناً آپ ان کا مطالعہ کرنے کے بعد ٹھنڈے دل سے غور و فکر کرنے کی زحمت گوارہ کریں گے۔

خواجہ شمس الدّین سیالویؒ

"مرات العاشقین" جوکہ آپؒ کے ملفوظات ہیں۔اس میں مجلس نمبر ۷ بعنوان "اصولِ دین و اطاعت مجتہدین" میں اس طرح ہے۔

بعد ازاں، حضرت غوث الاعظمؒ کی عظمت و بزرگی کا ذکر چھڑا۔ صاحبزادہ محمد امین صاحب نے عرض کیا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو حضرت غوث الاعظمؒ کو اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔

"یاوَلدی قدمی ھذہٖ علیٰ رقبتك و قدماك علیٰ رکاب کل ولی اللہ
ترجمہ:اے بیٹے تیری گردن میرے اس قدم کے نیچے ہے اور ہر ولی کی گردن تیرے قدموں کے نیچے ہے"۔

پس جب محبوبِ سبحانی اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے تو آپ نے فرمایا رسول خدا کا قدم مبارک میری گردن پر ہے اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں

پر ہے۔آپ کے اس قول کو تمام اولیاء نے قبول کیالیکن شیخ صنعان نے اس سے روتابی کی۔ کیا یہ قصہ درست ہے یا نہیں۔؟

”خواجہ شمس العارفینؒ نے فرمایا۔

معتبر کتابوں میں شیخ صنعان کا کہیں ذکر نہیں آیا۔البتہ مولانا جامیؒ ”نفحات الانس“ اور شیخ عبدالحق ”اخبار الاخیار“ میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت غوث الاعظمؒ منبر پر چڑھ کر وعظ کرتے تھے تو تین ہزار علمائے معروف اور تین ہزار ولی کامل آپکی مجلس میں موجود ہوتے تھے۔ایک دن آپ نے ارشاد فرمایاکہ رسولِ خداکاقدم میری گردن پر ہے۔اور میرا قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہے۔اسی دم ایک مرد کامل نے بڑھ کر غوث الاعظمؒ کاقدم اپنی گردن پر لیا۔ ہزار ہا علماء اور اولیاء کے تسلیم کرنے کے بعد شیخ صنعان کی جرأت انکار ثابت نہیں ہوتی“ **(22)**

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالویؒ کی وضاحت

”۴/ رجب المرجب ۱۳۹۱ آپ نے فرمایا شیخ صنعان بہت بڑا عابد زاہد ہوا ہے۔ یمن کے علاقے سے بیت اللہ شریف میں آیااور چالیس سال وہاں عبادت کی۔ لاکھوں آدمی اس کے مرید ہوئے۔اسے خیال آیااب چالیس سال بیت المقدس میں عبادت کرنی چاہیے۔اس ارادہ سے چل دیا۔اس کے ساتھ لاکھ کے نزدیک مرید بھی ہو لیے۔ جہاں جاتا اپنے خوردونوش کاانتظام ساتھ تھا۔سائبان لگادیئے جاتے ،رات گزار کر پھر روانہ ہوتا۔راستہ میں ایک ایسی جگہ رات آگئی۔ جہاں ایک عیسائی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو گیا۔بس وہیں قیام کر لیا۔ دوسرے روز مریدوں نے کہا چلیں سفر کریں تو کہا میں اب پہنچ گیا ہوں ، کہاں جاناہے۔اس کی حالت دیکھ کر رفتہ رفتہ تمام مرید چلتے بنے ،صرف چند خاص مرید

اس کے پاس رہ گئے۔ اتنے میں عیسائی لڑکی کو بھی خبر ہو گئی کہ شیخ صنعان اس پر عاشق ہے، لڑکی نے کہا کہ تو مسلمان ہے اور میں عیسائی، تیری رسائی میرے کہنے پر نہ ہو گی۔ شیخ صنعان نے جواب دیا کہ تو جو کہے گی وہی کروں گا۔ اس نے کہا پھر یہ خنزیر چرایا کرو، چنانچہ اس کے خنزیر چراتا رہا، مریدوں میں سے ایک مرید بغداد شریف میں حضرت غوث الاعظمؒ کی خدمت میں رہنے لگا۔ ایک دن اس عیسائی لڑکی نے صنعان کو کہا کہ آج قرآن مجید کو آگ لگا دے ۔ جواب دیا تیرے کہنے پر کروں گا۔ بالآخر قرآن مجید کو جلانے پر تیار ہوا تو غوث پاکؒ نے بغداد میں بیٹھے ہوئے حاضرین مجلس سے فرمایا آج کسی کا پیر پکا کافر ہو رہا ہے۔ تو شیخ صنعان کے مرید نے نہایت عاجزی سے گزارش کی۔ آپ کرم فرما دیں۔ اس وقت غوث پاکؒ کے پاس وضو کے لیے پانی لایا گیا تھا۔ آپ نے چلو بھر پانی کا چھینٹا مارا شیخ صنعان کے منہ پر جا لگا تو فوراً اس نے پڑھا لا اله الا الله محمد رسول الله اس وقت شیخ صنعان کے پاس صرف ایک مرید رہ گیا تھا۔ جب کلمہ شریف پڑھا تو پہلا مقام قرب اور وہی منزل اعلیٰ نصیب ہوئی۔ تائب ہوا۔ اور اس مرید کو اپنے جیسا بنا دیا"۔

عشق را نازم کہ یوسف را بازار آورد
شیخ صنعان زاہدے را زیر زنار آورد (23)

پیر سیّد حیدر شاہ صاحبؒ جلال پوری کی گواہی

ملفوظات حیدری کے نام پر آپ کی مجالس کو قلم بند کیا گیا ہے۔ اسکی مجلس اوّل میں ہے۔

"قدمی هذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللّٰہ

میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

کے کہنے کی آپ نے یہ وجہ بیان فرمائی۔

کہ معراج کی رات کو پروردگار نے میری روح کو نورانی قالین کے طور پر بھیجا تاکہ اپنے جدِ بزرگوار کو سوار کر کے حجابِ کبریا تک پہنچاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور میرے لیے دعا فرمائی کہ میرا قدم تیری گردن پر ہے اور تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہو۔ مناقب غوثیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت غوث الاعظمؒ کلمہ قدمی زبان مبارک پر لائے تو حاضر اور غائب مشائخ میں سے ہر ایک نے نَعَم نَعَم کہا اور سر نیچے جھکا لیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سے منقول ہے۔ کہ میں اس وقت خواجہ معین الدین چشتیؒ کے حضور موجود تھا۔ ناگاہ خواجہ بزرگ نے سر جھکا دیا اور فرمایا۔ بل علیٰ حرقة عینی۔ اور خواجہ نصیر الدینؒ سے منقول ہے۔ کہ خواجہ بزرگ کے یہ الفاظ سن کر حضرت غوث الاعظمؒ کی زبان مبارک سے نکلا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص عنقریب سلطان الہند ہو جائے"۔ **(24)**

حضرت سیّد محمد گیسو درازؒ کی آپ بیتی

اقتباس الانوار مصنفہ حضرت شیخ محمد اکرم قدوسیؒ نے سیّد محمد گیسو درازؒ کا ایک واقعہ اس طرح تحریر کیا ہے۔

"تحفۃ الراغبین میں رسالہ واقعات محمدیہ مصنفہ شیخ یعقوب سیاح قدس سرہ، سے منقول ہے کہ ایک دن سیّد محمد گیسو درازؒ کی مجلس میں حضرت غوث الاعظمؒ کے قول قدمی هذہٖ علیٰ رقبة کل ولی اللہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت سیّد محمد گیسو درازؒ کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ یہ قول حضرت غوث الاعظمؒ کے ہمعصر اولیاء کرام کے حق میں ہو گا۔ اور اولیاء متقدمین اور متاخرین اس

سے مستثنیٰ ہوں گے۔اس خطرہ کے دل میں آتے ہی ان کی ولایت سلب ہو گئی اور سارا جسم شل ہو کر پتھر بن گیا۔بہت علاج کیا گیا۔لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔چونکہ آپ حق تعالےٰ کے دوستوں میں سے تھے۔آپ کے کان میں غیب سے آواز آئی کہ اس بیماری کا سبب حضرت غوث الاعظم کے قول کا انکار ہے۔آنجناب کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ تمہارے حال پر رحم کریں گے اور تمہاری تقصیر معاف کریں گے۔ چانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا،اپنے قصور کی معافی طلب کی۔اس کے ساتھ انہوں نے حضرت غوث الاعظم کے ننانوے اسمائے گرامی تصنیف کر کے اس کا دائمی ورد اختیار کیا۔ کہتے ہیں کہ جونہی انہوں نے اسمائے گرمی کا ورد ختم کیا ان کے تمام اعضاء درست ہو گئے۔اور جسمانی طور پر شفائے کامل نصیب ہوئی۔اس کے بعد انہوں نے اپنے مشائخ سلسلہ کی طرف توجہ کی تاکہ ولایت مل سکے۔چنانچہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ قدس سرہ،اور حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ،نے عالم باطن میں حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں معروضہ پیش کیا کہ اب سیّد محمد گیسو درازؒ نے اپنے آپ جناب والا کے سلسلہ سے منسوب کیا ہے،رحم کا مستحق ہے۔اسی وقت آپ کی ولایت واپس مل گئی اور بے شمار فیوض اور پہلے سے بھی زیادہ نوازشات حاصل ہوئے اور سلسلہ قادریہ کے فیضان سے بہرہ ور ہوئے"۔**(25)**

جو اسمائے گرامی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے دائمی ورد کی وجہ سے حالت قبض سے بسط میں آئے۔اقتباس الانوار میں بھی وہ موجود ہیں۔

مذکورہ بالا حوالہ جات چشتی بزرگوں کے پیش کرنے کا اپنا مقصد یہ ہے کہ مولوی محمد احمد صاحب کو معلوم ہو جائے کہ حضرت غوث الاعظمؒ کا قدم

متاخرین تمام اولیاء کی گردن پر ہے۔

پیر سیدّ مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ

آپ اپنے ملفوظات میں ارشاد فرماتے ہیں۔

"سیدّ نا غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت سیدّ عبدالقادر جیلانیؒ کا ذکر شروع تھا۔ فرمایا کہ بعض سجادہ نشین حضرات آنجناب کا ارشاد قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللّٰہ (میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے) انہیں اپنے اکابرین مشائخ مثل خواجہ بزرگ معینّ حق و دینؒ اور مجدد الف ثانی وغیرہ ہم کے متعلق گراں گزرتا ہے۔ اس لیے وہ حضرت محبوب سبحانی کے اس قول مبارک کی مختلف تاویلیں کرتے ہیں۔ اس سے ان کا منشا اپنے مشائخ سلسلہ کی تعظیم اور کمال محبت ہے۔ لیکن "ہم ایسا نہیں کر سکتے" انصاف کرنا چاہیئے۔ یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہے۔ کہ جب یہ کلمہ حضورؒ سے صادر ہوا۔ تو اس وقت حضرت خواجہ اجمیریؒ ایک پہاڑ میں یادِ الٰہی میں مشغول تھے۔ آپ نے جب غیب سے یہ کلمہ گوش و ہوش سے سنا تو بہ ادب تمام آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ علی رأسی و عینی (26)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے شیخ ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللّٰہ (میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے)
پس آپ کے یہ کلمات کہنے کی دیر تھی کہ تمام اولیاء نے اپنے سر جھکا دیئے۔
حضرت خواجہ معینّ الدین چشتی اجمیریؒ نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور عرض کیا کہ

آپکا قدم میری گردن پر نہیں بلکہ سر پر بھی ہے۔ (27)

علامہ پروفیسر سیدّ محمد ذاکر شاہ چشتی سیالوی

جامع کراماتِ اؤلیاء کے ترجمہ کے دوران حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

"یاد رہے کہ ہر دور میں ایک شخصیت قطبیتِ کبریٰ کے مقام پر فائز ہوتی ہے۔ اور اس دور کے اؤلیاء کی قائد ہوتی ہے۔ سب اؤلیاء اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ ایسی ہستی کہہ سکتی ہے کی کہ مشرق و مغرب کے سب اؤلیاء کی گردنوں پر میرا پاؤں ہے۔ قطبیتِ کبریٰ کی ایک خاص قسم ہے۔ جو سرکار غوثیت مدار سیدّی عبد القادر جیلانی الحسنی و الحسینی رضی اللہ عنہٗ کو حاصل ہے لہٰذا یہ قطبیت خاصہ کسی ایک دور کے ساتھ خاص نہیں ہوتی۔ بلکہ ان کے الفاظ میں یہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ کہ میرا قدم قیامت تک آنے والے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله الی یوم القیامة" یہ وہ عظمت ہے جو ہر دور کے قطبیتِ کبریٰ کے مقام کے مرد حق کو عطا نہیں ہوتی"۔ (28)

مولانا محمد اشرف سیالوی

کوثر الخیرات میں رقم طراز ہیں۔

"حضرت شیخ عبد القادر جیلانی "گلستان زہرہ رضی اللہ عنہا کے وہ پھول جن سے حسنی و حسینی نکہت بیک وقت مشام جان کو معطر کرتی ہے۔ جو ملک معنی اور عالم حقیقت کے تاجدار ہیں۔ سلطنتِ روحانیت کے شہنشاہ ہیں، اور تمام اؤلیاء زمانہ،

اغواث واقطاب وقت کی گردنوں پر ان کا قدم ہے۔قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔اعلٰحضرت بریلوی فرماتے ہیں۔

جن کی منبر بنی گردنِ اولیاء
اس قدم کی کرامت پر لاکھوں سلام(29)

حاصل کلام محولہ بالا ساری تحقیق کا ماحصل یہ نکلا کہ چشتی مشائخ کے ہاں یہ امر موجود تھا۔کہ حضرت معینّ الدّین چشتیؒ نے بعینی و رأسی کے کلمات کہے اور پھر تواتر کے ساتھ چشتی بزرگوں نے اسے بیان کیا۔یہ اس امر کی نشاندھی کرتا ہے کہ متاخرین اولیاء اللہ کی گردنوں پر حضور غوث الاعظم کا قدم ہے۔

خواجہ معینّ الدّین چشتیؒ کا غوثِ اعظمؒ کی صحبت میں رہنا

حضرت خوجہ معینّ الدّین چشتی اجمیریؒ کے احوال،آثار اور سوانح میں جو بھی کتابیں تالیف ہوئیں۔ان میں کسی نہ کسی دوسرے مصنف کے حوالے سے یہ امر موجود ہے کہ معینّ الملتؒ حضور غوث الثقلین سیدّ عبد القادر جیلانیؒ کی صحبت میں کچھ مدت رہے۔درویش دوسرے فقراء کی مجلس سے فیضان کا جویاں ہوتا ہے۔پرانے بزرگوں کا یہی طریقہ کار تھا۔وہ درویشوں کی مجلس وصحبت میں رہنا فیضانِ باطنی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ایک ہمارا وقت عجیب آیا ہے۔کہ اس دور میں درویشوں وفقراء کے ماننے والوں نے ہی اکابرین پر کیچڑ اچھالنا اور ان کی تعلیمات وکشف وکرامات سے کیڑے نکالنا علم کی برتری سمجھ لیا ہے۔وہابیہ تو پہلے ہی یہ فریضہ ادا کر رہے تھے۔اب اس فریضہ کی ادائیگی ماننے والوں نے ہی نظامِ خانقاہی کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا ہے۔بقول شاعر ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

چنانچہ سیر العارفین کے مولف حامد بن فضل اللہ جمالی حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ کا حضور غوث پاکؒ کی مجلس و صحبت میں تشریف لے جانے سے متعلق لکھتے ہیں۔آپ نے حضرت غوث العالم خواجہ عثمان قدس سرہ سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔اس کے بعد صاحب سیر العارفین رقمطراز ہیں۔

وہاں سے رخصت ہو گئے۔اور بغداد جانا چاہا۔قصبۂ سنجار (30) آئے۔ اس زمانے میں شیخ نجم الدین کبریٰ وہاں تھے۔ان سے ملے اور تقریباً ڈھائی مہینے ان کی صحبت میں رہے۔پھر وہاں سے قصبہ جیل (31)

حضرت شیخ المشائخ غوث الصمدانی قطب ربانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے ملے۔پھر صاحبِ سیر العارفین لکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ نے حضرت سلطان المشائخ محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر قدس سرہ سے ملاقات کی اور ستاون روز (32) ان کی صحبت میں رہے (33)۔"

خواجہ قطب الدین اوشی کاکیؒ کا ہدیۂ عقیدت

حضرت سیّد جمال شاہ ثالث قادری المعروف بہ چھوٹے شہزادہ صاحب متوفی ۱۲۷۵ہجری اپنی تالیف "فقر رحمانی" جو کہ آدابِ ولایت اور تمام سلاسل تصوف کی تاریخ پر مشتمل ہے۔اس میں آپ نے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکیؒ کے اشعار جو کہ حضرت غوث الثقلینؒ کی مدح سرائی پر مشتمل ہیں۔ جس میں مندرجہ ذیل الفاظ دے کر مدح شروع کی ہے۔

یہ اشعار خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکیؒ نے فرمائے ہیں اور جو کوئی جس حاجت کے لیے یہ اشعار پڑھے گا۔ جلد مقصد حاصل ہو گا۔ سریع الاجابت ہیں۔

بسم اللہ کنم آغاز مدح شاہ جیلانیؒ
کہ برقدش درست آمد لباس اعظم ثانیؒ
زہے غوثیکہ غوثیت مدام اورا مسلم شد
زہے قطبیکہ قطبیت مراد را گشت ارزانی
بہ غوثیت بود او غوث اعظم نزد انس و جاں
بہ قطبیت چو او قطبے نہ در اقطاب ربانیؒ
ازاں کشف و کراماتیکہ بودہ شاہ جیلاں را
نہ در تحریر می گنجد نہ در تقریر انسانی
بآں حسن ادب نسبت بآں غوثیکہ کردہ او
میان اولیاء اصفیایش کردہ سلطانیؒ
بہ تو ظاہر شود آنکہ دادآں حضرت
اگر لفظ ابو را با محمدؐ متصل خوانی
خطاب اوست محی الدین عبد القاسم در اسم او
شدآں قاد۔ باحیا کردن دین مسلمانی
ابو صالح صلاح آثار نام والدش آمد
بعصمت فاطمہ امش کہ بود خیر ربانی
سیادت از امامین است او را بانسب نامہ

حسین از جانب مادر حسن از جانب ثانی
در آں چیکہ از صلب پدر شد منتقل آں شاہ
بہ سن شصت بودہ مادرش زاں داشت حیرانی
بوقت نامیدی مادرش راشد امید ازاو
چنیں خازق طفیل او نمودہ فیض رحمانی
نودیک سال حیاتش بود تفصیلش زمن بشنو
بہ ہژدہ سال از جیلان بہ بغداد آمدہ دانی
پے تحصیل علمش ہفت سال اندر شمار آمد
بہ نسبت و پنجسالش انقطاع از خلق ربانیؒ
چہل و یک سالش بدعوت سوئے حق خواندہ خلایق را
حساب عمرش ایں بودہ کہ من گفتم بہ آسانی
بہ سال پانصد و شصت و یک آں شاہ ہمہ شاہاں
رواں سوئے جناں گشت و گذشت از عالم فانی
نہ چوں اوصاف تحریر و نہ تقریر ثنا دیگر
بہ مثل او کسے پیدا قریب قرب ربانی
بہ عمر خویشتن فایض شود در مدح او ہر یک
بود گراں نوری و سعدی و سلمان و خاقانی
چہ جایکہ در مدحش زبان من سخن گوید
کہ یک حرفے بصد تکلیف گوید در سخن رانی
چوں حرفے بیش ازیں نتوانم اندر مدح او گفتن

بگویم گر توانم گفت اخلاصیکہ میدانی
طفیل خاص اخلاصیکہ قطب الدینؒ کاکی را
بآں در گاہ والادست گاہ شاہِ جیلانیؒ
بہ کاے کامراں گرداں خداوندا بلطف خود
زروحِ پر فتوح فیض ہایش دار ارزانی
بہ ہر مطلب کہ ایں ابیات مدح شاہِ جیلاں را
بخواند ہر کہ برکامش رسد از فضلِ ربانی (34)

حوالہ جات

1- شعرانی، عبدالوہاب، علامہ، الیواقیت و الجواہر جلد اوّل صفحہ نمبر **161**، مطبوعہ، دارالفکر بیروت

2- جہانگیری، محسن، ڈاکٹر، محی الدین ابنِ عربی، حیات وآثار، مترجم احمد جاوید، سہیل عمر، صفحہ نمبر **440**، مطبوعہ

لاہور **1984**ء

3- ابنِ عربی، محی الدین، امام، فتوحاتِ مکیہ جلد سوم صفحہ نمبر **456**، مطبوعہ، دارالفکر بیروت

4- جہانگیری، محسن، ڈاکٹر، محی الدین ابنِ عربی، حیات وآثار، مترجم، احمد جاوید، سہیل عمر، صفحہ نمبر **229**، مطبوعہ

لاہور **1989**

5- حسینی، ید اللہ، سیّد، ملفوظات بنام محبت نامہ حصہ اوّل، صفحہ نمبر **131** تا **133**، مرتبہ محمود بن فضل اللہ حسینی، اردو ترجمہ سیّد رحیم الدین بندہ نوازی، مطبوعہ، حیدرآباد دکن انڈیا **1973**ء

6- ایضاً **131**

7- طوسی، ابو نصر سراج، شیخ، کتاب اللمع، مرتب و مترجم، ڈاکٹر نکلسن، صفحہ نمبر **423** مطبوعہ لائیڈن

ہالینڈ **1914**ء

8- حسن، ڈاکٹر، پیرزادہ، مترجم کتاب اللمع صفحہ نمبر **621-622** مطبوعہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد

9- شبستری، محمود، علامہ، گلشن راز، مترجم نور عالم چشتی حنفی جہلمی، صفحہ نمبر **149** مطبوعہ لاہور

10- اویسی، محمد فیض احمد، علامہ، الحقائق فی الحدائق المعروف شرح حدائق بخشش صفحہ 137، مکتبہ اویسہ رضویہ بہاولپور 1997ء

11- علوی، فقیر اللہ، علامہ، نقشبندی، مکتوبات، مکتوب نمبر 19 صفحہ نمبر 210 مطبوعہ لاہور

12- نوشاہی، شرافت، سیدّ، خصائص القادریہ فی فضائل النوشائیہ صفحہ نمبر 52 مطبوعہ مریدکے 1996ء

13- جرجانی، شریف علی، سید، التعریفات صفحہ 110، تحقیق، ڈاکٹر عبدالرحمٰن عمیرہ، مطبوعہ بیروت 1989، معجم
الغۃ الفقہا صفحہ نمبر 309، مطبوعہ کراچی،
اسلامی اصطلات صفحہ نمبر 163 مطبوعہ اسلام آباد 1992ء دائرہ معارف اسلامیہ جلد نمبر 13 صفحہ نمبر 264،

14- غلام رسول، مفتی، حسب ونسب جلد چہارم صفحہ 86 مطبوعہ دار العلوم قادریہ جیلانیہ لنڈن برطانیہ
یہاں مفتی صاحب نے علامہ سرخسیؒ کی تاریخ وفات غلط لکھی ہے اصل تاریخ وفات 484 ہجری ہے۔

15- قرآن مجید، سورۃ توبہ، آیت نمبر ۴۰۔

16- سیالوی، محمد اشرف، مولانا، کوثر الخرات صفحہ نمبر 42-43 مطبوعہ لاہور 1975ء

17- نوشاہی، شریف احمد شرافت، سید، خصائص القادریہ فی فضائل النوشاہیہ صفحہ نمبر 52-53 مطبوعہ مریدکے 1996ء

18- اربلی، عبدالقادر، تفریح الخاطر فی مناقب، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، مترجم، محمد صادق قادری، مطبوعہ فیصل آباد

19- شہالی، محمد صادق، مناقب غوثیہ، مخطوطہ منقبت عدد نمبر 24، نسخہ پنجاب

یونیورسٹی لاہور شمارہ نمبر 1118
بحوالہ تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاک و ہند، جلد نمبر 3 فارسی ادب اوّل مطبوعہ دانشگاہ پنجاب لاہور صفحہ نمبر 314-315، علاوہ اس کے نسخے، خدا بخش لائبریری پٹنہ، سرکار آصفیہ، علی گڑھ اور انڈیا آفس میں بھی موجود ہیں تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی" اسی کا عربی ترجمہ ہے۔ مشہور زمانہ قادری درویش حضرت میاں محمد بخش" عارف کھڑی" نے تفریح الخاطر ہی کا پنجابی ترجمہ بنام "تحفہ میراں" کیا ہے۔

20- تھانوی، اشرف علی، مولوی، ارفع واوضع صفحہ نمبر 125-126 بحوالہ پیران پیر، مولف محمد فیاض صفحہ نمبر 73-74 مطبوعہ فیصل آباد 1980ء

21- جہانگیری، محسن، ڈاکٹر، محی الدّین ابنِ عربی، مترجم، احمد جاوید، سہیل عمر، صفحہ نمبر 234-235 مطبوعہ لاہور 1989ء

22- سیالوی، شمس الدّین، خواجہ، مرآت العاشقین صفحہ نمبر 53 مطبوعہ الکتاب لاہور 1977ء

23- سیالوی، قمر الدّین، خواجہ، انوار قمریہ مرتبہ قاری غلام احمد صفحہ 314-315

24- چشتی، نور عالم، حنفی، ملفوظاتِ حیدری، سیدّ حیدر شاہ جلالپوری صفحہ نمبر 50، مترجم ڈاکٹر عبدالغنی لاہور مولوی نور عالم چشتی حنفی آستانہ عالیہ چشتیہ جلالپور شریف کے مرید تھے۔ ایک کامیاب مترجم اور مصنف تھے آپ مفاتیح الاعجاز فی گلشنِ راز از سید محمد غوث نور بخش توکلی گیلانی کا اردو ترجمہ بعنوان بوستان اسرار کرنے کے علاوہ پیر سید محمد غلام شاہ کے دیوان گلزار صفدری کا ترجمہ بہ زبان پنجابی دیوانِ حیدری کے نام پر بھی کیا ہے۔ آپ کا مزار جہلم راٹھیاں کے قریب ایک گاؤں شمس پور میں ہے، پنجابی کتابیات صفحہ 443 جلد اوّل از ڈاکٹر شہباز ملک، مطبوعہ اسلام آباد پر ملاحظہ کریں۔

ملفوظاتِ حیدری بہ زبانِ فارسی ہیں۔ اس کے مترجم فارسی زبان و ادبیات کے

مشہور محقق فاضل نابغہ روزگار شخصیت مصنف "امیر حزب اللہ" آستانہ عالیہ چشتیہ حیدر جلالپور کے خلیفہ مجاز ڈاکٹر عبدالغنی مرحوم ہیں۔

-25 قدسی، شیخ اکرم، اقتباس الانوار، مترجم واحد بخش سیال، صفحہ نمبر 197-198 مطبوعہ ضیاء النور پبلیکیشنز لاہور 1993ء

-26 مہر علی، سیّد پیر، شاہ، ملفوظاتِ مبارکہ صفحہ 104، مطبوعہ گولڑہ شریف 1974-28

-27 مہاجر مکی، امداد اللہ، حاجی، شمائم امدادیہ صفحہ 43 حوالہ شرح سلام رضا، مفتی محمد خان، مطبوعہ لاہور 1994ء 1982ء

-28 نبہانی، یوسف، علامہ، جامع کرامات، جلد اوّل، مترجم سیدّ ذاکر شاہ چشتی سیالوی، حاشیہ صفحہ نمبر 753 مطبوعہ

اس کتاب کے دو مترجم ہیں دوسرے کا اسم گرامی شرف الدّین صاحب ہے۔ آپ آج کل انگلینڈ جامعہ الکرم میں درس نظامی کی کلاس پڑھا رہے ہیں۔ میں نے ذاتی طور پر ان سے ملاقات کی میرے استفسار پر انہوں نے بتایا۔ یہ حاشیہ سیدّ ذاکر شاہ صاحب چشتی سیالوی نے تحریر فرمایا ہے۔

-29 سیالوی، محمد اشرف، مولانا، کوثر الخیرات صفحہ نمبر 27-28 مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور 1995ء

-30 سنجار پہاڑی مقام ہے۔ موصل سے ڈھائی گھنٹے کا راستہ ہے۔
(معین الارواح صفحہ نمبر 27)

-31 خادم حسن مؤلف معین الارواح لکھتے ہیں۔ قصبہ جیل غلط ہے۔ قصبہ جبل صحیح ہے۔ یہ مقام جبل جودی ابزر کی

ایک چھوٹی پہاڑی ہے۔ یہ موصل سے 25 میل اور بغداد سے براہِ راست اس کا فاصلہ 180 میل ہے۔ اور براہ دجلہ ۲۰۰ میل ہے۔ فرشتہ۔ (اردو ترجمہ صفحہ نمبر 520 اور روضۃ الصفا نے بھی جبل جودی لکھا ہے۔ (معین الارواح صفحہ نمبر

28، سیر العارفین اردو ترجمہ صفحہ 3)

-32 مندرجہ ذیل کتابوں نے حضرت خواجہ معین الدّین چشتیؒ کا حضور غوث پاک کی بارگاہ میں ٹھہرنا پانچ مہینے اور

سات دن لکھا ہے۔ اقتباس الانوار مؤلف شیخ محمد اکرم قدسی، اردو ترجمہ واحد بخش سیال صفحہ نمبر 349، مراۃ الاسرار مؤلفہ عبدالرحمٰن چشتی، اردو ترجمہ واحد بخش سیال صفحہ نمبر 594 معین الارواح مؤلفہ خادم حسن صفحہ نمبر 29، سیر الاقطاب یعنی تذکرہ خواجگانِ چشت، مؤلفہ حضرت الہدیہ ابن شیخ ابراہیم، مترجم معین الدّین دردائی صفحہ نمبر 140-141، سفینۃ الاولیاء، مؤلفہ دارہ شکوہ، مترجم محمد علی لطفی صفحہ نمبر 128، سفینۃ العارفین مؤلف مولانا عبدالعزیز ہزاروی صفحہ نمبر 234، اور فقرِ رحمانی، مصنفہ سیّد جمال اللہ قادری المعروف چھوٹے شہزادہ صاحب ابن سیّد محمد قادری المعروف بہ خاکی صفحہ نمبر 193 اور مقام شکر گنج مؤلف واحد بخش سیال صفحہ نمبر 109 محولہ بالا تمام کتابیات نے آپ کا حضور پاکؓ کی صحبت میں ٹھہرنا لکھا ہے۔

-33 سیر العارفین مؤلف حامد بن فضل اللہ جمالی مترجم محمد ایوب قادری صفحہ نمبر 3 مطبوعہ اردو سائنس بورڈ لاہور، 1989ء

-34 فقرِ رحمانی، مصنف حضرت سیّد شاہ جمال اللہ ابن خاکی صاحب صفحہ نمبر 236-237 مطبوعہ اختر پریس بنگلور صفحہ نمبر 2۔

باب دوئم

امر الٰہی ایک بحث

مولوی محمد احمد بصیر پوری نے "امر الٰہی" کی صوفیانہ توجیہ نہیں کی۔ بلکہ اسے 'امر شرعی' سے منطبق کر دیا۔ اور یہ تاثر دیا کہ غوث پاک نے العیاذ باللہ ایک نئی شریعت کا اجراء کیا۔ اور مولوی صاحب موصوف اس کا رد کر رہے ہیں۔ جب کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ نہ ہی حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے کسی نئی شریعت کا اجراء کیا ہے۔ بلکہ آپؒ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ شریعت محمدیہؐ کی ترویج و ترقی میں اپنے شب و روز کو صرف کیا۔ چنانچہ مولوی محمد احمد بصیر پوری شیخ اکبرؒ کے حوالے سے "حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ" میں خلاصہ کلام نکالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اپنے مرتبہ و مقام کو بیان و اظہار بلا امر الٰہی ہو تو یہ نسبت اعلیٰ ترین وارفع ترین مقام کے نقص ہے اور امر الٰہی ہو تو درست ہے مگر دوسری صورت انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ نیز امر سے مراد حکم بذریعہ وحی الٰہی اور مامور سے مراد مامور بالوحی ہے"(1)

مذکورہ بالا عبارت سے مولوی صاحب موصوف نے امر سے مراد وحی الٰہی لیا ہے۔ جب کہ مولوی صاحب موصوف کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ جب صوفیاء امر یا مامور کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تو اس سے انکی مراد 'امر شرعی' نہیں ہوتا۔ وہ اس لیے کہ حضور ﷺ پر وحی کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔ اور کسی نئی شریعت کے آنے کا امکان نہیں۔ صوفیہ کے نزدیک 'امر' تجلی الٰہی کو کہتے ہیں۔ یہ تجلی جب فیضان نبوت سے اس کے قلب پر وارد ہوتی ہے تو اسے معرفتِ خداوندی کے حصول کے بعد معارفِ ربانی اور علومِ الٰہی کا انکشاف ہوتا ہے۔

مولوی محمد احمد بصیر پوری کی علمی خیانت

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب 'امر الٰہی' کی بحث کرتے ہوئے آگے اپنی تائید میں فتوحاتِ مکیہ کی حسب ذیل عبارت پیش کرتے ہیں۔ فتوحاتِ مکیہ ص 189۔ج۔2 میں ہے۔

الامر الا لہی من صفة الكلام وهو مسدود دون الاولياء من جهة التشريع
امر الٰہی صفتِ کلام سے ہے اور یہ اولیاء پر مسدود ہے۔ اس لیے کہ نئی شریعت نہیں آ سکتی۔

عبارت میں غلطی

مولوی محمد احمد بصیر پوری کے پیش کردہ حوالے میں مندرجہ ذیل غلطیاں ہیں۔

1) یہ عبارت فتوحاتِ مکیہ جلد اول باب نمبر 22 کی ہے۔

2) مولوی صاحب، موصوف نے اس عبارت کا ترجمہ غلط کیا ہے۔

اب ہم حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ کے مولف نے ص 287 پر 'جامع فتاویٰ مہریہ' کے مرتب پر کیچڑ اچھالتے ہوئے جو طوفانِ بد تمیزی برپا کیا ہے۔ وہی الفاظ مولوی محمد احمد بصیر پوری کی طرف لوٹاتے ہیں۔ صائب تبریزی نے کیا خوب کہا ہے۔

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کیں زر قلب بہ ہر کس کہ دہی باز دہد

ذرا مولوی محمد احمد بصیر پوری کی ترجمہ نگاری پر نظر ڈالیے۔ حضرت شیخ اکبر ابنِ عربی کی فتوحاتِ مکیہ کی عبارت میں 'دون' کا لفظ موجود ہے۔ جس کا دانستہ طور

پر ترجمہ نہیں کیا۔ اور اپنے موقف کے مطابق ترجمہ کیا۔ اس سے مولوی بصیر پوری نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اولیاء پر 'امر الٰہی' بالکل مسدود ہے۔ حالانکہ یہ تحریفِ صریح ہے۔ میرا خیال ہے کہ مولوی بصیر پوری شیخ اکبرؒ کو بدنام کرنے کے لیے عمداً اس فعلِ شنیع کا ارتکاب کر کے خیانت علمی کے مرتکب ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مولوی بصیر پوری کو اس ظلم عظیم کے ارتکاب پر معاف فرمائے۔

صحیح ترجمہ :

جب کہ شیخ اکبرؒ کی اس مندرجہ بالا عبارت کا درست ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔ چنانچہ شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں

" الا مر الا ھی من صفة الکلام وھو مسدود دون الاولیاء من جھة التشریع"

"امر الٰہی صفتِ کلام ہے اولیاء کے سوا (دون) شریعت کی جہت سے مسدود یعنی بند ہے (4)

شیخ اکبر کی اس عبارت کی وضاحت اس طرح ہے۔ کہ امر الٰہی کا تعلق صفت کلام سے ہے یعنی یہ صفتِ کلام ہے چونکہ یہ صفت کلام ہے اس وجہ سے اولیاء کو کلام کی یہ صفت حاصل ہے۔ مگر کلام کی یہ صفت بغیر اولیاء اللہ کے شریعت کی جہت سے بند ہے۔ یہاں مسدود ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی۔ اور 'امر الٰہی' کی وہ صورت جس کا تعلق شریعت کی جہت سے نہیں وہ اولیاء اللہ کو حاصل ہے۔ اگر مولوی صاحب موصوف مکمل عبارت فتوحات مکیہ کی پیش کرتے تو یقیناً انہیں مغالطہ نہ رہتا، اب ہم مکمل 'امر الٰہی' کے

ضمن میں شیخ اکبرؒ کا جو عندیہ ہے اسے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

شیخ اکبرؒ کے نزدیک صوفیانہ امر الٰہی کا صحیح مفہوم

چنانچہ فتوحاتِ مکیہ جلد اول باب نمبر 22 سید الکاشفین لکھتے ہیں۔

الامر الا لھی من صفة الکلام، وھو مسدود دون الاولیاء من جھة التشریع، وما فی الحضرة الا لھیة امر تکلیفی الا ان یکون مشروعا۔ فما بقی للولی الاسماع امرھا (5)

'امر الٰہی صفت کلام سے ہے۔ اور وہ بغیر اولیاء کے شریعت کی جہت سے بند ہے۔ اور حضرت الٰہیہ میں کوئی امر تکلیفی نہیں۔ مگر یہ کہ وہ امر مشروع ہو۔ پس ولی کے لیے کچھ باقی نہیں مگر اسکے امر کا سننا یعنی سماع (6)

نبی کائنات ﷺ کے بعد اولیاء اللہ کو 'امر الٰہی' آپ ہی کے ذریعہ نازل ہوتے ہیں

چنانچہ شیخ اکبرؒ ولی کی سماع پر بحث کرتے ہوئے آگے فتوحاتِ مکیہ میں لکھتے ہیں۔

وان کان صادقاً فیما قال! انه سمع۔ و انم ایکمن ان ظھر له تجل الھی فی صورة نبیه ﷺ۔ فخاطبه نبیه۔ او اقیم فی سماع خطاب نبیه

اگر وہ اس بارہ میں جو کچھ وہ کہتا ہے۔ راست گو یعنی سچا ہے۔ اور کہتا ہے کہ 'امر الٰہی' کو میں نے سنا ہے تو یہ اس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے تجلی الٰہی آنحضرت ﷺ کی صورت میں ظاہر ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو خطاب کرے۔ یا اپنے نبی کو خطاب کرتے وقت سماع میں اس ولی کو قائم فرمائے۔ (7)

و ذلك ان الرسول موصل امر الحق تعالی الذی امر الله به عباده فقد یمکن

ان يسمع من الحق، فی حضره ما ، ذلك الامر الذی قد جائه به اولا رسوله ﷺ۔ فيقول: امرنی الحق، وانما هوا فی حقه وما عد الاوامر،

'اور یہ اس لیے ہے کہ رسول کریم امر الٰہی کو پہنچانے والے ہیں۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو امر فرمایا ہے۔ اور ممکن ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کسی حضرۃ میں اس امر الٰہی کو سن لے۔ جسکو آنحضرت ﷺ پہلی بار دنیا میں لائے تھے۔ وہ (مکاشف) کہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس طرح امر فرمایا ہے اور یہ بات اس کے حق میں تعریف ہے۔ کہ وہ مامور ہوا۔ یعنی جس کے ساتھ اسے امر ہوا ہے' (8)

مذکورہ بالا عبارات میں شیخ اکبرؒ نے مامور اور امر کو ولی کی سماع تک محدود کیا۔ جو کہ نبی کائنات ﷺ کے ذریعے اس پر نازل ہوتا ہے۔ لہذا مولوی محمد احمد بصیر پوری نے جو امر کی بحث کی ہے۔ اس کا صوفیانہ 'امر الٰہی' سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہماری بحث کا محور امر شرعی نہیں۔ بلکہ صوفی پر جو تجلی الٰہی وارد ہوتی ہے۔ جن کی روشنی میں انہیں حوادث اکوان کا علم ہوتا ہے۔ اور عطائے الٰہی سے تصرف فرماتے ہیں۔ صوفیاء جب امر الٰہی کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ تو ان کے کہنے کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے یا کر رہے۔ بلکہ یہ سب عطائے الٰہی ہے۔ اذن الٰہی سے مامور الٰہی ہیں۔

مجدد الف ثانیؒ (م1034ھ/1624ء) کا ارشاد

آپ مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

'جس طرح حضور نبی کریم ﷺ ان علومِ شرعیہ کو 'وحی' سے حاصل کرتے ہیں یہ بزرگوار (اولیاء) انہی علوم کو الہام کے طریقہ سے حق تعالیٰ سے اخذ کرتے ہیں۔ (9)

پھر آگے دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں۔

'علماء اور ان بزرگوں (اولیاء) کے درمیان صرف اس قدر فرق و تفاوت ہے کہ علماء دلیل اور علم سے جانتے ہیں۔ اور یہ بزرگ (اولیاء) اسی شے کو کشف و ذوق سے پالیتے ہیں۔ انکی صحت حال پر اسکی مطابقت سے بڑی اور کوئی دلیل نہیں ہو سکتی' (10)

علم الاسرار

چنانچہ شیخ اکبرؒ (م 638ھ/ 1260ء) فتوحات مکیہ کے مقدمتہ الکتاب میں لکھتے ہیں۔

علوم الاسرار وهو العلم الذى فوق طور العقل وهو علم نفث روح القدس فى الروع يختص به النبى والولى' (11)

'علم اسرار عقل سے ماوراء ایک علم ہے جسے روح القدس قلب پر القاء کرتا ہے اور یہ علم نبی و ولی کے لیے مخصوص ہے' (12)

ایک نظامی بزرگ فتوحات مکیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

'ملک الوحی نبی اور ولی دونوں پر نازل ہوتے ہیں لیکن نبی ورسول ان دونوں فرشتوں کو حاسہ بصر سے اور اولیاء حاسہ بصیرۃ سے ادراک کرتے ہیں۔(13)

شرعی و الہامی امور الگ الگ ہوتے ہیں اس لیے کشفی یا الہامی امور کو شریعت کے تابع نہیں کرنا چاہیے۔ انبیاء و اولیاء دنیا سے گزر جانے کے بعد ایک خاص قسم کے ملائکہ مدبرات امور کے گروہ میں شامل کیے جاتے ہیں اور انکی مثال ان عناصر کی طرح سمجھو جو خدا تعالیٰ کے ماتحت اپنے اثر ظاہر کرتے ہیں یعنی جیسا کہ آگ بغیر امر الٰہی کے نہیں جلاتی اور پانی بغیر حکم ایزدی بجھاتا و غرق نہیں کرتا۔ ایسا ہی عالم تجرد و معاد میں انبیاء و اولیاء کا حال ہے وہ بغیر اذنِ امر الٰہی کچھ نہیں کرتے چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

'لا یسبقو نه بالقول وھم بامرہ یعملون و یفعلون مایو مرون'
یعنی وہ خدا تعالیٰ کے آگے کسی بات میں سبقت نہیں کرتے۔ بلکہ وہ امر الٰہی کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہ تو وہی کام کرتے ہیں۔ جو انکو امر ہوتا ہے۔ **(14)**

نتیجہ -: محولہ بالا بحث کا ماحصل یہ نکلا کہ صاحب الامر کو وحی (الہام) ہوتی ہے لیکن یہ نبوت والی وحی نہیں بلکہ یہ ایسی وحی ہے۔ جیسی وحی کی مریم بنتِ عمران اور مادر موسیٰ کی طرف نسبت دی گئی۔

فقہ و تصوف کے مسائل ایک جائزہ

جس طرح فقہی مسائل کا ایک حصہ تو وہ ہے جن کا قرآن و حدیث میں صراحۃً ذکر ہے اس کے قطعی ہونے میں کون کلام کر سکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ ان کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔ کوئی سی فقہ ہو حنفی ہو یا شافعی یا مالکی ہر ایک میں بڑا حصہ تو ان ہی مسائل کا ہے جو نظر و فکر، اجتہاد و تفقہ سے حاصل کیے گئے ہیں اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اجتہادی مسائل بہر حال اجتہادی ہیں، ان کے متعلق قطعی فیصلہ یقینی ہونے کا نہیں کیا جا سکتا۔

پھر یہی حال تو ان مسائل کا بھی ہے جن کا تعلق بجائے قوت محرکہ کے انسانی فطرت کی دوسری قوتوں سے ہے یعنی تصوف، سلوک اخلاق وغیرہ کی کتابوں میں جو مسائل بیان کیے گئے ہیں ان میں سے بھی بعض کی حیثیت منصوصات کی ہے۔ یعنی صراحۃً قرآن و حدیث کے الفاظ سے وہ سمجھ میں آتے ہیں اور مسائل و جزئیات کا ایک بڑا حصہ ان فنون میں بھی قرآن و حدیث کے ان ہی اساسی تصریحات کو پیش نظر رکھ کر پیدا کیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ فقہ

میں قیاسی مسائل کا اضافہ جیسے فقہ کے آئمہ مجتہدین نے کیا ہے جو حال فقہ کے ان اجتہادی مسائل کا ہے وہی مقام سلوک و تصوف وغیرہ علوم کے اجتہادی نتائج و تفریعات کو دینا چاہیے، تصوف یا سلوک کے مسائل پر اس لیے قہقہہ لگانا کہ ان کا صراحتہً ذکر قرآن و حدیث میں نہیں پایا جاتا۔ متاخرین فقہا جنھوں نے زبردستی اپنے فن کا نام شریعت رکھ لیا ہے اور اسی کو کامل شریعت سمجھے بیٹھے ہیں اگر ان کا یہ اعتراض تصوف و سلوک کے مسائل پر اس لیے کیا جاتا کہ صراحتہً شرعی نصوص میں ان کا ذکر نہیں ہے تو کیا بجلسہ یہی اعتراض فقہ کے ان اجتہادی مسائل پر وارد نہیں ہوتا جن کا ذکر بھی صراحتہً شرعی نصوص میں نہیں ملتا، کتنا بڑا ظلم ہے کہ ایک 'قوت محرکہ' کی متعلقہ آیات اور حدیثوں سے جن بزرگوں نے اجتہادی مسائل پیدا کیے ان کو تو مجتہد اور مجتہد مطلق اور مختلف خطابات دیے جاتے ہیں اور بلاشبہ وہ ان خطابات کے قطعاً مستحق ہیں، لیکن اسی کے مقابلہ میں جن بزرگوں اور اسلام کی گراں مایہ ہستیوں نے بجائے قوت محرکہ کے قوتِ قلبیہ، قوتِ واہمہ متخیلہ وغیرہا کے متعلقہ آیات واحادیث سے مسائل وجزئیات نکالے ان کے مجتہد و امام ہونے میں نہ معلوم کیوں شک کیا جاتا ہے۔

وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا بآياتنا يوقنون

اور بنایا ہم نے ان میں پیشواؤں (آئمہ) کو وہ ہمارے امر و حکم کے مطابق لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں امامت ان کو اسی لیے ملی کہ انھوں نے صبر سے کام لیا اور ہماری باتوں کا یقین کیا۔ (15)

قرآنی آیت میں حق تعالیٰ کے امر کے مطابق بنی آدم کی راہنمائی کو استحقاقِ امامت کا اگر ذریعہ ٹھہرایا گیا تو سوال ہوتا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ،

امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اگر امر حق کے مطابق لوگوں کی ہدایت فرمائی اور یقیناً فرمائی ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے تو پھر بایزید بسطامی، سید الطائفہ جنید و شبلی، شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ ابوالحسن الشاذلی، شیخ معین الدین الاجمیری، شیخ بہاؤالدین نقشبندی، شیخ شہاب الدین سہروردی، امام غزالی، شیخ اکبر ابن عربی، مولانا روم وغیرہم حضرات نے کیا بنی آدم کی راہنمائی حق تعالےٰ کے امر کے مطابق نہیں فرمائی ہے، یقیناً فقہ میں قوت محرکہ کے متعلقہ نصوص سے جس طرح جزئیات نکالے گئے اسی طرح قرآن وحدیث کے کلی نصوص کو پیش نظر رکھ کر ان بزرگوں نے بھی انسانی فطرت کی دوسری قوتوں کی تربیت فرمائی ہے۔ اگر فقہ کے اجتہادی مسائل باوجود غیر قطعی اور غیر منصوص ہونے کے شریعت ہیں تو ان بزرگوں کے اجتہادی نظریات وافکار کو آخر کس دلیل سے شریعت کے دائرہ سے باہر کیا جاسکتا ہے۔

خوف وامن کی خبر

اطیعو اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم

'فرمانبرداری کرو اللہ کی، اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور تم میں جو الامر والے ہوں' **(16)**

ظاہر ہے کہ اسلام جو صرف نظم وضبط کا ایک دین ہے، جس میں دو آدمیوں کو بھی سفر کرتے ہوئے اس کی اجازت نہیں کہ ہر ایک اپنی اپنی مرضی کا پابند ہو بلکہ حکم ہے کہ آپس میں دو آدمی بھی ایک کو آمر (حکم دینے والا) اور دوسرے کو مامور بنا کر سفر کریں۔ خیال کیا جاسکتا ہے کہ جس کے سامنے اپنا عالمگیر مستقبل تھا وہی اسلام مسلمانوں کو ایک ایسی حالت میں کیسے چھوڑ دیتا کہ

جس کے جو جی میں آئے قرآن و حدیث سے سمجھ لے اور جس قسم کا فیصلہ چاہے کر لے، اللہ اللہ اگر اس کی اجازت دے دی جاتی تو یہ واقعہ نہیں ہے کہ جس طرح ہر شخص کی صورت بلکہ ہر شخص کی آواز دوسرے سے مختلف ہے، اسی طریقہ سے اپنی شخصی خصوصیتوں کی بنا پر ہر مسلمان کا ایک نیا مذہب ہوتا، گویا چالیس کروڑ مسلمانوں کی نمازیں چالیس کروڑ شکلوں کی ہوتیں اتنے سخت نظم کے بعد بھی جس کا اسلام نے انتظام کیا ہے۔ جب اختلافات کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات بعض کور بختوں کے دلوں میں اسلام سے گرانی کی وجہ مسلمانوں کے یہی مذہبی اختلافات بن گئے ہیں۔ اگر چہ ان کی یہ گرانی قطعاً بے معنی ہے جس کی تفصیل ابھی سنائی جائے گی، لیکن آج جو چاہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کے سمجھنے میں ہر مسلمان کو خواہ عربی بھی نہ جانتا ہو، اس کی شکل چونکہ انسانوں کی شکل ہے اسے خواہ فکر نظر تعقل و تفقہ کی ہوا بھی نہ لگی ہو لیکن چونکہ وہ مسلمان ہے اس لیے اسے آزاد ہونا چاہیے کہ جو چاہے قرآن سے مطلب نکالے اور جس طرح احادیث و سنن کے مقاصد چاہے متعین کرے، ان سے نتائج کا استنباط کرے، دین تو بہر حال دین ہی ہے لیکن دنیا کے معاملات میں بھی اسلام کا نقطہ نظر جب یہ ہو یعنی امن و خوف کی خبروں میں بھی عام آزادی کے استعمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرنے کے بعد

واذا جاء هم امرمن الامن اوالخوف اذاعوا به

'اور جب آتی ہے کوئی بات خوف اور امن کی تو پھیلا دیتے ہیں اس کو (17)

قرآن حکم دیتا ہے کہ!

ولوردوه الى الرسول والى اولى الامر منهم لعلمه الذين يستنبطونه منهم،

'اگر سپرد کر دیں اسکو رسول اور امر والوں کے ساتھ تو جان لیں گے اصل حقیقت کو وہ لوگ جو ان میں بات سے استنباط کا سلیقہ رکھتے ہیں (18)

جس کا مطلب وہی ہے کہ خوف کی خبر ہو یا امن کی ہر حال میں عام مسلمانوں کو حق نہیں ہے کہ سننے کے ساتھ ہی اسے پھیلا دیں بلکہ ان کا فرض مقرر کیا جاتا ہے کہ 'الرسول' تک پہنچا دیں اور الرسول نہ ہوں تو پھر 'امر' والوں کو خبر کریں، غور کرنے کی بات ہے کہ الخوف میں تو خیر اس کا بھی اندیشہ ہے کہ جنگ وغیرہ کی خبروں کی اشاعت سے نقصان پہنچ جائے، لیکن الامن کی خبروں میں بھی قرآن کا جب یہ نقطہ نظر ہے تو پھر دین جس کا معاملہ دنیا کے خوف وامن دونوں سے اہم ہے اس میں ہر شخص کو شتر بے مہار بنا کر کیسے چھوڑا جا سکتا تھا۔

الامر والوں کا مطلب

گزشتہ بالا آیت میں اس سوال کا جواب کہ 'امر والوں سے کیا مراد ہے؟ خود قرآن نے دے دیا ہے یعنی امن و خوف کی خبروں اور جو معلومات اس باب میں حاصل ہوں ان سے صحیح نتائج پیدا کرنے کا جن میں سلیقہ ہو ان ہی کو وہ 'الامر' کا حق دیتا ہے یعنی حکم دینے کے وہی مجاز ہیں اور جب امن وخوف کے معلومات کے متعلق امر والے یہی لوگ ہیں تو اللہ ورسول کی اطاعت جس کام کے لیے واجب کی گئی ہے یعنی دین میں بھی امر کا حق ان ہی لوگوں کو ہو سکتا ہے جن میں وحی و نبوت کے معلومات سے صحیح نتائج پیدا کرنے کا سلیقہ ہو اور یہ بھی سچ پوچھئے تو ایک قدرتی بات ہے کہ زندگی کی ہر شاخ میں حکم و امر کا قدرتی استحقاق ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جو اس سلسلہ کے معلومات سے صحیح نتائج پیدا کرنے کی قدرت

رکھتے ہوں۔(19)

'اب یہ صوفیہ ہی ہیں جنہوں نے اپنی ظاہری وباطنی دونوں قوتوں کو صرف کیا۔ اور الہام ربی سے سرفراز ہو کر دین کے صحیح مفہوم تک پہنچے۔ کیونکہ دین کی علماء نے تعریف کرتے ہوئے لکھا۔

'دین بنی نوع انسان کے عقائد واعمال، ظاہر وباطن، روحانیت و جسمانیت پر مشتمل ہے' (20)

خواجہ شمس الدین کے نزدیک 'اولی الامر' سے مراد

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی م 1300ھ1883ء فرماتے ہیں۔ 'دریں اثنا مولوی نورالدین نے عرض کیا کہ غیر مقلدوں کے نزدیک 'اولی الامر' سے مراد بادشاہ اسلام ہے، خواجہ شمس الدین نے فرمایا کہ اولی الامر سے مراد صلحاء اور اتقیاء ہیں، جو تمام اوصافِ حمیدہ سے متصف اور قرآن و حدیث میں کافی دسترس رکھتے ہوں۔ اسی طرح شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ایک آیت

'فلا تجعلو لله اندادا' (21) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

کہ جن لوگوں کی اطاعت خدا کے حکم سے فرض ہے چھ طبقوں پر مشتمل ہیں۔ اور ان چھ طبقوں میں آئمہ مجتہدین اور مشائخ طریقت بھی ہیں۔ جن کا حکم عوام کے لیے امر واجب کی طرح لازم الاتباع ہوتا ہے۔ کیونکہ انہی لوگوں کو اسرارِ شریعت اور رموزِ طریقت کا ادارک ہوتا ہے۔

'فاسئلو اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون' (22)

'پھر فرمایا کائنات کے فرمانروا خدا کے بندے ہیں۔ تمام امورِ بست و کشاد (داخلی و خارجی) ان کے زیر فرمان ہیں۔ برعکس ظاہر بادشاہ فقط دنیوی امور میں مشغول و متصرف

ہوتے ہیں(23)

قرآن مجید میں لفظ 'امر بہتر مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ صوفیہ کے نزدیک امر سے مراد الہام الٰہی اور مامور سے مراد ملہم الٰہی ہے۔جب اللہ انہیں ایمان و عملِ صالح اور عقائد حقہ کے صلہ میں رضا اور قرب عطا فرماتا ہے جب یہ منزل آجائے تو ارشاد ربانی ہے واتقو اللّٰہ ویعلمکم اللّٰہ(24)

جب تقویٰ الٰہی اختیار کرو گے تو اللہ تمہیں اپنا علم سکھائے گا۔

اب یہاں اللہ تعالیٰ کے علم سکھانے کے یہی معنی ہیں۔ کہ ان کو الہام کے ذریعے علم عرفانی عطا ہوتا ہے۔

اب ان حضرات کو الہام کا مکمل وقوف یعنی شعور حاصل ہوتا ہے۔ایسے امور کی وجہ سے ملہم تکوینی اعتبار سے مامور الٰہی بن جاتا ہے۔ جسے اہلِ مکاشفہ جانتے اور پہچانتے ہیں۔ عام لوگوں کیلئے اس پر دلیل یہ ہے کہ ایسے اہل اللہ مستجاب الدعوات ہوتے ہیں۔ یہ نشانی انکی ولایت پر دال ہوتی ہے۔ یہاں امر محمود ہے مقصود نہیں۔

طریقِ تصوف کا ادنیٰ و اعلیٰ درجہ

چنانچہ شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربیؒ فتوحات کے باب نمبر 2 میں لکھتے ہیں۔

'طریق تصوف کا ادنیٰ درجہ اس بات کو تسلیم کرنے میں ہے۔ جسکو تم نہیں جانتے اور اعلیٰ درجہ قطعی طور پر اس کے تصدیق کرنے میں ہے۔ جوبات ان دو مقاموں کے سوا ہے وہ محرومی ہے۔اور ان دو مقاموں (تسلیم و تصدیق) کے ساتھ متصف ہونے والا سعادت مند ہوتا ہے۔ حضرت ابو یزید بسطامیؒ نے ابی موسےٰ کو فرمایا۔ اے ابا موسیٰ جب تم طریق تصوف کے کسی مومن سے ملو تو اس سے اپنے لیے دعا کراؤ کیونکہ وہ مستجاب الدعوۃ ہے۔ حضرت

ادہم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے۔ اور ان سے ان امور میں مخالفت کرے۔ جنکے ساتھ وہ متحقق ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے 'نور ایمان' خارج کر دیتا ہے۔ **(25)**

سوائے متصوفین کے ظاہری علماء و فقہاء کا علم مردہ ہے

آگے شیخ اکبرؒ فتوحاتِ مکیہ باب نمبر **29** میں لکھتے ہیں۔

'منجملہ ان اقطاب کے اسرار میں سے اس امر کی صحت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اس شریعتِ محمدیہ میں مشروع فرمایا ہے کہ جسکو عام علماء نہیں جانتے، کیونکہ فقہاء و علماء جو علم حاصل کرتے ہیں۔ وہ مردہ ہوتا ہے۔ جسکو وہ مردہ سے حاصل کرتے ہیں۔ ان سے جو پیچھے آنے والا ہوتا ہے وہ اس علم میں 'غلبہ ظن' پر ہوتا ہے۔ کیونکہ نقل ایک شہادۃ ہوتی ہے۔ اور تواتر عزیز و غریب ہوتا ہے۔ پھر جب وہ ایسے امور پر واقف ہوتے ہیں جو بطریق تواتر مفید علم ہوں تو وہ لفظ منقول تواتر سے بطور نص نہیں ہوتا۔ جس میں وہ حکم کرتے ہیں کیونکہ نصوص عزیز ہوتے ہیں اور وہ اس لفظ سے بقدر اپنی قوتِ فہم کے علم حاصل کرتے ہیں اس لیے وہ آپس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ اس لفظ کے لیے اس امر میں دوسری نص ہو۔ جو پہلے کے معارض و ضد میں ہو۔ اور انکو وہ نہ پہنچا ہو۔ اور جو انکو نہیں پہنچا وہ اس کے ساتھ اطاعت پذیر نہیں ہوتے اور وہ نہیں جانتے کہ وجوہاتِ احتمالات میں سے جو اس لفظ کی قوت میں ہیں۔ جو رسول کریم ﷺ اور شارع میں تھے۔ کس وجہ سے اسکا حکم فرماتے تھے خاصان خدا اہلِ اللہ کشف میں حکم شرعی الٰہی کو ظاہر و باہر نص صریح کے طور پر اللہ تعالیٰ سے کھلے بینہ کے ساتھ جس پر وہ اپنے پروردگار کی طرف سے علی وجہ البصیرت اسکی طرف لوگوں کو دعوت کرتے ہیں۔ اخذ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

'اممن كان على بينة من ربهٖ اور فرمایا ادعو الى الله على بصيرة انا ومن تبعني، یعنی کیا وہ جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی شہادت پر ہو۔ میں دعوت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف بروجہ بصیرت اور دعوت کرتے ہیں اسی طرح وہ لوگ جو میری پیروی

کرتے ہیں اپنے آپ کو بصیرت کے ساتھ تمنار کھا اور حکم میں ان کے لیے اتباع کے ساتھ شہادت فرمائی۔ پس وہ رسول کریم ﷺ کی پیروی علی وجہ البصیرت کرتے ہیں۔ اور وہ ہی بندگان خدا اس مقام کے اہل ہوتے ہیں۔(26)

تصوف کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ جو دین لیکر آئے تھے۔ وہ ظاہر و باطن، جسد و روح، جسم و قلب کے جملہ احوال کی اصلاح و تربیت کا جامع و مانع دستور العمل تھا۔ اگر تلاوتِ قرآن، تعلیم کتاب و حکمت نبوی اس کے طریق کا ایک پہلو تھا، تو دوسرا اہم پہلو تزکیہ قلوب و صفائی نفوس بھی تھا۔ کہ انبیاء علیہم السلام کے طریق دعوت و تربیت میں قول کی اصلاح، روح کے تزکیہ اور نفس کی تطہیر کی اہمیت ظاہری اعمال کی پابندی سے کسی طرح کم نہیں۔ باطن ہی وہ سر چشمہ ہے جو اگر صاف پاک ہو جائے تو رگ رگ ایمان و یقین اور اعمال صالحہ کے آبِ حیات سے زندہ اور توحید و تقویٰ کے نور سے معمور ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ سر چشمہ عقائد باطلہ و خیالات فاسدہ سے گدلا رہے تو اعمال ظاہر کی بھی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی باطنی احوال و اصلاح کی تصریحات و اشارات سے مملو ہیں۔ گویا تصوف سرکار دو عالم ﷺ کے بتلائے ہوئے طریق حیات (سنت) کے کامل و مکمل پیروی کیساتھ آپؐ کے احوال قلبیہ اور اعمالِ باطنیہ کی پوری پوری اتباع کا نام ہے۔(27)

ما التصوف روح افعالِ رسولؐ محویت در سرِ احوال رسولؐ

حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی مبارک انہی امور کی عملی شکل تھی۔

انہی کی وجہ سے اللہ تعالی نے آپکی دعوتِ روحانی کو کامیابی وکامرانی سے ہمکنار کیا تھا۔

ظاہر وباطن

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" میں امر سماعی کے بارے میں شیخ اکبرؒ کی فتوحات مکیہ کے حوالے سے لکھنے کے بعد جنابِ خضر علیہ السلام نے جو کہا "ما فعلته عن امری" کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

"عبد صالح حضرت خضر نے کہاما فعلته عن امری بلاشبہ آپکے زمانہ نے یہ چیز دی وہ اپنے رب کی طرف شریعت پر تھے۔ حق تعالیٰ نے آپ کے لیے اس چیز کی شہادت دی جو موسیٰ علیہ السلام کے ہاں اور ہمارے پاس بھی پہنچی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا تزکیہ فرمایا (28)

اس میں شیخ اکبرؒ نے خضر علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے مقابل الگ شریعت کا تذکرہ کیا ہے۔ جس کے متعلق کہا کہ یہ بات موسیٰ علیہ السلام کے دور سعادت میں موجود تھی۔ اور ہمارے پاس بھی اسی قسم کی شریعت پہنچی ہے۔ صوفیہ کرام نے اس کو اسرارِ شریعت اور شریعتِ تکوینی سے منسوب کیا ہے۔ اس کے بارے میں مولوی صاحب کا کیا خیال ہے؟ لیکن ہمارے نزدیک خضر علیہ السلام کا کشتی کو عیب دار کرنا اور لڑکے کو قتل کرنا امر الہی کے تحت تھا۔ انہوں نے یہ کام طبعی امر کے تحت ادا نہیں کیا تھا۔ بلکہ الہام الہی کے کیا تھا۔ بعض وقت ملہم کو الہام کی رو سے ایسے احکام بتائے جاتے ہیں کہ شریعت کی رو سے انکی بجاآوری درست نہیں ہوتی۔ مگر ملہم کے لیے فرض ہوتا ہے کہ انکی بجاآوری میں ہمہ تن مصروف رہے ورنہ گنہگار ہوگا۔ (29)

حالانکہ شریعت اسے گنہگار نہیں ٹھہراتی۔ یہ تمام باتیں 'من لدنا علما' کے تحت میں ہوتی ہیں۔ایک جلدباز شخص اسے خلاف شریعت قرار دیگا مگر یہ انکی جلدبازی ہو گی۔ کہ ان باتوں کو خلافِ شریعت سمجھے۔ دراصل اہل باطن کے لیے بھی ایک شریعت ہوتی ہے جسکی بجا آوری ان پر فرض ہوتی ہے ابتدائے دنیا سے یہ باتیں دوش بدوش چلی آتی ہیں۔ یعنی شریعت ظاہری وہ ہے کہ جس میں امور دنیا کا پورا پورا انصرام و انتظام کیا گیا ہے تا کہ اس کے انتظام میں بلحاظ ظاہر کوئی بات خلافِ طریق ظاہر نہ ہو۔ شریعت باطنی وہ ہے کہ بعض امور ظاہری جو بادی النظر میں کامل طور پر ظہور پذیر نہیں ہو سکتے الہام و کشوف سے ظاہر اور رواج دیئے جاتے ہیں وہ دراصل ظاہری احکام کے کشفِ حقائق ہوتے ہیں۔

مثلاً کہا جاتا ہے۔ 'ولا تلقو بایدیکم الی التھلکۃ' یعنی جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ مگر ایک شخص کو حکم ہوتا ہے کہ تو بچے کو دریا میں ڈال دے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو وحی (امر) ہوا تھا۔ یا امر ہوتا ہے کہ دریا چیر کر نکل جا۔ جیسے خود موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا۔ اسی طرح ابراہیم علیہ السلام کو امر ہوا کہ بیٹے کو ذبح کرے۔ اور وہ تیار ہو گئے۔ یہ امور ظاہر شریعت سے وراء الوراء ہوتے ہیں جنکو اہل حق ہی سمجھتے ہیں۔ علامہ رومیؒ نے مثنوی میں ایک طبیب کا قصہ حسب حال واقعہ ہذا کے مطابق لکھا ہے۔ کہ اس نے ایک شخص کو مسہل دیکر ہلاک کر دیا۔ حالانکہ وہ طبیب واجب القتل نہ ٹھہرا اور نہ اس پر قصاص لازم آیا اس لیے کہ وہ مامور تھا۔

یہ قصہ (خضر و موسیٰ) خدا تعالےٰ نے محض امتِ محمدیہ کی عبرت کے لیے بیان کیا ہے، کہ انسان خواہ بڑے سے بڑا مرتبہ رکھتا ہو اور عالی قدر ہو وہ

سارے علومِ الٰہیہ کا حاوی نہیں ہوتا۔ پھر اس میں یہ راز مضمر ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی رفیع القدر ہو جب اس پر کسی امر کا حق کھل جائے تو وہ اس کے ماننے میں عار محسوس نہ کرے۔ اور علومِ غامضہ اور اسرارِ مخفیہ جنکاوہ خود جاننے والا نہ ہو۔ اسکی ناواقفی کی وجہ سے فی الفوران کا انکار نہ کرے، بلکہ جب حق کھل جائے تو موسیٰ علیہ السلام کی طرح مان لے۔ اس قصہ میں یہ عبرت بھی مرکوز ہے۔ کہ جس امر کی واقفیت نہ ہو اس میں بغیر سوچے سمجھے خواہ مخواہ رائے دینے کو تیار نہ ہونا چاہیئے۔ اور خدا تعالیٰ کے حکم ولا تقف مالیس لك به علم کی اطاعت کرنا چاہیے۔ یعنی جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ۔ (30)

ہر کس نہ شناسندہ راز است وگرنہ ۔۔۔ ایں ہمہ رازاست کہ مشہور عوام است
چوں بشنوی سخن اہل دل مگو خطااست ۔۔۔ سخن شناس نہ دلبر خطا ایں جا است(31)

"امر الٰہی" "اولیاءاللہ کے لیے بصیر پوری صاحب نے استعمال کیا ہے

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کی تضاد بیانی کا یہ حال ہے۔ کہ ایک جانب 'امر الٰہی' کو مخصوص 'وحی' کے ساتھ کرتے ہیں اور دوسری جانب اولیاء اللہ کے لیے بھی امر الٰہی کے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف 'حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ' میں شیخ دسوقی کی عبارات نقل کر کے ان کے اقوال کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

نمبر 6 + کل مخلوق میرے رب کے امر سے میری رعیت ہے
نمبر 7 + میں نے یہ بات فخر سے نہیں حکم سے کہی

اس کے بعد آپ نے آگے جاکر لکھا ہے
اقوالِ مذکورہ حکم الٰہی کہے گئے تھے۔(32)

مذکورہ بالا عبارت سے متعلق بصیر پوری صاحب کا کیا خیال ہے ؟ میرا ان کی خدمت میں سوال ہے ؟ کہ یہاں جو ولی سے متعلق 'امر' اور 'حکم الٰہی' کا لفظ استعمال کیا ہے ؟ اس سے انکی کیا مراد ہے ؟ جب کہ بصیر پوری صاحب کا دعویٰ ہے کہ امر بالوحی ہوتا ہے مگر یہاں اس کے برعکس موقف اختیار کیا ہے۔

جہاں تک مولوی صاحب موصوف کی کتاب کا تعلق ہے۔ وہ تضادات و تکرار لفظی کا مجموعہ ہے۔ موصوف نے ویسے ہی بار بار ایک ہی موضوع پر قیاس آرائیاں کر کے اس کی ضخامت کو بڑھایا ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اصل موضوع کے مطابق یہ کتاب چند صفحات پر مشتمل ہے۔

مقام ادلال

مولوی محمد احمد بصیر پوری فتوحات مکیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک مقام ادلال پر رکے رہے۔ اور یہ نقص تھا۔ آگے جاکر مولوی صاحب موصوف اس امر کا اعتراف کرتے ہیں آخر کار حضور غوث پاک مقامِ عبودیت پر فائز ہو گئے، موصوف آگے فتوحات مکیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"وسبب ذلك انه كان فى اوقات صاحب ادلال لما كان الحق يعرفه به من حوادث الاكوان"

آپ یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی اپنے وقت میں صاحب ادلال تھے۔ اس لیے آپکو اللہ تعالی حوادث و اکوان کا علم دے دیتا تھا۔ (33)

ہمارے نزدیک ادلال من اللہ ہو تو کمال ہے۔ اگر اپنے نفس کی جانب ہو تو نقص

ہے۔ جو انا تحدیث نعمت کے تحت ہو تو جائز اور جو انا متعلق بالا ستکبار ہو تو وہ ناجائز ہے۔ آصف بن برزخیا نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ میں جو یہ کہا۔

"انا اتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك فلماراه مستقراً عنده قال هذا من فضلِ رب" (34)

تو آپ مامور من اللہ تھے۔ جبکہ اس کا دعوی آپ نے اللہ کے نبی کی بارگاہ میں کیا تھا۔ جب سلیمان علیہ السلام کی بارگاہ کا ولی مامور من اللہ ہو سکتا ہے تو امت خیر کا ولی اس مقام کا بدرجہ اولی حق دار ہے۔ فضل ربی عطائے ربانی کا نام ہے عطائے ربانی امر الہی پر دلیل ہے۔ اب اوپر کی عبارت میں شیخ اکبرؒ خود اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ حضور غوث پاک کو اللہ تعالیٰ حوادث واکوان عطا کرتا تھا۔ یہی عطائے ربانی فضل ربی ہے اسی کا نام امر الہی ہے اب سلیمان علیہ السلام کے امتی ولی کی اس بات کی تردید کہیں بھی قرآن مجید میں آئی نہیں ہے۔ اس کی تائید موجود ہے۔

جو 'انا' بالا ستکبار ہے اسکی کھلی مذمت قرآن مجید ہے۔

فقال انا ربکم الاعلیٰ فاخذہ الله نکال الاخرة والاولیٰ (35)

جب ابلیس نے انا بالا ستکبار کا اظہار کیا تو اسے بھی رائندہ درگاہ قرار دیا گیا۔

قال انا خیر منه ، خلقتنی من نار و خلقته من طین،(36)

تکبر کی حقیقت

علماء نے لکھا ہے۔ کہ جس میں تکلف و تصنع ہو وہ تکبر ہے۔ یعنی ہر اس شے کو بہ تکلف اپنے اوپر وارد کر کے اظہار کرنا، بالفاظ دیگر جو شے کسی میں نہ ہو اس کو ظاہر کرنا تکبر ہے۔ اب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ اللہ کے ولی ہیں۔

مقامِ محبوبیت پر فائز ہونے کی وجہ سے اولیاء میں آپ کو منفرد مقام حاصل ہے۔ جو چیزیں اللہ پاک نے آپ کو عطا کی ہیں اگر اس کا اظہار آپ کریں تو یہ تکبر نہیں بلکہ تحدیث نعمت ہے۔ اور یہ چیزیں تو آپ میں واقعتاً موجود ہیں چنانچہ اپنے ایک قصیدہ میں آپ فرماتے ہیں۔

وما قلت هذا القول فخراً و انما اتى الاذن حتى يعرفون حقيقتى ،(37)

اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ مری حقیقت کو پہچان لیں۔

اب مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب اور شیخ اکبرؒ کو بھی اعتراف ہے۔

کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحبِ ادلال ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عطا سے حوادث واکوان کا علم رکھتے تھے۔(38)

معاملہ بالکل صاف ہو گیا، کہ حضور غوث پاک کا صاحب ادلال ہونا منجانب اللہ تھا جو کہ نقص نہیں بلکہ آپ کی عظمت کے کمال پر دلیل ہے

مقام ادلال

مولوی محمد احمد بصیر پوری نے صوفیاء کی ایک اصطلاح ادلال کو شیخ اکبرؒ کے حوالے سے تحریر کیا ہے اس کے اصطلاحی و لغوی معنی میں مطابقت ہے،۔ چنانچہ 'السبع المعلقات' میں ایک شعر ہے۔ جس سے اس کے معنی کی وضاحت ملتی ہے۔

افا طهم مهلا بعد هذالتدلل و ان كنت قداز معت صرمى فاجمل

حاشیہ پر تدلل اور ادلال کا معنی 'ناز' لکھا ہے۔(39)

معنی یہ نکلے حضور پاک جب 'مقامِ ادلال' پر تھے۔ بنیادی طور اسے مقام ناز کہنا

چاہیے۔ جو کہ حق اور عطائے ربی تھا اسے نقص کہنے والے کے باطن کا نقص ہے۔
اسے اپنا باطنی علاج کروانا چاہیے۔

غوث پاک اور ابو سعود

مولوی محمد احمد بصیر پوریؒ کو تقابل کا درد اٹھا ہوا ہے۔ اور وہ بار بار شیخ ابو سعود کی افضلیت کو بیان کر کے ان کا مرید غوث پاک ہونے کا اقرار بھی کرتے ہیں۔ مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب سے گزارش ہے۔ وہ فتوحات مکیہ باب نمبر **30** کی مندرجہ ذیل عبارت کو بار بار پڑھیں۔ تا کہ ان کا مغالطہ رفع ہو جائے۔

فا الطبقة الاولی من هولا ، ترکت التصرف فی خلقه، مع التمکن وتو لیة الحق لهم ایاه تمکنا الا امراً**(40)**

ان میں سے پہلا طبقہ وہ ہے جس نے تمکن کے باوجود مخلوق میں تصرف کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دیا ان کے لیے حق تعالیٰ کی تولیت تمکنا ہے۔ امر انہیں۔**(41)**

آگے شیخ اکبرؒ لکھتے ہیں۔ وکان ابوالسعود منهم، کان رحمة الله، ممن امتثل امر الله فی قوله، تعالی (فا تخذه وکیلا)۔ فا الوکیل له التصرف ، فلو امر (به) امتثل الامر۔ هذا من شانهم واما عبدالقادر، فانظاہر من حاله ان کان ماموراً بالتصرف**(42)**

اور ابو سعود رحمتہ اللہ علیہ ان میں سے اور یہ لوگ ہیں جو اللہ کے ارشاد فاتخذہ وکیلا کی اتباع کرتے ہیں۔ وکیل کے لیے امر ہوتا ہے کہ وہ تصرف کرے پس امر ہو تو حکم کی اتباع کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی شان ہے۔ رہے حضرت عبد القادر جیلانی ان کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ تصرف کرنے پر 'مامور' تھے**(43)**

نتیجہ :

1) شیخ ابو السعود بن شبل کا تصرف حق تعالیٰ کی تولیت سے تمکناً تھا۔ امراً
نہیں

2) آپ نے فاتخذہ کی اتباع کی۔ آگے وکیلا کے لیے ضروری ہے کہ وہ ماموز ہو چونکہ شیخ ابو السعودؒ کو امراً حاصل نہیں تھا۔

3) آپ حضور غوث پاک کو تمکن اور امراً کی دونوں حیثیتیں حاصل تھیں۔

4) اب حضور غوث پاک اپنے مرید شیخ ابو السعودؒ سے امراً کے اعتبار سے آگے تھے۔ یہی اعتبار آپ کی افضلیت پر دال ہے۔

یاد رہے کہ جب امراً کے تحت ماموز الٰہی ہو تو اس کے تحت تصرف اور اس کی عملی شکل جو بھی وارد ہو گی وہ عطائے ربی ہے۔ جب یہ عطائے ربی ہو گی تو اپنے نفس کی پیدا کردہ نہیں ہو گی۔ بلکہ حکم الٰہی کی تعمیل ہے جب تعمیل الٰہی ہو گی۔ تو یہ نقص نہیں ہو گا۔ بلکہ کمال عظمت کی دلیل ہے۔

لفظ کل کی بحث کا جواب

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب نے 'حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ' میں لفظ کل پر خاصی بحث کی ہے۔ چنانچہ اس بحث کا ماحصل حسب ذیل الفاظ ہیں۔

لفظ کل کے اکثر معنی ہیں اور اکثر سے بعض مراد ہیں۔ مطلب یہ نکلا غوث پاک کا قدم اپنے زمانہ کے بعض اولیاء پر ہے۔ (44)

شکر ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے حضور پاک کے قدم والی

سرداری کی ایک جز کو تسلیم کیا۔ ہم مولوی صاحب سے سوال کرتے ہیں بعض جگہ آپ نے مجلس میں حاضر اولیاء پر قدم کا اقرار کیا ہے۔ بلکہ مختلف پہلو اس ضمن میں اختیار کیے ہیں اور کہیں بھی اس ضمن میں کھل کر مکمل موقف آپ کا سامنے نہیں آیا۔ بہر حال آپ نے جو لفظ کل کے معنی اکثر اور پھر اکثر سے مراد بعض لیا ہے۔ یہ آپ کے سلسلہ چشتیہ کے بزرگ شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کے نزدیک درست نہیں۔ چنانچہ آپؒ فرماتے ہیں۔

'رتق قال الله سبحانه فضلنا ، على كثير ممن خلقنا تفصيلا وهذا يقتضى ان يكون مفصلا على الاكثير دو الكل'

سوال : اللہ تعالیٰ نے (انسان کی نسبت) فرمایا ہے۔ ہم نے انسان کو اکثر مخلوق پر فضیلت دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ انسان اکثر مخلوق سے افضل ہے۔ اور کل سے افضل نہیں' حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی سے سوال کیا گیا۔ جبکہ قرآن مجید میں انسان کی افضلیت پر لفظ اکثر کا استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ انسان کل مخلوق یعنی تمام مخلوق سے افضل نہیں۔ آپ اس کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فتق : الاكثر تدريجى بمعنى الكل، قال الحسن، صاحب المدارك ، قوله تعالى واكثرهم كاذبون اى كلهم قال صاحب الكشاف فى قوله وما يتبع اكثر هما لاظنا۔

لفظ اکثر کبھی کل کے معنی میں آتا ہے۔ حضرت حسن بصریؒ اور صاحب المدارک فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے۔ اکثر ان میں جھوٹے ہیں۔ اس آیت میں سب جھوٹے ہیں۔ اور کشاف زمخشری میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اکثر ان میں سے وہم ہی کا اتباع کرتے ہیں۔(45)

بحث کا ماحصل یہ نکلا، کہ اکثر بمعنی کل ہے۔

نتیجہ : حضور غوث پاک کے بعد آنے والے اولیاء نے کل سے مراد تمام اولیاء لیا ہے۔ جو کہ دلائل کی روشنی میں ثابت شدہ امر ہے۔

لفظ کل حضور غوث پاک کے ارشاد کے مطابق

اب مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ حضور غوث پاک کے اس فرمان کو متاخرین نے کس معنی میں لیا۔ جمہور متاخرین اولیاء اللہ نے آپ کے فرمان عالیہ کو تمام اولیاء اللہ کی گردنوں کے مفہوم میں لیا ہے۔ اس پر بیشتر لٹریچر صوفیانہ شاہد عادل ہے۔ اور ہم عصر نے بھی یہی مراد لیا ہے۔ اس پر شیخ صنعان کا واقعہ بین دلیل ہے۔

اب حضور غوث پاک نے بھی کل ولی اللہ سے مراد تمام اولیاء اللہ ہی لیا ہے۔ اس سلسلے میں آپ کے قصائد مبارک اس وقت تک ہمیں جو میسر آئے ہیں۔ ان سے یہی اخذ ہوتا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

انا البازی اشهب کل شیخ　　　　ومن ذا فی الرجال اعطی مثالی

میں تمام مشائخ کے درمیان ایسا ہوں جیسا باز اشہب پرندوں میں، مردان خدا میں کون ہے جو میری مثل ہو بتلاؤ۔ (46)

قالت الاولیاء جمعاً بعزمٍ　　　　انت قطب علی جمیع الانام

سارے ولیوں نے کہا کہ یقیناً آپ تمام لوگوں پر قطب ہیں۔ (47)

افلت شموس الاولین و شمسنا　　　　ابدا علی فلك العلی لا تغرب

اگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا غروب نہ ہوگا۔

متاخرین میں شیخ ابی عبداللہ سیدی محمد اعلار رحمتہ اللہ علیہ آپ کے مناقب میں لکھتے ہیں۔

الله الله ربنا ، یامن لعیبی ساتر

سلطان کل الاولیاء ، الشیخ عبدالقادر (49)

خود حضور غوث الثقلین نے کل سے مراد جمعاً لیا ہے۔ چنانچہ قصیدہ غوثیہ فرماتے ہیں۔

وولانی علی الاقطاب جمعا فحکمی نافذ فی کل حال

خدا تعالیٰ نے مجھ کو تمام اقطاب پر حاکم بنایا اور میرا حکم ہر حال میں جاری ہے۔ (50)

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب نے حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ میں مفتی اقتدار صاحب کے فتویٰ کو بطور سند ص 262 تا 274 پر شائع کیا ہے۔ اس کے شائع کرنے کا مقصد ہے کہ مولوی صاحب موصوف اس فتویٰ کے خیالات سے متفق ہیں۔ چنانچہ مفتی اقتدار احمد صاحب کا جو فتویٰ حکایت قدم غوث تحقیقی جائزہ میں شائع کیا ہے اس میں حضور غوث پاک کی سرداری متقدمین و متاخرین کے اثبات میں مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

غوث اعظم حضور سید عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں مسلک اہلسنت بالکل صاف اور واضح ہے۔ کسی ایچ پیچ اور توڑ پھوڑ یا تاویل کی ضرورت نہیں۔ یہ کہ شہنشاہ بغداد اپنے زمانے اور بعد تا قیامت اولیاء اللہ غوثوں، قطبوں کے سردار ہیں۔ اور پہلے اولیاء اللہ یعنی اولیاء؟ بنی اسرائیل وغیرہ آپ کا احترام ملحوظ رکھتے ہیں۔ (51)

لو یہ امر تو مولوی محمد احمد بصیر پوری کی کتاب سے ہی ثابت ہو گیا۔ کہ حضور غوث پاک اپنے اور بعد تا قیامت کے اولیاء اللہ کے سردار ہیں۔ آپ

متاخرین اولیاء کے سردار اور متقدمین اولیاء آپ کا احترام وادب کرتے ہیں۔ آگے مفتی صاحب موصوف نے صحابہ کرام تابعین اور آپ کے مرشد واساتذہ کا مقام وقرب درجہ بدرجہ قرار دیا۔ اب بصیر پوری صاحب سے سوال ہے کہ آپ کا مفتی صاحب کے اس موقف سے متعلق کیا خیال ہے؟

دروغ گورا حافظہ نباشد

اب اس کے برعکس مولوی محمد احمد بصیر پوری حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ میں ہمارا موقف کے عنوان سے لکھتے ہیں۔ اس قول کا بھی صحیح مفہوم یہ ہے کہ آپ اپنے وقت کے منفرد قطب تھے اور اپنے زمانہ قطبیت میں موجود اولیاء کرام سے تاوقتِ وفات افضل تھے۔ نہ کہ جمیع متقدمین و متاخرین سے۔ یہی وجہ ہے بوقت صدور کلام ھذا جو اولیاء کرام زندہ موجود تھے انہوں نے احتراماً سر جھکا لیا۔(52)

"شیخ ابو سعود" آپ یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی سے باوجود آپکا تلمیذ ہونے کے افضل تھے۔(53)

کہیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کو آپ سے افضل کرنے کی کوشش میں مستغرق دکھائی دیتے ہیں(54)

کبھی آپکے ہمعصر بزرگ یوسف ہمدانیؒ کو افضل بتاتے ہیں جبکہ تمام بزرگ حضور غوث پاک کے ہمعصر ہیں۔ اس اعتبار مولوی صاحب موصوف کی تحریر میں تضاد موجود ہے۔

حوالہ جات

1) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص112 مطبوعہ اوکاڑہ

2) ایضاً

3) ابن العربی، محی الدین، امام، فتوحاتِ مکیہ جلد اول ص143 مطبوعہ مصر

4) خان فضل، مولوی، ترجمہ اردو فتوحاتِ مکیہ جلد اول ص616 مطبوعہ راولپنڈی 1925

5) ابن العربی، محی الدین، امام، فتوحات مکیہ جلد اول ص 143 مطبوعہ مصر

6) خان، فضل، مولوی، اردو ترجمہ، فتوحاتِ مکیہ جلد اول ص616 مطبوعہ راولپنڈی 1925ء

7) ابن العربی، محی الدین، امام، فتوحات مکیہ جلد اول ص143 مطبوعہ مصر

8) خان، فضل، مولوی، اردو ترجمہ، فتوحات مکیہ جلد اول ص616، مطبوعہ راولپنڈی 1925ء

9) ثانی، الف، مجدد، مکتوبات، امام ربانی، اردو ترجمہ محمد سعید نقشبندی، مکتوب، نمبر 30 ص109 دفتر اول حصہ اول، مطبوعہ کراچی 1973ء

10) ایضاً مکتوب نمبر ,13 ص69

11) ابن العربی، محی الدین، امام، فتوحات مکیہ جلد اول ص355 مطبوعہ مصر

12) جہانگیری، محسن، ڈاکٹر، احوال و آثار، امام محی الدین ابن عربی، اردو ترجمہ ص 412، مطبوعہ لاہور،

13) نظامی، عینی، ابن عربی، ص18، مطبوعہ نفیس اکیڈمی کراچی

14) خان، فضل، مولوی، اسرار شریعت، جلد اول، ص215، مطبوعہ راولپنڈی

15) قرآن مجید آیت نمبر 21، سورۃ نمبر 21 الانبیاء

16) آیت نمبر 25 سورۃ سجدہ نمبر 32

17) قرآن مجید، آیت نمبر 59، سورۃ النساء 4

18) قرآن مجید، آیت 83، سورۃ النساء نمبر 4

19) گیلانی، مناظر احسن، تدوین فقہ، ص 81-82 مطبوعہ لاہور 1976ء

20) فیض، فیض احمد، مفتی مہر منیر ص 16 مطبوعہ گولڑہ شریف

21) قرآن مجید، سورۃ بقرہ نمبر 2 آیت نمبر 22

22) قرآن مجید، سورۃ النحل نمبر 16 آیت نمبر 43

23) سیالوی، شمس الدین، خواجہ، مرآت العاشقین، ترجمہ صاحبزادہ غلام نظام الدین
ص 48، مطبوعہ لاہور، 1977ء

24) قرآن مجید، سورۃ بقرہ نمبر 2 آیت نمبر 282

25) ابن عربی، محی الدین، امام، فتوحات مکیہ جلد اول باب نمبر 2 اردو ترجمہ مولوی
فضل خان ص 295 مطبوعہ راولپنڈی 1927ء

26) ایضاً باب نمبر 29 ص 681, 682

27) ندوی، معین الدین، شاہ، دائرۃ المعارف، جلد نمبر 76، جولائی 1955ء تا دسمبر
1955، ص 189,190 مطبوعہ، معارف پریس اعظم گڑھ

28) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ، مطبوعہ اوکاڑہ

29) ابن عربی، فتوحات مکیہ، باب نمبر 28 جلد اول مطبوعہ مصر کا مطالعہ کریں

30) خان، محمد فضل، مولوی، اسرار شریعت، ص 273 مطبوعہ راولپنڈی 1927

31) شیرازی، حافظ، دیوان حافظ ص 31، مطبوعہ ایران

32) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص 51 مطبوعہ
اوکاڑہ

33) بصیر پوری، محمد، احمد، حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص84 مطبوعہ اوکاڑہ
34) قرآن مجید، آیت نمبر40 سورۃالنمل نمبر27
35) قرآن مجید، آیت نمبر24-25 سورۃالنزعت نمبر79
36) قرآن مجید۔ آیت نمبر12 الاعراب نمبر7، آیت نمبر76-77 سورۃ ص
37) جیلانی، عبدالقادر، سید، السفینۃالقادریہ ص150، مطبوعہ موسستہ الکتب الثقافیہ بیروت1998
38) بصیر پور، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص84، مطبوعہ اوکاڑہ
39) السبع المعلقات علی ھامشھافتح المعلقات ص3 مطبوعہ کتب خانہ ملتان
40) ابن العربی، محی الدین، فتوحات، مکیہ باب نمبر30 مطبوعہ مصر
41) چشتی، صائم، ترجمہ فتوحات مکیہ، ص300-301 مطبوعہ فیصل آباد1412ھ
42) ابن العربی، محی الدین، فتوحات مکیہ جلداول باب نمبر30 مطبوعہ مصر
43) چشتی، صائم علامہ، ترجمہ فتوحاتِ مکیہ ص300-301 مطبوعہ فیصل آباد 1412ھ
44) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص238تا240 مطبوعہ اوکاڑہ
45) جہاں آبادی، کلیم اللہ، نظامی، سواءالسبیل، ص162-163 مطبوعہ آستانہ بک ڈپو جامع مسجد دہلی
46) کھوڑوی، عبدالمالک، علامہ، شرح قصیدہ غوثیہ، ص72، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور1997
47) ہاشمی، نصیرالدین، سید، مظہر جمال مصطفائی، ص139، مطبوعہ لاہور
48) ایضاً، ص138

49) اعلا سیدی محمد، مناقب غوثیہ، ص206، مطبوعہ بیروت 1998

نوٹ : جو اشعار حضور غوث پاک کے میں نے دیئے ہیں۔ وہ تمام کے تمام سرکار غوث الثقلین کی کتاب سفینہ قادریہ میں موجود ہیں، یہ کتاب حال ہی میں بیروت سے شائع ہوئی ہے۔

50) کھوڑوی، عبدالمالک علامہ ، شرح قصیدہ غوثیہ، ص74، مطبوعہ لاہور 1997

51) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ، ص262، مطبوعہ اوکاڑہ،

52) ایضاً ص201

53) ایضاً ص51

54) ایضاً ص91

بَاب سوئم

لفظ کرامت پر تحقیقی نظر

لفظ کرامت عربی زبان میں کرماً، کرمتاً اور کرامتاً تین طرح مستعمل ہے۔ لغوی اعتبار سے وسیع معنی اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اس کے معنی عزت پانا اور ایسے بادل کے ہیں جو جم کر برسے۔ یہ لفظ باب تفعیل میں جا کر تحفظ اور برائیوں سے بچنے کے معنی بھی دیتا ہے۔ یعنی کسی ایسے بوجھ کو اٹھالینا جس سے قوم کے خون اور اس کی جان کی حفاظت ہوتی ہو اور بغیر ذاتی غرض ومنفعت کے بقدر ضرورت فائدہ پہنچانا کہ اس کی کسی طرح سبکی یا ذلت نہ ہو اور جو نفع پہنچایا جائے وہ بلند اور اشرف ہو۔ اسلامی اصطلاح میں اس لفظ کا اطلاق ایسے فعل کے صدور پر ہوتا ہے جس میں عقل کو دخل نہ ہو۔ عقل جس مقام پر دنگ رہ جائے۔ اور عقل کی جولانیاں جس جگہ کام نہ دے سکیں، وہاں کرامت کا وجود ملتا ہے۔ مگر عجیب طرفہ تماشا ہے کہ اس کے اصطلاحی ولغوی معنی میں ہم آہنگی ہے۔

الف: اللہ تعالےٰ جس صاحبِ معرفت کو کرامت عطا کرتا ہے، اسے عزت بخشتا ہے۔

ب: جب کسی درویش سے کرامت سرزد ہو تو اس کے ذریعہ مصیبت زدہ انسانوں پر اللہ تعالےٰ کی رحمت جم کر برسا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مصیبتوں اور تکلیفوں سے نجات دیتا ہے۔

ت: اور پھر کرامت کے ذریعہ گمراہی سے چھٹکارا ملتا ہے اور یہ گناہوں سے بچنے کا سبب ہے۔(1)

انگریزی زبان میں معجزہ اور کرامت کے لیے میریکل(Miracle)کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ (Miracle) فرانسیسی زبان کے ذریعے لاطینی (Miraculum)سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی کسی شئے کے بارے میں اظہار

تعجب، حیرت انگیز شئے اور فطرت کی حسبِ معمول رفتار سے انحراف یا انسان کی توانائی اور فطرت کے دائرے سے خارج شئے مگر اس کی نفیس ترین تعریف یہ بھی کی گئی کہ میریکل (Miracle) اس علامت یا واقعہ سے عبارت ہے جو خدا کی قدرت کی نشاندہی کرتا ہے۔(2)

عربی میں اس کی تعریف حسبِ ذیل ہے۔

"ہماری اصطلاح کے مطابق معجزہ وہ شئے ہے جس کے ذریعے اس فرد کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو رسولِ خدا ہونے کا دعویدار ہے۔ انگریزی کا لفظ میریکل، کرامت، معجزہ اور استدراج کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس میں فرق نہیں کرتا۔ مگر اسلامی نقطۂ نظر اس ضمن میں مختلف ہے(3)

خارقِ عادات: ان کی تعداد سات قرار دی گئی ہے جن کے اسماء یہ ہیں :

(1) معجزہ، (2) ارہاص، (3) کرامت،

(4) معونت، (5) استدراج، (6) اہانت، (7) سحر

1. اگر کسی نبی برحق سے دعویٰ نبوت کے بعد خرقِ عادت صادر ہو تو "معجزہ" ہے۔
2. اگر قبل ادعاء نبوت کوئی خرقِ عادت امر ظاہر ہو جائے تو "ارہاص" ہے۔
3. اگر کسی متبع نبوت ولی اللہ سے کسی امر کا ظہور ہو جائے تو "کرامت" ہے
4. اگر عامہ مسلمین میں سے کسی صالح اور نیک سرشت فرد سے کوئی ایسا امر ظہور پذیر ہو جائے تو وہ "معونت" ہے۔
5. اور اگر کسی غیر مسلم فرد سے ریاضت سے کوئی خرقِ عادت امر سرزد ہو جائے تو اس کو "استدراج" کہتے ہیں۔
6. اگر کسی شریرالنفس کذاب سے بھی ایسا امر کسی اندرونی تدبیر و تصرف سے ظہور میں آجائے تو وہ "اہانت" ہے۔
7. اگر شریرالطبع اور خبیث طینت انسان اعمال مخصوصہ سیکھ کر اور ان کو عمل میں لا

کر جو شعبدہ اور خلافِ عادت کرتب دکھلائے اس کو "سحر اور جادو" کہا جاتا ہے۔

معجزہ، کرامت اور سحر میں فرق

سحر کی بعض صورتیں کرامت و معجزے سے ملتی جلتی ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کے مابین امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن حسبِ ذیل امور پیشِ نظر ہوں تو ان کے مابین تفریق کی جا سکتی ہے۔

1 جس شخص میں خلاف عادت امر ظاہر ہو اس کے عام حالات اور خصائل و عادات پر نظر ڈالنی چاہئے اگر وہ طبعًا شریر اور خبیث النفس ہے۔ اچھائیوں سے گریزاں اور برائیوں میں ملوث رہتا ہے۔ تو وہ جادوگر ہے۔ اگر کریم النفس اور اچھے خصائل سے آراستہ پیراستہ اور اچھائیوں کی طرف مائل اور برائیوں سے بچتا رہتا ہے تو صاحبِ کرامت ہے۔

2 جادو کے لیے کچھ معین و مخصوص مذموم کرتب ہیں۔ جن کے ارتکاب سے وہ حاصل ہوتا ہے اور سر چڑھ کر بولتا ہے۔ بر خلاف کرامت کے کہ اس کے لیے کوئی خاص عمل مخصوص نہیں وہ تو احکامِ شریعت پر عمل پیرا رہنے سے اور پھر بھی اللہ کا فضل شامل حال رہنے سے نصیب ہوتی ہے۔

3 سحر کے لیے ضروری نہیں کہ طالبین کے مطالب کے مطابق و موافق ہی ہو، اس کے تو محدود مطالب ہیں مگر کرامت لا محدود ہے۔ اور طالبین کے مقاصد کے موافق ظہور میں آجایا کرتی ہے

4 جادو ایک مقررہ زمانے میں اور کسی معین مکان میں مخصوص شرائط کے ساتھ جگایا جا سکتا ہے ۔ مگر کرامت کے لیے زمان و مکان اور شرائط کی کوئی پابندی نہیں۔

5 جادو میں جادوگر ایک دوسرے کے بالمقابل اظہار فخر کے لیے باہم ایک دوسرے کا توڑ کرتے رہتے ہیں مگر کرامت میں اس قسم کی نفس پرستی اور تفاخر کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

6 جادوگر عموماً خلاف شرع مطالبات کرتا رہتا ہے۔اور صاحب کرامت جو بھی امر کرتا ہے وہ شریعت کے عین مطابق ہوتا ہے۔(4)

معجزا تے سحر وچہ بھائی فرق نکھیڑ پچھا نو
اوسنوں مدد ہے سبحانی اس شیطانی جانو
معجزا تے کرامت والا مرد کمال حقانی
سحر و چوں اوس ساحر والے دسدی نقص نشانی (5)

دستور طبیعت پر معجزہ و کرامت کا اثر!

سوال یہ ہے کہ نظامِ طبیعی پر معجزے سے کیا ربط ہے ؟آیا معجزہ و کرامت نظامِ طبیعی کو متاثر کرتا ہے ؟

طبیعت دو قسم کے قوانین پر مشتمل ہے : (1) معتاد (2) غیر معتاد

دیسے تو قانون نظامِ ربانی پوری کائنات پر حکم فرما ہے جس کے ہم عادی بن چکے ہیں۔لیکن ایک قانون اور بھی ہے۔جو طبیعت کے عام قانون سے ذرا ہٹ کر نظر آتا ہے۔(اگرچہ در حقیقت اس میں کوئی انحراف نہیں)اسی موڑ پر عقلیت پسند الجھ گئے اور انہوں نے معجزہ کو انحراف از طبیعی سمجھ کر رد کر دیا۔وہ کہنے لگے کہ نظام طبیعی میں انحراف ہو ہی نہیں سکتا۔دوسری طرف مستشرقین نے کہا۔اسلامی عقیدے میں طبیعت کو دخل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مستشرقین اس امر سے ناواقف ہیں کہ علماء اسلام نے عام طبیعی نظام کے علاوہ دوسرے قانون کو خارق عادت کے نام سے یاد کیا ہے۔چونکہ معجزہ و کرامت طبیعت سے انحراف نہیں بلکہ محض عادت کے خلاف ہے۔اور خالق کائنات کے یہ دونوں قانون فطری ہیں۔آیا حضرت آدم علیہ السلام، حوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت حسب

عادت (حسبِ معمول) ہوئی؟ سب سے پہلا پرندہ، گائے بھینس، یعنی مخلوق اوّل بلکہ پوری کائنات کس طرح معرض وجود میں آئی؟ ظاہر ہے کہ طبیعت بذات خود قانون طبیعی کی پابند ہے۔ بنیادی غلط فہمی عقلیت پسندوں اور سائنس دانوں کو معجزہ کی تردید پر مجبور کرتی ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اصول "علت و معلول" کے قائل ہیں اور ڈاکٹر قادری نے اس کلیہ پر یوں تبصرہ کیا کہ امام غزالیؒ (متوفی 505ھجری) نے یہ ثابت کر دیا کہ عقلی نقطہ نظر سے کلیہ علت و معلول غلط ہے۔(6)

سو سال بعد ہیوم (Hume)، جان سٹاوٹ میل، سپنسر (Spencer) اور کمت (Comte) بھی اسی نتیجہ پر پہنچے۔ پروفیسر روحی اس مسئلہ کا حل کسی طریقے سے کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہم یہ مانتے ہیں کہ معجزہ ایک اثر ہے۔ لیکن اللہ کا ارادہ اس کی بنیادی علت ہے۔ تمام پوشیدہ اور حیرت انگیز علتیں اس طرح عمل کرتی ہیں۔ کہ ہم ان کا مشاہدہ نہیں کر سکتے"۔ مزید اضافہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اگر معجزہ کا سن کر اس کی علت نہ جاننے کا دعویٰ کرتا ہے تو حقیقت سے اس کی ناواقفیت معجزہ کے عدم یا بے حقیقت ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی"۔(7)

بُو علی سینا کی رائے

مشہور فلسفی "ابنِ سینا" معجزہ و کرامت کا طبیعت سے انحراف تسلیم نہیں کرتا۔ وہ ان کے وجود پذیر ہونے کے امکان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اگر کسی عارف کے بارے میں سنو کہ اس نے اپنا روزمرہ کھانا ایک عرصے تک چھوڑے رکھا تو اسے مان لو کیونکہ ایسا ہونا فطرت کے مطابق ہے"۔

اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی عارف اپنی صلاحیت سے بڑھ کر کسی خارق عادت حرکت یا عمل کو انجام دینے کی طاقت رکھتا ہے۔ تو اس کا انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس علت کو یقینا قانونِ فطرت کے مطابق پاؤ گے۔

اگر یہ معلوم ہو کہ کسی عارف نے نا معلوم شئے کے بارے میں پیشن گوئی کی اور وہ صحیح ثابت ہوئی خواہ وہ خوشخبری ہو یا کسی طرح کی دھمکی۔ اس پر شک کرنے کی بجائے یقین کرنا چاہیے کیونکہ فطرت کی راہوں میں ان باتوں کے اسباب موجود و معلوم ہیں۔

ممکن یہ کہ کسی عارف کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ ضابطہ فطرت کے خلاف باتیں کرتا ہے اور تم اس کی تردید کرنے لگو۔ مثلاً کوئی عارف بارش کے لیے دعا کرتا ہے بارش ہونے لگتی ہے۔ کسی بیمار کے لیے دعا کرتا ہے اور اس کو شفا ملتی ہے۔ کسی قوم یا گروہ کے لیے بد عا کرتا ہے اور زلزلہ آتا ہے یا زمین انہیں نگل جاتی ہے۔ یا دوسرے اسباب کے ذریعے لوگ تباہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا وہ دعا کرتا ہے جس سے لوگ تباہ نہیں ہوتے یا کوئی وحشی درندہ اس کے سامنے بے آزار بن جاتا ہے۔ پرندے اس سے انسیت رکھتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں جن کو انجام دینا کسی عارف کے لیے مشکل نہیں۔ لہٰذا تمہیں جلد بازی کی بجائے صبر اور سوچ سے کام لینا چاہیے۔

جس شخص کی جبلت میں یہ چیز مضمر ہو اور وہ نیک، سچا اور راہ راست پر چلنے والا ہو، اور صاحب معجزہ پیغمبر یا صاحب کرامت ولی ہو سکتا ہے۔ اس سے اس کے نفس کی مزید پاکیزگی بڑھتی ہے وہ ارتقاء کی اعلیٰ ترین منزلیں طے کرتا ہے لیکن وہ شخص جو خارق عادت عمل شیطانی پہلو کے ساتھ انجام دیتا ہے یقینا خبیث جادوگر ہے **(8)**

امام رازیؒ (متوفی **606** ھجری) نے لباب الاشارات والتنبیهات، قصتہ السحر والسحرۃ فی القرآن میں بڑی ہی دل نشین بحث اس سلسلے میں کی ہے۔ میری نظر سے یہ تمام کتابیں گزری ہیں اور ابھی ابھی مطالب عالیہ اور نہایۃ العقول نام کی دو کتابیں بھی امام رازیؒ کی شائع ہو چکی ہیں۔ مطالب عالیہ میں حقیقت نبوت، معجزہ

اور انبیاء کے طریقہ دعوت پر پُر مغز اور بصیرت افروز بحث کی ہے۔

کرامات اولیاء حق ہیں

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد میں لکھتے ہیں کہ "اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں"۔ آیات یعنی معجزات انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہیں مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، انگلیوں سے پانی جاری کرنا۔ آگ کا بے اثر ہونا۔ اسی طرح کے دوسرے خارق عادت اعمال جو انبیاء کے ہاتھوں انجام پاتے ہیں "آیات" کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے ہاتھوں اس لیے ظاہر کرتا ہے کہ ان سے ان کے دعوائے نبوت کی تصدیق ہو جائے۔

کرامات اولیاء سے مخصوص ہیں یعنی وہ تمام خارق عادت اعمال جو اولیاء کے ذریعے انجام پاتے ہیں۔ انہیں "کرامات" کہتے ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ یہ اعمال ان کے اعزاز و اکرام کے لیے صادر کرتا ہے۔ ولی کے لغوی معنی قریب کے ہیں اور اگر کوئی بندہ اپنی کثرت اطاعت، عبادات اور خلوص سے بارگاہ ایزدی کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالےٰ کا احسان، فضل اور کرم اس کے شامل حال ہوتا ہے۔ (9)

معجزاتے کرامت اندر جیوں کر فرق پچھاتا
نبی ولی وچ فرق اینویں چاہیے سچ کر جاتا (10)

کرامت کا ظاہر کرنا جائز ہے

طاؤس الفقراء عبداللہ بن علی بن یحیٰ ابو نصر سراج طوسی کرامات کے ظاہر ہونے کی حکمت بیان کرتے ہیں۔

تلك فقلت له ما معنى الكرامات و هم قداً كرموا حتى تركوالدنيا اختيارًا فيكف أكرموا بأن يجعل لهم الحجارة ذهباً فما وجه ذلك فقال لا يعطيهم ذلك

لقدرها ولٰكن يعطيهم ذلك حتى يحتجوا بكون ذلك على انفسهم عند اضطرابها وجزعها من فوت الرزق الذى قسم الله لهم فيقولوا الذى يقدر على ان نصير تلك الحجارة ذهباً كما هو ذاتنظر اليه أليس بقدرٍ ان يسوق رزقك اليك من حيث لا تحسبه فيحتجوا بذلك على ضجيج تقومهم عند فوت الرزق و يقطعوا بذلك حجج انفسهم فيكون ذلك سبباً الرياضة نفوسهم و تأديباً لها، و قد حكى لنا ابن سالم فى معنى ذلك حكايةً ابن سهل بن عبد الله رحمه الله انه قال كان رجل بالبصر ة يقال له اسحق بن احمد و كان من ابنآء الدنيا فخرج من الدنيا اعنى من جميع ما كان له و تاب و صحب سهلاً رحمه الله فقال يوماً لسهل رحمه الله يااباا محمدان نفسى هٰذِهٖ ليس تترك الضجيج والصراخ من خوف فوت القوت و النوم فقال له سهل رحمه الله خذ ذلك الحجر وسل ربك ان بصيره لك طعاماً تأكله فقال له و من امامى فى ذلك حتى افعل ذلك فقال سهل امامك ابرٰهيم عليه السلٰم حيث قال رَبِّ أَرِنى كَيفَ تُحيِي الْموتٰى قَالَ اَولَمْ تُوْمِنْ قَالَ بَلىَ وَ لٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ قَلْبِى، فالمعنى فى ذلك ان النفس لا تطمئنّ الاّ بروٴيته العين لان من جبلّتهاَ الشكّ فقال ابرٰاهيم عليه السلٰم أَرِنى كَيْفَ تطمئنّ نفسى فانّى مؤمن بذلك و النفس لا تطمئنّ الاّبروٴية العين ، فكذلك الاوليآء يُظهر الله تعالى لهم الكرامات تاديباً لنفوسهم و تهذيباً و زيادةً لهم و يكون فى ذلك فرق بينهم و بين الانبيآء(11)

ڈاکٹر پیر محمد حسن صاحب نے مذکورہ بالا عربی عبارت کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے

میں نے ابن سالمؒ سے اس کے متعلق سوال کرتے ہوئے پوچھا: کرامت سے کیا مراد ہے۔ حالانکہ وہ پہلے سے ہی عزت پا چکے ہیں۔ حتیٰ کہ انہوں نے اپنی مرضی سے دنیا کو ترک کیا لہذا اس بات میں کہ ان کے لیۓ پتھر کو سونا بنادیا جاۓ۔ کیسے عزت پائی گئی۔ اس کی کیاوجہ ہے۔

جواب دیا: اللہ تعالیٰ انہیں یہ کرامات اس لیے عطا نہیں کرتا کہ ان کے ہاں ان

چیزوں کی کوئی قدر و منزلت ہوتی ہے بلکہ اس لئے عطا کرتا ہے کہ وہ اسے اپنی ذات کے لیے اس وقت دلیل بنائیں جب وہ رزق جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کر رکھا ہے نہ ملنے کی وجہ سے نفس مضطرب اور بے قرار ہو اور یہ اپنے نفس سے کہیں کہ وہ خدا جو پتھر کو سونا بنانے پر قادر ہے، جیسا کہ دیکھ رہا ہے۔ کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ تمہارا رزق تمہارے پاس اس طرح لے آئے کہ تمہارے وہم و گمان میں بھی نہ۔ لہذا رزق نہ ملنے پر وہ اسے اپنے نفس کے شور و غوغا کے خلاف حجت بنائیں گے اور اپنے نفس کے دلائل کو اس سے کاٹ دیں گے تاکہ یہ ان کے نفس کے لیے ریاضت اور ادب سکھانے کا سبب بنے۔

اس سلسلے میں ابن سالم نے ہمیں سہل بن عبداللہ سے روایت کرتے ہوئے ایک حکایت سنائی سہل فرماتے ہیں: بصرہ میں اسحٰق بن احمد نام ایک شخص تھا۔ وہ بڑا مالدار تھا اس نے اپنی تمام دولت خیرات کر دی اور توبہ کی اور سہلؒ کی صحبت میں رہنے لگا۔ ایک روز اس نے سہل سے کہا: اے ابو احمد! میرا یہ نفس خوراک اور قوت لایموت نہ ملنے کے خوف سے چیخ و پکار ترک نہیں کرتا سہل نے کہا: یہ پتھر لے اور اللہ سے درخواست کر کہ اسے تمہارے لیے کھانا بنادے کہ تا اسے کھا سکے۔ اسحاق نے کہا کہ اس سوال کرنے میں میرا امام کون ہوگا تاکہ میں ایسا کروں ۔ سہلؒ نے جواب دیا اس میں تمہارا امام ابراہیمؑ ہیں جب انہوں نے یوں کہا تھا۔ ال رَبِّ أَرِنِی كَيفَ تُحیِى الْموتٰی قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِی،

(خدایا مجھے یہ تو دکھادے کہ مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ اللہ نے کہا کیا تمھارا اس پر ایمان نہیں؟ ایمان تو ہے (مگر میں یہ سوال اس لیے کر رہا ہوں کہ میرے دل کو اطمینان آجائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ نفس (کسی امر کو) آنکھ سے دیکھ کر ہی مطمئن ہوتا ہے کیونکہ شک کرنا اس کی فطرت میں ہے۔ اسی لیے تو ابراہیمؑ نے کہا مجھے یہ دکھادو کہ میرا نفس کیسے پر سکون ہوتا ہے۔ کیونکہ میرا تو اس پر ایمان ہے مگر نفس آنکھ دیکھے بغیر اطمینان حاصل نہیں کرتا۔ یہی حال اولیاء کا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے نفسوں کو ادب سکھانے اور مہذب بنانے کی غرض سے ان سے کرامات کا اظہار کراتا ہے نیز اس لئے کہ ان کا ایمان اور زیادہ

مضبوط ہو۔(12)

امام قشیریؒ کی تصریح

رسالہ قشیریہ میں امام ابوالقاسم عبدالکریم بن اہوازن (متوفی 465ھجری /1073عیسوی) لکھتے ہیں

قال الاستاذأبوالقاسم ظهورالكرامات على الاولياء جائز والدليل على جوازها انهٔ أمرموهوم حدوثه فى العقل لا يؤدى حصوله الى رفع اصل من الا صول فواجب وصفه سبحانه بالقدرة ايجاده و اذاوجب كونه مقدور الله سبحانه فلاشئ يمنع جواز حصوله و ظهور الكرامات علامة صدق من ظهرت عليه فى احواله فمن لم يكن صادقافظهور مثلها عليه لا يجوز والذى يدل عليه أن تعريف القديم سبحانه آيانا حتى تفعق بين من كان صادقا فى أحواله و بين من هو مبطل من طريق الاستدلال أمرموهوم الا يكون ذلك الا باختصاص الولى بما لا يو جدمع المفترفى فى دعواه ذلك الامرهو الكرامة التى أحرنا اليها و لا بذأن تكون هذه الكرامة فعلا للعادة فى ايام التكليف ظاهر اعلى موصوف بالولاية فى معنى تصديقه فى جاله (13)

بدیع الزمان فیروزانفر صاحب اس کا فارسی ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

"بدانک پیدآمدن کرامات بر اولیاء جایزاست ودلیل بر جوازآن آنست کہ ہر کار کہ بودن آن صورت بندد در عقل حاصل شدن آن اداکند بر داشتن اصلی از اصول، واجب بود وصف کردن حق تعالی بقرت برآفریدن آن وچون واجب بود آن در مقدور حق تعالی باید کہ روا بود حاصل شدن آن وپدید آمد نکرامات نشان صدق آنکس بود بروی ظاہر گردد [اندر احوال وہر کہ صادق نبود کرامات روا نبود کہ بروی ظاہر گردد] ودلیل برین آنست کی قدیم سبحانہٗ وتعالیٰ ما را بشناسد تا فرق کنیم میان آنک صادق بود اندر احوال و میان آنک مبطل بود از طریق استدلال کہ

آن کاریست موحوم واین نبود مگر باختصاص ولی[بدانچہ باز نیار ند در دعوی وی] [زیرا کہ اگر اندر دعوی کاذب بود اورا کرامت نبود کہ اگر چنین بودی فرق نبودی میان راست گوی و دروغ گوی] واین آن کرامتست کہ ما[بدان] اشارت کردیم ولابد کرامت فعلی بود ناقص عادت اندر ایام تکلیف، ظاہر گردد بر کسی کہ موصوف بود بولایت، اندر معنی تصدیق حال او(۱۴)

ڈاکٹر پیر محمد حسن اس کا اردو ترجمہ اس طرح کرتے ہیں۔

استاد ابو القاسم فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہونا جائز ہے اس کے جائز ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایک امر ہے کہ جس کا واقع ہونا عقل میں آتا ہے۔ اور اس سے کوئی شرعی اصول نہیں ٹوٹتا۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اس طرح بیان کریں کہ اسے کرامت کے پیدا کرنے کی قدرت ہے۔ لہذا جب یہ واضح ہو گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے تو اس کے جائز ہونے میں کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتی۔

اور کرامت کا ظاہر ہونا اس شخص کی سچائی کی علامت ہے۔ جس کے احوال میں یہ ظاہر ہوتی ہے۔ لہذا جو سچانہ ہو گا۔۔۔۔۔۔ اس سے اس قسم کی کرامت کا جائز ہونا بھی جائز نہیں اس کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کرامت کی جو شناخت بتلائی ہے تاکہ ہم سچے اور جھوٹے میں فرق کر سکیں وہ استدلال کے طور پر ایسا امر ہے جو عقل میں آسکتا ہے اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب ولی کو ایسے امور کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے جو مفتری کذاب میں نہیں پائے جا سکتے اور یہی وہ امر ہے جسے ہم کرامت کہتے ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ کرامت ایام تکلیف میں (یعنی اسی دنیا میں) ایک خارق عادت فعل ہے۔ اور ایسے شخص سے صادر ہو جو ولایت کے ساتھ موصوف ہو۔ تاکہ اس کی حالت کی اس سے تصدیق ہو سکے۔(15)

"واعلم انه ليس للولى مساكنة الى الكرامة التى تظهر علمه ولا له ملا حظةفربما يكون لهم فى ظهور جنسها قوة يقين و ريادة بصيرة لتحققهم ان ذٰلك فعل الله فيستدلون بها على صحةماهم عليه من العقائد و بالجملةفالقول بجواز ظهورها على الاولياء واجب و عليه جمهورا هل المعرفة و لكثرة ما تواتر باجنا

سهاالاخبار والحکایات صارالعلم بکونهاو ظهورها علی الاولیاء فی الجملة علما قویا انتفی عنه الشکوك و من توسط هذه الطائفة و تواترعلمه حکایاتهم و اخبارهم لم نبق له شبهة فی ذلك علی الجملة ومن دلائل هذه الجملة نص القرآن فی قصه صاحب سلیمان علیه السلام حیث قال اناآتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك ولم یکن نبیا (16)

یاد رکھیں کہ ولی کے لیے یہ درست نہیں کہ وہ اپنی کرامت پر نظر رکھے۔ بعض اوقات اس قسم کی کرامتوں کے ظاہر ہونے سے ان کے یقین میں قوت اور بصیرت زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اس لیے کہ انہیں اس بات کا یقین ہوتا ہے (در حقیقت) اللہ کا فعل ہے اور اس سے انہیں اپنے عقائد کے صحیح ہونے کی دلیل مل جاتی ہے۔

مختصر یہ کہ یہ عقیدہ رکھنا کہ ولی کے ہاتھوں کا کرامت کا ظاہر ہونا جائز ہے۔ واجب ہے، اور یہی عقیدہ جمہور اہلِ معرفت کا ہے۔ اور چونکہ اس قسم کی روایتیں اور حکایتیں کثرت اور تواتر کے ساتھ منقول ہیں اس لیے اولیاء سے فی الجملہ ان کے ظاہر ہونے کا اس قدر قوی ہو جاتا ہے کہ اس سے تمام شکوک اٹھ جاتے ہیں۔ جو شخص ان لوگوں کے درمیان رہے اور ان کی روایات و حکایات تواتر سے پہنچتی رہیں اسے اس بات سے قطعاً شبہ نہیں رہتا۔ (17)

کرامت پر قرآن مجید سے استدلال

اس کی دلیل قرآن مجید کی وہ نص ہے جس کا ذکر سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں آیا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

أ نَاآتِيْكَ بِهِ قَبلَ اَنَ يَرتَدَّ اِلَيكَ طَرفُك (18)

میں اسے تمہارے پاس تمہارے آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے لے آوں گا، حالانکہ ان الفاظ کا کہنے والا نبی نہ تھا۔

امام عبدالوہاب شعرانیؒ (متوفی 973 ہجری / 1565 عیسوی) کا ارشادِ گرامی

آپ الیواقیت والجواہر میں امام یافعیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"وکان الیافعیؒ یقول یجب علی الولی اخفا الکرامۃ الاعن ضرورۃ اواذن او حال غالب لا یکون لہ فیہ اختیار ولا تعمل او یکون لتقویۃ یقین بعض المریدین" (19)

"ولی پر اپنی کرامت کو چھپانا اور پوشیدہ رکھنا واجب ہے۔ ہاں عند الضرورت دکھا سکتا ہے۔ یا معبود کی اجازت پر ظاہر کرنا۔ یا حال غالب ہونے پر جب کہ خود اس کا اختیار بالکلیہ باقی نہ رہے۔ کرامت کا ظاہر ہو جانا۔ یا اپنے بعض مریدوں کی تقویتِ ایمان وایقان کی خاطر"

سیدؒ جلال الدینؒ مخدوم جہانیاں

(متوفی 785 ہجری / 1384 عیسوی) کا حوالہ

"جس وقت کسی سالک کو کچھ کرامت ظاہر کرنا ہو تو جن لوگوں نے اس سے تعلق وبیعت کی ہے اگر ان سے کہے تو درست ہے اور غیر سے نہ کہے اور اگر کسی مصلحت سے کہے تو یوں کہے کہ ایک درویش کو ایسا ظاہر ہوا اپنا نام نہ لے اپنے سر حمل نہ کرے اس لیے کہ کتاب علم الکلام عقیدہ نسفی میں مذکور ہے۔ "لو یقول الشیخ للذی تعلقہ و تابعہ بیّن کرامۃ شیأ یجوز" یعنی اگر شیخ اس شخص سے جس نے اس سے تعلق کیا ہے اور اس کا تابع ہوا اپنی کرامت سے کچھ کہے تو جائز ہے" (20)

حضور غوث پاکؒ کے دور مبارک کا تاریخی پس منظر

آپ کے دور میں فلاسفہ اور معتزلہ فکری اعتبار سے اپنے عروج پر تھے ۔ معتزلہ معجزاتِ انبیاء اور کرامات اولیاء کے منکر تھے ایسے دور میں حضور غوث

الا عظمؒ نے عملاً کرامت کااظہار کر کے اسلام کی سچائی وحقانیت کا ثبوت مہیا کیا۔ اور منکرین کرامتِ اولیاء کو عملی ثبوت دے کر یہ امر ثابت کیا۔ کہ کرامات ممکن ہیں اور بر حق ہیں۔

میں نے مولوی محمد احمد بصیر پوری کی اس بحث جو کرامات کے ضمن میں ہے کہ ان کو پوشیدہ رکھنا واجب ہے (21) عند الضرورت کے تحت مکمل جواب دے دیا ہے۔

اظہارِ کرامت

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب "حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ" میں لکھتے ہیں۔

"اولیاء پر ستر واجب ہے۔ جیسے کہ انبیاء پر اظہار واجب ہے"(22)

اب مولوی صاحب کی خدمت میں ملفوظات شکر گنج سے حضرت بابا فریدؒ کا ایک مسلمہ اصول پیش خدمت ہے جس سے اظہار کرامت کا ثبوت موجود ہے۔

"پھر حضرت نے فرمایا اے درویش خواجہ قطب الدین چشتی قدس سرہ العزیز سے لوگوں نے پوچھا کہ آدمی کیسے سمجھے کہ وہ کامل ہو گیا۔ اور سلوک کے درجوں کو اس نے تمام کر لیا۔ فرمایا اس وقت جب کہ وہ مردہ کو دم کرے اور مردہ خدا کے حکم سے جی اٹھے تو سمجھو کہ حقیقت میں وہ درجہ کمالیت کو پہنچ گیا ہے"(23)

آگے مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب "حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ" میں عند الضرورت کے تحت کرامت کا اظہار درست سمجھتے ہیں۔

سوال: 7 :۔ اولیاء نے بعض وقتوں میں اظہار فرمایا ہے۔

جواب : یہ احیاناً بضرورت و مجبوری ہو سکتا ہے۔(24)

پھر مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔

"مگر اولیاء پر اخفاء فرض ہے (مگر) الا بضرورت و مجبوری"(25)

اب مولوی صاحب کی عبارات میں تضاد آگیا۔ کہیں ستر واجب و فرض سمجھ رہے ہیں اور کہیں اسی فرض وواجب کو ضرورت کے تحت جائز قرار دے رہے ہیں۔ میرا مولوی صاحب سے سوال ہے کہ دونوں میں کونسی صورت درست ہے۔ جب دونوں میں ایک صورت جائز ہوئی تو آپ کا کاذب ہونا لازم آتا ہے۔ اگر دونوں صورتیں درست ٹھہریں تو پھر جائز کی کوئی نہ کوئی صورت موجود ہو گی۔ پھر آپ کا ستر قائم نہ رہا۔ اظہارِ کرامت جائز ہو جائے گی۔ اور آپ کی تمام باتیں غلط ثابت ہوئیں۔

مولوی صاحب موصوف "حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ" میں لکھتے ہیں

"ننانوے لاکھ انسان حضرت خواجہ بزرگ کی توجہ سے دولتِ اسلام سے مالا مال ہوئے۔"(26)

ہم مولوی صاحب موصوف سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ وہ مستند ماخذ بتائیں۔ جس میں حضرت اجمیریؒ کے اس کردار کو بیان کیا گیا ہو اور پھر اس وقت یعنی آج سے ہزار سال قبل اجمیر اور اس کے مضافات کی آبادی کا تناسب بتائیں جس سے ثابت ہو یہ حکایت درست ٹھہری ہو۔

ستر کے باوجود کرامت کا ظہور

"حضرت قطب العالم قدس سرہ' اپنے آپ کو چھپانے میں کمال درجہ

کااہتمام کرتے تھے۔ تاہم آپ سے کرامات کا ظہور بہت ہوا آپ اگر چہ صاحبِ نفس (یعنی صاحبِ کرامت) تھے۔ لیکن اپنی خواہش سے آپ نے کبھی بھی کوئی کرامت نہیں دکھائی۔ ہاں البتہ جب بعض طالبین اپنی خواہش اور مخلصین کا شوق بڑھانے کے لیے کچھ نہ کچھ فرمادیتے تھے"۔ **(27)**

جناب مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب آپ کا ستر خود چشتی بزرگوں نے ہی کھول دیا۔ مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ کہیں بھی ایک بات پر کھڑے نہیں ہو سکے۔ اگر حوالہ آپ کے مخالف ہوا تو بغیر کسی دلیل کے اس کا انکار کر دیا۔ جن ملفوظاتِ چشتیہ میں آپ کے موقف کے مطابق مواد موجود ہے۔ تو وہ ٹھیک ہے۔ اگر مخالف مواد نکلا۔ تو انکار کر دیا۔ پھر تاویلات بعیدہ سے کام لے کر کمال ہوشیاری سے منکر ہو گئے۔ آخر مولوی جو ٹھہرے۔

میں نے آپ کی طرح بزرگوں سے متعلق گستاخانہ رویہ اختیار نہیں کیا۔ اگر چاہتا تو کر سکتا تھا۔ مگر مجھے اپنے مشائخ طریقت نے ادب و احترام ہی سکھایا ہے۔

اگر آپ میں دیانت ہے تو پھر "مکر" والی بحث یہاں پر بھی منطبق کریں۔

حوالہ جات

1- فیض عالم صفحہ نمبر 8، مطبوعہ، بہاولپور، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ جلد نمبر 17، صفحہ نمبر 139، مطبوعہ لاہور

2- توحید، صفحہ نمبر 71-72، شمارہ فروری تا اپریل 1958، جلد نمبر 2، مطبوعہ ایران مقالہ بعنوان میر یکل اسلامی فلسفہ میں صفحہ نمبر 71-72

3- کتاب المواقف جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 222، طبع مصر 1907ء بحوالہ مریکل اسلامی فلسفہ میں صفحہ 72

4- اجمیری، محی الدین، غازی، مصطلحات علوم وفنون عربیہ، صفحہ نمبر 133, 332، مطبعہ انجمن ترقی اردو کراچی پاکستان 1978ء

5- محمد بخش، میاں محمد، عارف کھڑی، تحفہ رسولیہ، صفحہ نمبر 9، مطبوعہ محکمہ اوقاف مظفر آباد ازاد کشمیر

6- قادری، سید حسین، ڈاکٹر، امام غزالی کا فلسفۂ مذہب واخلاق صفحہ 131، طبع دہلی 1961ء

7- روحی، اصغر علی، پروفیسر، مانی الاسلام جلد اوّل صفحہ نمبر 336، سیرت النبیؐ، جلد نمبر 3، صفحہ نمبر 59 بحوالہ مریکل اسلامی فلسفہ میں صفحہ نمبر 78

8- ابن سینا، بو علی، کتاب الاشارات والتنبیھات، صفحہ نمبر 207 تا 220، مریکل اسلامی فلسفہ میں صفحہ نمبر 78 تا 80

9- ابو المنتھی، شرح الفقہ الاکبر صفحہ نمبر 30، طبع حیدر آباد دکن 1321ھجری

10- محمد بخش، میاں محمد، عارف کھڑی، تحفہ رسولیہ، صفحہ نمبر 8، مطبوعہ محکمہ اوقاف مظفر آباد آزاد کشمیر

11- سراج، ابو نصر، عبداللہ بن علی، کتاب اللمع صفحہ نمبر 319 تا 320، مرتبہ نکلسن، مطبوعہ لیڈن 1914ء

-12 محمد حسن، پیر، ڈاکٹر، اردو ترجمہ کتاب اللمع صفحہ نمبر 302، مطبوعہ اسلام آباد

-13 قشیری، امام، عبدالکریم، رسالہ قشیریہ صفحہ نمبر 188، طبع مصر

-14 انفر، فیروز، بدیع الزمان، فارسی ترجمہ رسالہ قشیریہ صفحہ نمبر 623، طبع ایران 1967ء

-15 محمد حسن، پیر، ڈاکٹر، اردو ترجمہ رسالہ قشیریہ صفحہ نمبر 615، مطبوعہ اسلام آباد 1984ء

-16 قشیری، امام، عبدالکریم، رسالہ قشیریہ، صفحہ نمبر 178، طبع مصر

-17 محمد حسن، پیر، ڈاکٹر، اردو ترجمہ رسالہ قشیریہ صفحہ نمبر 617/18، مطبوعہ اسلام آباد

-18 القرآن مجید آیت نمبر 40 سورۃ النمل

-19 شعرانی، امام، عبدالوہاب، الیواقیت والجواہر صفحہ نمبر 162، طبع مصر

-20 مخدوم جہانیاں، سید، جلال الدین، الدرّ المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم صفحہ نمبر 156، مطبعہ دہلی 1309

-21 بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ صفحہ نمبر 80، مطبوعہ اوکاڑہ

-22 بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صفحہ نمبر 101، مطبوعہ اوکاڑہ

-23 اسحاق، بدر، حضرت، اسرار الاولیاء، مترجم، پروفیسر معین الدین دائی صفحہ نمبر 241 مطبوعہ کراچی 1971ء

-24 بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ صفحہ نمبر 206، مطبوعہ اوکاڑہ

-25 ایضاً صفحہ نمبر 280

-26 ایضاً صفحہ نمبر 241

-27 قدوسی، محمد اکرم شیخ، اقتباس الانوار، اردو ترجمہ واحد بخش سیال چشتی صفحہ نمبر 234، مطبوعہ ضیاء القرآن، گنج بخش روڈ لاہور 1993ء

باب چہارم

عبودیت کسے کہتے ہیں؟

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب اپنی تالیف "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" میں لکھتے ہیں۔

'تمام مقامات سے اعلیٰ مقام عبودیۃ محضہ ہے'

'جبکہ کتنے ہی ایسے اکمل ترین وارفع ترین مقامِ ولایت (عبودیة محضه) کے حامل اولیاء ہوئے ہیں۔ جو ساری زندگی اسی مقامِ عبودیت پر رہے اور کوئی بڑا بول اپنی زبان سے نہیں نکالا' (1)

محولہ بالا مولوی صاحب کی عبارات سے یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک مقامِ ولایت عبودية محضه ہے اور کسی بڑے بول مثلاً انا الحق، سبحانی ما اعظم شانی کو عبودیۃ محضۃ کے منافی سمجھتے ہیں۔ جبکہ مولوی صاحب موصوف کا عندیہ غلط ہے۔ چنانچہ مشہور چشتی بزرگ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی اپنی تصنیف سواء السبیل میں لکھتے ہیں۔ فالرب نسبة مستنزه عن جميع اوصاف العبودية والعبودية تنزه عن جميع اوصاف الربوبية فالعبد المقدس عن اوصاف الربوبية مالوه حقيقة و كذلك الرعب المقدس عن اوصاف المعبودية اله حقيقة وليس للعبد رتبة اعلىٰ منها فی العبدية ومن ثم قال ابو يزيد حسين نزل مركز العبودية سبحانی ما اعظم شانی'

پس ربوبیت تمام اوصاف عبودیت سے تنزہ کا نام ہے اور عبودیت تمام اوصاف ربوبیت سے منزہ ہونے کو کہتے ہیں۔ پس وہ عبد کہ جو اوصاف ربوبیت سے مقدس ہو وہ حقیقۃ مالوہ ہے۔ (یعنی حقیقتاً بندہ ہے) اور اسی طرح رب جو اوصاف عبودیت سے مقدس ہے حقیقۃ الہ ہے۔ اور عبد کیلئے کوئی مرتبہ عبودیت سے بڑھ کر نہیں۔ اور اسی (مرتبہ پر پہنچ کر) واسطے جب ابو یزید قدس سرہ (بسطامی) مرکز عبودیت میں نازل ہوئے تو فرمایا" سبحانی ما اعظم

ثانی(2)

"چنانچہ حضرت سید جلال الدین صاحب مخدوم جہانیاںؒ فرماتے ہیں۔

"منصور حلاج نے جو کہ انا الحق کہا۔ سکر سے نہ تھا۔ بلکہ وہ تو مالک حال کے ہو گئے تھے۔ اگر سکر ہوتا تو ایک کلمے پر نہ رہتے۔ بلکہ متفرق پریشان باتیں کہتے جیسے دیوانے بکتے ہیں۔ انکے قتل کا یہی بھید تھا۔ کہ وہ ایک چیز (کلمہ) پر قائم رہے'(3)

نتیجہ : حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کے نزدیک کوئی بڑا بول انا الحق، سبحانی ما اعظم شانی وغیرہ وغیرہ سارے کے سارے عبودیۃ محضہ ہی کا حال ہے۔

اور حضرت سید جلال الدین صاحب مخدوم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ کے نزدیک جب صوفی اپنے حال کا مالک ہو جائے تو وہ سکر نہیں رہتا بلکہ صحو ہوتا ہے اور صحو ہی عبودیت محضہ کا نام ہے۔

چنانچہ حضور غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے متعلق قلائد الجواہر میں ہے۔

"وقال الحافظ محمد بن رافع فی تاریخه سمعت ابراہیم بن سعد ابن محمد بن غانم بن عبداللّٰه الثعلبی الرومی فی ثامن عشر من ذی القعد سنة تسع وثلاثین و ستمائةبدار الحدیث بالقاہرة یقول سمعت الشیخ عبدالقادر الجیلی یقول وقد سئل عن الحلاج فقال جناح طال دعواه فسلط علیه مقراض الشریعة فقصه وقال الشیخ عمر ابزار سمعت سیدی الشیخ عبدالقادر یقول عشر حسین الحلاج فلم یکن فی زمنه من یا خذبیده ولو کنت فی زمنه لا خذت بیده وانا لکل من عشر به مرکبه من اصحابی و مریدی و محبی الی یوم القیامة(4)"

ترجمہ: حافظ محمد بن رافع نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ میں نے قاہرہ کے دارالحدیث میں 10 ذیقعد 639ھ میں ابراہیم بن سعد بن محمد بن غانم بن عبداللہ الثعلبی الرومی سے یہ سنا۔

جب شیخ عبدالقادر جیلانی سے منصور حلاج کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ منصور نے اپنی حیثیت سے بلند دعویٰ کیا اور اپنی طاقت سے اونچی اڑان کی۔ جس کے نتیجہ میں شریعت کی قینچی سے ان کے پروں کو کاٹ دیا گیا۔ یہ لغزش ان سے ایسے وقت میں ہوئی جبکہ انہیں سنبھالنے والا کوئی نہ تھا اگر میں اس وقت ہوتا تو ضرور سنبھال لیتا۔ جس طرح میں اس وقت اپنے صحبت یافتہ مرید اور متوسل کی لغزش کرنے والی سواری کو سنبھالتا ہوں۔ اور قیامت تک اپنے محبین کو سنبھالتا رہوں گا'(5)

مذکورہ بالا ارشاد عالیہ میں حضور غوث الثقلین نے اپنے مقامِ ولایت کی نشاندہی کی۔ جس میں یہ بتایا کہ اگر 'بڑے بول' کی پرواز میں کوئی لغزش واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ قوت عنایت کی ہے۔ کہ میں اسے سنبھالا دے سکتا ہوں۔

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کے نزدیک انا الحق وغیرہ کا کلمہ از قبیل شطحیات ہے تو پھر انہیں سوچنا چاہیے کہ جو شخصیت اس شطح کے مالک منصورؒ کو شریعت کی رسی میں پرونے کی صلاحیت کی مالک ہے۔ اسکا کلام کس طرح سکر کا ہو سکتا ہے۔ سید جلال الدین مخدوم جہانیاںؒ کے نزدیک جب عام صوفی کی حال پر سواری ہو جائے تو وہ سکر نہیں رہتا۔ بلکہ صحو ہو جاتا ہے۔ تو غوث الثقلین کا مقام تو بہت ارفع و اعلیٰ ہے جو ان صوفیہ کو جو حال کے مالک ہیں۔ انکی رہبری کے دعویدار ہیں۔ یہ دعویٰ حضور غوث پاک کے علاوہ کس نے نہیں کیا۔

شیخ ابو السعود شبلؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری اپنی تصنیف "حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" میں شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی کی شہرہ آفاق تصنیف لطیف فتوحات مکیہ باب

نمبر 25 کے حوالے سے الشیخ ابوالسعود بن شبل البغدادی سے متعلق اس طرح رقمطراز ہیں۔

"فرجال الظاہر لہم التعرف فی عالم الملك والشہادۃ الی وھو المقام الذی ترکه الشیخ العاقل ابوالسعود بن شبل البغدادی اد باً مع الله (الی ان قال)نحن ترکنا الحق یتصرف النا وھو قوله تعالیٰ فاتخذہ وکیلا"

'تو رجال ظاہر کے لیے عالم ملک و شہادت میں تصرف ہے۔اور یہی وہ مقام جسے شیخ عاقل ابوالسعود بن شبل البغدادی نے ادب الٰہی کے باعث ترک کر دیا فرمایا ہم نے یہ بات حق تعالیٰ پر چھوڑ دی کہ وہ ہمارے لیے تصرف فرمائے۔ یہ قول خداوندی ہے اسے اپنا وکیل بنائے (6)

آگے مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری اس عبارت سے مندرجہ ذیل نتیجہ نکالتے ہیں۔

'اس عبارت سے واضح ہے کہ رجال ظاہر کے لیے تصرف ثابت ہوتا ہے۔ مگر شیخ ابوالسعود نے اللہ کے ساتھ ادب کے لیے ترک کر دیا' (7)

اب مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری سے گزارش ہے کہ آگے فتوحات مکیہ کے باب نمبر 30 جلد اول کا بھی مطالعہ فرما لیتے تو انہیں نتیجہ نکالنے کی زحمت نہ ہوتی۔ چنانچہ شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں

'وکان اباالسعود منہم کان رحمه اللّه ممن امتثل امر اللّه فی قوله تعالیٰ فاتخذہ وکیلا ط فا الوکیل له التصرف فلو امر مثل الامر ھذا من شاء نہم واما عبدالقادر فاالظاہر من حاله انه کان مامور ابالتصرف فلھذاظھر علیه ھذا ھو الظن با مثاله' (8)

حضرت ابو سعود رحمۃ اللہ اس گروہ میں سے تھے جو امر الٰہی فاتخذہ وکیلا یعنی پس اسکو اپنا کارساز پکڑ کی تعمیل کرنے والے تھے۔وکیل کا کام تصرف کرنا ہوتا ہے اور اگر اسکو امر

ہو تووہ امر الٰہی کی تعمیل کرتا ہے۔ یہ اس طائفہ کا حال ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے حال سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ تصرف کرنے کے لیے مامور الٰہی تھے۔ اس لیے اس حال کا غلبہ آپ پر ہوتا۔ اور اسی طرح انکے امثال کے اولیاء پر گمان ہے۔ (9)

غوث پاک کا تصرف میں مامور الٰہی ہونا

حضرت امام محی الدین ابن العربی (م 638ھ/) نے اس مرتبے کے دو صوفیہ شیخ ابو سعود بن شبل اور ابو مدین کا ذکر فتوحاتِ مکیہ میں کیا ہے۔ جنہوں نے تصرف کو ناپسند کر کے ترک کر دیا لیکن دوسرے مقام پر ابن العربی فرماتے ہیں۔

"صوفی تصرف کر سکتا ہے۔ اگر امر ہو، یعنی خدا اسے حکم دے اور جب وہ تصرف کرتا ہے تو حکم خداوندی ہی کی تعمیل کرتا ہے یہ صورت شیخ عبدالقادر جیلانی کی تھی۔ وہ تصرف کرنے پر مامور الٰہی تھے (10)

شیخ عدی بن مسافر

"اخبرنا الشیخ القدوۃ ابو المفاخر بن الشیخ ابی البرکات صخر قال قلت لعمی الشیخ عدی بن مسافر رضی اللہ عنہ اعلمت ان احدا من المشایخ المتقدمین قال قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ غیر الشیخ عبدالقادر قال لا قلت فما معناہ قال ھی مفصحۃ عن مقام الفردیۃ فی وقتہ فلکل وقت فرد قال لم یومر احد منھم ان یقول ھذا سوی الشیخ عبدالقادر قلت او امر بقولھا قال بلی قد امر و انما و ضعت الاولیاء کلھم روسھم لمکان الامر (11)

شیخ عدی بن برکات کہتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے پوچھا کہ آپ کو علم ہے کہ سوائے شیخ عبدالقادرؒ کے مشائخ متقدمین میں سے کسی نے یہ کہا ہو کہ میرا یہ

قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے انہوں نے جواب دیا نہیں۔ میں نے دوسرا سوال کیا۔ یہ تو بتا دیجئے کہ اس جملہ کا مفہوم کیا ہے ؟انہوں نے جواب دیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنے دور میں منفرد مقام حاصل کیا ہے۔ میں نے سوال کیا کہ ہر دور میں کوئی نہ کوئی منفرد ہستی ہوتی ہے آپ نے جواب دیا یقیناً ہوتی ہے لیکن سوائے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے یہ حکم کسی کو نہیں دیا گیا کہ وہ یہ الفاظ کہے۔ میں نے پوچھا کہ انہیں یہ کہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ جس وقت حضرت شیخ کو یہ حکم دیا گیا تو تمام اولیاء کرام کی گردنیں اس حکم کی تعمیل میں جھک گئیں(12)"

شیخ احمد رفاعی

'قال قال ابی سید احمد رضی الله عنہ هل قال الشیخ عبدالقادر رضی الله عنہ قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله بامر او بلا امر قال بل قالها بامر'(13)

شیخ ابراہیم کہتے ہیں کہ میرے والد ماجد میرے ماموں شیخ احمد رفاعی سے سوال کیا کہ کیا یہ جملہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے کسی حکم کے تحت فرمایا تھا یا بلا کسی حکم کے انہوں نے جواب دیا بیشک حکم کے تحت فرمایا تھا'(14)

شیخ ابو سعید القیلوی

'یقول قیل لشیخنا الشریف ابی سعید القیلوی رضی الله عنه انا السمع هل قال الشیخ عبدالقادر قدمی هذه علی رقبه کل ولی الله بامر قال بلی قالها بامر لاشك فیه وهی لسان القطبیة ومن الاقطاب فی کل زمن من یومر بالسکوت فلا یسعه الاالسکوت و منهم من یومر بالقول فلا یسعه الا القول وهو الاکمل فی مقام القطبیة لانه لسان الشفاعة'(15)

مشائخ کرام نے حضرت شیخ ابو سعید قیلوی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آیا شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے 'قدمی هذه رقبه علی کل ولی اللہ' حکماً کہا تھا؟ حضرت ابو سعیدؒ نے

کہا۔ ہاں یہ حکم خداوند تعالیٰ کی طرف سے تھا۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں یہ قطبیت کا نشان ہے ہر زمانے میں بعض اقطاب توان امور کو خاموشی سے انجام دیتے ہیں کیونکہ انہیں سکوت کے بغیر چارہ کار نہیں ہوتا۔ لیکن بعض کو اعلان کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ انہیں ایسا دعویٰ کیے بغیر چارہ کار نہیں ہوتا۔ خواہ اس اعلان میں انہیں کتنی ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے۔ یہ اعلان اکمل ترین مقام قطبیت ہے۔ کیونکہ یہ شفاعت کی علامت وزبان ہوتی ہے۔ **(16)**

آگے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں الغرض اس موضوع پر ہمارے پاس بے پناہ اخبار و شواہد موجود ہیں۔ جن سے اس دعویٰ کی تائید ہوتی ہے۔ اس قسم کے سارے دعوے بامر الٰہی کیے جاتے ہیں۔ **(17)**

اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

آنکہ پایش بر رقاب اولیائے عالم است ۔۔۔ وانکہ ایں فرمودہ حق فرمودہ باللہ آن توئی
اندرایں قول انچہ تخصیصات بیجا کردہ اند ۔۔۔ از زلل یا از ضلالت پاک ازاں بہتاں توئی
بہر پایت خواجہ ہنداں شہ کیواں جناب ۔۔۔ بل علیٰ عینی وراسی گوید آں خاقاں توئی **(18)**

مجلس غوث پاک کی روحانی کیفیت

جب ' **قدمی هذه علی رقبه کل ولی الله**' کا قول آپ نے ارشاد فرمایا۔ کشفی طور پر الشیخ ابو سعید قیلویؒ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

'لما قال الشيخ عبدالقادر قدمی هذه علی رقبة كل ولی الله تجلی الحق عزوجل علی قلبه وجاء ته خلعه من رسول اللهﷺ علی يد طائفة من الملائكة المقربين وا البسها بمحضر من جميع الاولياء من تقدم منهم ومن تاخر الاحياء با جسادهم والاموات بارواحهم وكانت الملئكة و رجال الغيب حافين بمجلسه واقفين فی الهواء صفوفا حتی استد الافق بهم و لم يبق ولی فی الارض الاحنا عنقه' **(19)**

جب کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردنوں پر ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر تجلی فرمائی اور رسول اللہ ﷺ سے ان کو خلعت مقربین ملائکہ کے ذریعے آپ کے پاس پہنچی۔ متقدمین و متاخرین یعنی اگلے پچھلے وہ تمام اولیاء کرام جو زندہ تھے یا فوت اپنے ارواح و اجسام کے ساتھ حاضر ہوئے ان سب کی موجودگی میں آپ کو وہ خلعت پہنائی گئی۔ اس وقت آپ کی مجلس میں ملائکہ اور رجال الغیب کا انبوہ کثیر تھا۔ جو فضا میں صف بستہ تھے۔ اور جن کے ہجوم کی وجہ سے افق کی وسعتوں میں گنجائش نہ رہی تھی اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہیں تھا۔ جس نے اپنی گردن نہ جھکا دی ہو۔ (20)

علامہ عبدالرحمٰن جامیؒ اسے یوں بیان کرتے ہیں۔

شیخ ابو سعید قیلوی گفته که چوں شیخ عبدالقادر گفت قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله حضرت حق سبحانه تعالی بر دل وے تجلی کردو رسول الله ﷺ بر دست طائفه از ملائکه مقربین، بمحضر اولیاء متقدمین و متاخرین که آنجا حاضر بو دندا حیا باجساد خود و اموات با ارواح خود خلعتی دروے پوشا نید ند و ملائکه در حال غیب مجلس ویرا درمیان گرفة بودند و صفها درہوا ایستاده بو دند بروے زمیں ہیچ ولی نماند (21)

حضرت ابو العباس احمد بن احمد المشہور بہ زرّوق کا ارشاد

آپ کی تصنیف قواعدِ تصوف جو ایجاز و اختصار میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس میں مصنف نے شریعت و طریقت کے اصول کو اس طرح جمع کیا ہے۔ کہ دونوں ایک دوسرے کے لازم و ملزوم قرار پاتے ہیں۔ اور ایک کا دوسرے کے ساتھ انفکاک نہیں ہو سکتا۔ علی المتقی (مولف کنز العمال) نے اس رسالہ کو نظر ثانی کر کے شائع کیا۔ اصل کتاب پر عبداللہ بن محمد بن علی خروفی الطرابلسی نے

حاشیہ لکھا۔ جس کا مخطوطہ الجزائر میں ہے۔ آپؒ قواعدِ تصوف باب نمبر 13 میں لکھتے ہیں۔

'اللہ تعالیٰ کا کمال میں منفرد ہونا مقتضی ہے۔ ماسواء میں نقص ثابت ہے۔ کوئی شخص کامل نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی تکمیل کے بغیر۔ نقص اصل ہے اور کمال عارضی۔ فقر اور غنی وجودی وصف ہے۔ غنی اللہ تعالی کے لیے اور فقر دوسروں کے لیے ہے۔ بندہ رب کے وصف کے ساتھ متصف ہو سکتا ہے۔ غنی شاکر اور فقیر صابر میں یہی مسئلہ ہے' آگے فرماتے ہیں۔

'جس شخص پر غنی باللہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ اس پر کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور اس کی زبان اعلان کرتی ہے جیساکہ ابو محمد سید عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ اور جس پر فقر الی اللہ غالب ہوتا ہے اسکی زبان بند ہوتی ہے جیساکہ ابن ابی حمزہ (22)

پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کا ارشادِ گرامی

"آپ کا سچا اور پاک فرمانِ ذیل کہ "یہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" از قبیل شطحیات نہیں۔ جیساکہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کرتے ہیں۔ بلکہ بوجہ مقام صحو و استقامت و تمکین میں مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا ہے۔ بوجوہ متعددہ (23)"

سائلین کو حسبِ منشاء عطا ہونا

بہجتہ الاسرار نے مکمل اسناد کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ کہ حضور غوث پاک مدرسہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حاضرین میں سے کوئی شخص بھی جو حاجت طلب کرے گا میں اسے دوں گا۔ چنانچہ مختلف سائلین نے مختلف حاجتیں پیش کیں۔ جن عظیم صوفیاء نے اپنی حاجت پیش کی۔ میں اسے دوں گا۔

" فقال الشيخ ابو السعود اريد ترك الاختيار وقال الشيخ ابن قائد اريد ۔

القوة علی المجاهدة(24)

ترجمہ : شیخ ابوالسعود نے کہا میں اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ اور شیخ ابن قائد نے کہا میں مجاہد کی قوت چاہتا ہوں۔

چنانچہ آگے بہجۃ الاسرار میں ہے۔

فاما الشیخ ابو السعود فانه بلغ فی ترك الاختیار غایة قصوی

شیخ ابوالسعود کا یہ حال ہوا کہ وہ ترک اختیار میں اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئے۔(25)

واما الشیخ بن قائد فانه نال فی القوة علی المجاهده مالم یبلغنا مثله عن احد من اهل زمانه (26)

شیخ ابن قائد کا مجاہدہ اتنا قوی ہو گیا کہ اس کے اہل زمانہ میں سے ہم کو کسی کا ایسا مجاہدہ معلوم نہیں ہوا۔(27)

حال و مقام

مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری 'حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ' میں لکھتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی صاحب حال تھے صاحب مقام نہ تھے۔(28)

ہم یہاں مولوی صاحب موصوف کے دعوی کا جائزہ لیتے ہیں۔ ابتدا حال و مقام کے فرق کو بیان کرتے ہیں۔ جسکی وجہ سے بصیر پوری صاحب کو مغالطہ لگا ہے۔ علامہ جلال الدین رومیؒ (م672ھ) اپنی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی کے دفتر اول میں ایک تمثیل کے ساتھ حال و مقام کا امتیاز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

حال چوں جلوہ ست زاں زیبا عروس　　　ویں مقام آں خلوت آمد با عروس

حال اس خوبصورت معشوق (شاہدِ وحدت) کے نظارے کی طرح ہے اور مقام اس معشوق کے ساتھ خلوت کی مانند ہے۔ یعنی حال ایسا ہے جیسے کوئی کسی معشوق کو وقتاً فوقتاً دیکھ لیا کرے اور مقام ایسا ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ اس معشوق کیساتھ نکاح کر لے اور ہمیشہ خلوت میں اس کا جلیس ہو:

جلوہ بیند شاہ و غیرِ شاہ نیز   وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز

نظارہ تو نوشاہ اور اس کا غیر بھی کر سکتا ہے لیکن خلوت میں سوائے نوشہ کے اور کوئی نہیں ہوتا یعنی نور وحدت کی تجلی تو صاحب مقام اور صاحبِ حال دونوں پر ہوتی ہے لیکن وصال دائمی صاحب مقام ہی کو حاصل ہوتا ہے۔

جلوہ کردہ عام و خاصاں را عروس   خلوت اندر شاہ باشد با عروس

یعنی معشوق کا جلوہ تو عام اور خاص سب پر ہوتا ہے لیکن خلوت میں نوشہ ہی عروس کے ساتھ رہتا ہے

ہست بسیار اہل حال از صوفیاں   نادر ست اہل مقام اندر میان

یعنی صوفیوں میں اہل حال تو بکثرت ہیں لیکن صاحبِ مقام ان میں شاذ و نادر ہیں۔(29)

اب محولہ بالا علامہ رومیؒ کے اشعار کی روشنی میں حضور غوث الثقلینؒ کا ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ حال و مقام کے اس فرق کو ملحوظ خاطر رکھ کر اس واقعہ کو پڑھیں تو یہ امر نکھر کر سامنے آجائے گا کہ حضور غوث الاعظم صاحب مقام تھے۔ آپ کا مقام "مخدع" ہے۔

غوث اعظم کا مرتبہ

علامہ نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف بن جریر اللخمی الشطنوفی بہجۃ الاسرار میں لکھتے ہیں۔

قال الشیخ ابو محمد عبدالرحمن الطفسونجی رضی اللہ عنہ علی

الکرسی بطفسونج انا بین الاولیاء کالکرکی بین الطیور اطولهم عنقا فقام الشیخ ابوالحسن علی بن احمد الحبی وکان ذا حال فاخرونزع دلقا کان علیه وقال دعنی اصارعك فسکت الشیخ عبدالرحمن وقال لاصحابه مارایت فیه شعرة خالیة من عنایة الله تعالیٰ و امردان یلبس دلقه فقال لا اعوذ فیما خرجت عنه ثم التفت الی جهة الحبة ونا باسم زوجتهیا فاطمة اتنی بما ابسه فسمعة وهی فی الحبة فی الطریق بما یلبس قال له الشیخ عبدالرحمن من شیخك قال شیخی الشیخ عبدالقادر فقال انی لم اسمع بذکر الشیخ عبدالقادر الافی الارض وان لی اربعین سنة فی درکات باب القدرة مارایته ثم قال لجماعة من اصحابه اذهبو الی بغداد واتو الی الشیخ عبدالقادر وقولواله یسلم علیت عبدالرحمن ویقول لك ان له اربعین سنة فی درکات باب القدرة فما رآ ك ثم لا داخلا ولا خارجافقال الشیخ عبدالقادر فی ذلك الوقت لعباد البواب"

جب جماعت الشیخ عبدالقادر اس مقام پر پہنچی تو آگے اس طرح ہے

فقولوله عبدالقادر یسلم علیك و یقول لك انت فی الدرکات ولایری من هو فی الحضرة من هو فی الحضرة لایری من هو فی المخدع انا فی المخدع ادخل و اخرج من باب السرمن حیث لا یرانی و امارة ان خرجت لك الخلعة الفلانیة فی الوقت الفلانی علی یدی خرج لك وهی خلعة الرضا وامارة تخروج التشریف الفلانی فی اللیة الفلانیة لك علی یدی خرج وهو تشریف الفتح و با امارة ان خلع علیك فی الدرکات بمحصر اثنی عشرولیا اللّٰه خلعه الولایه وهی فرجیه خضراء طرز سورة الاخلاص علی یدی خرجت لك فانتهو الی نصف الطریق فوجد و اصحاب الشیخ عبدالرحمن فردوهم والهوالیه وبلغو رسالة الشیخ عبدالقادر فقال صدق الشیخ عبدالقادر

سلطان الوقت وصاحب التصریف فیہ (30)

یعنی شیخ عبدالرحمٰن کہتے تھے۔ کہ اولیائے کرام میں میری حیثیت ایسی ہے۔ جیسی پرندوں میں بگلے کی ہوتی ہے۔ یعنی لمبی گردن والا ہوں اور جس مرید کے اوپر کوئی بار ہو وہ میرے اوپر رکھ دے۔ جس وقت آپ نے یہ فرمایا تو شیخ ابوالحسن علی الحسینی نے جو خود بھی صاحبِ معرفت تھے اپنی گدڑی اتار کر کہا کہ یہ آپ کے سامنے ہے یہ سن کر آپ خاموش ہو گئے۔ اور اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ اس گدڑی میں مجھے ایک دھاگہ بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جو عنایت الٰہی سے خالی ہو۔ یہ فرما کر ان کو گدڑی پہن لینے کا حکم فرمایا۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میں جس لباس کو اتار چکا اس کو واپس نہیں لیتا اور یہ کہہ کر جنت نامی قریہ کی طرف متوجہ ہوئے اور آواز دے کر کہا کہ اے فاطمہ میرا لباس لیکر آؤ۔ چنانچہ اس آواز کو انھوں نے اپنی بستی میں سنا اور لباس لے کر روانہ ہو گئیں۔ راستہ ہی میں شوہر سے ملاقات ہو گئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر شیخ عبدالرحمٰن نے پوچھا کہ تمہارا شیخ کون ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ 'ان کا ذکر صرف زمین پر ہی ہے کیونکہ میں چالیس سال سے حق تعالےٰ کے نزدیک منزل درکات میں ہوں، لیکن وہاں میں نے ان کو کبھی آتے جاتے نہیں دیکھا'

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اسی وقت اپنے دربان ساربان اور حرم کے غلاموں کو حکم دیا کہ

طفسونج کی جانب روانہ ہو جاؤ۔ راستہ میں تمہیں شیخ عبدالرحمٰن کے خدام کی ایک جماعت ملے گی جس کو فلاں فلاں مقصد کیلئے بھیجا ہے۔ ان سے ملاقات کر کے انھیں واپس شیخ عبدالرحمٰن کے پاس لے جانا اور شیخ عبدالرحمٰن سے سلام کر کے کہنا کہ شیخ عبدالقادرؒ نے فرمایا ہے۔ کہ آپ چونکہ منزل درکات میں ہیں اور اہل درکات بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے والوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ حضوری میں رہنے والے اہل خلوت کو نہیں دیکھ سکتے اور میں تو (مقام مخدع) باطنی دروازے سے اس طرح آتا جاتا ہوں کہ تم مجھ کو نہیں دیکھ سکتے، اس کی علامت

یہ ہے کہ فلاں خلعت فلاں وقت جو تم کو عطا کی گئی تھی۔ وہ میرے ہاتھوں سے نکلی تھی۔ اور وہ خلعت رضا تھی دوسری علامت یہ ہے کہ فلاں شب، کو جو تم کو فلاں اعزاز عطا کیا گیا تھا وہ بھی میرے ہی ذریعہ سے پہنچا تھا اور وہ شرف فتح ہے۔ تیسری علامت یہ ہے کہ منزل درکات میں اولیاء کی موجودگی میں جو خلعت والایت عطا ہوئی تھی۔ اس کا رنگ سبز تھا۔ اور اس پر سورۃ اخلاص منقش تھی۔ وہ بھی میرے ہی ہاتھوں سے نکلی ہے۔

یہ سن کر شیخ عبدالرحمٰن نے تصدیق کی کہ واقعی شیخ عبدالقادرؒ نے تمام باتیں سچ فرمائیں اور وہ واقعی سلطان الاولیاء اور صاحب تصرف ہیں۔ (31)

حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ نے یہاں اپنا مقام مخدع بتایا ہے۔ اور قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں۔

انا الحسنی و المخدع مقامی و اقدمی علی عنق الرجال (32)

'مخدع' افراد واصلین سے قطب کے پوشیدہ ہونے کے مقام کو کہتے ہیں۔ (33)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا طریق کار

چنانچہ قلائدالجواہر میں علامہ الشیخ محمد بن یحییٰ تادفی حنبلی لکھتے ہیں۔

وقال الشیخ علی بن ادریس الیعقوبی سئل الشیخ علی بن الھیتی وانا اسمع عن طریق سیدنا الشیخ عبدالقادر فقال کانت قدمه التفویض والموافقة فی التبری من الحول والقوة و طریقة تجرید التوحید و توحید التفرید مع الحضور فی وقت العبودیة بسر قائم فی مقام العبدیة لابشی ولا بشی وکانت عبودیة مستمده من محض کمال الربوبیة فهو عبد سماعن مصاحبة التفرقة الی مطالع الجمع من احکام الشرع (34)

شیخ علی بن ادریس یعقوبی بیان کرتے ہیں۔ کہ جب میں نے شیخ علی بن الہیتی سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے طرز عمل کے متعلق سوال کیا تو انھوں نے بتایا۔

ترجمہ: ان کا طرز عمل خدا کی موافقت و سپردگی تھا۔ ان کا طریقہ کار خالص توحید تھا۔ اور ان کا باطن حضوری کی وجہ سے مکمل توحید بن چکا تھا۔ انکو عبودیت کا وہ مقام حاصل تھا جہاں سوائے خدائے واحد کے اور کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ ان کی عبودیت پوری طرح ربوبیت سے اعانت حاصل کرتی رہتی تھی۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی مصاحبت و قرب سے کبھی جدا نہ ہونے کی وجہ سے بلند مراتب حاصل کیے اور ان کے حصول کی وجہ آداب شریعت کو ملحوظ رکھنا تھا' آپ قضاء و قدر کے فیصلوں پر قطعاً خاموش رہتے اور قلب و روح کو قضاو قدر کے تحت ہموا بنا چکے تھے۔ آپ کے ظاہر و باطن یکساں تھے۔ غیوبیت کا ایسا عالم طاری رہتا۔ کہ نفسانی خواہشات سے جدا ہو کر سود و زیاں اور قرب و بعد سے یکسر بیگانہ ہو چکے تھے۔ آپ کے قول و فعل میں یگانگت تھی۔ اخلاص و تسلیم آپ سے ہمکنار تھے۔ اور خدا کے ساتھ ثابت قدم رہ کر اپنی وارداتِ قلبی اور اپنے احوال کو ہر لحہ کتاب و سنت کے سانچے میں ڈھالے رکھتے تھے۔ خدائے تعالیٰ سے وابستگی کا یہ عالم تھا کہ فنافی اللہ ہو کر رہ گئے تھے۔ بڑے بڑے متقدمین سرداران اولیاء آپ کے مقابلہ میں کمزور معلوم ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تحقیق و تدقیق کے سلسلہ میں آپ کا مقام بہت بلند کر دیا تھا' (35)

چنانچہ شیخ اکبرؒ امام محی الدین ابن عربی فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں۔

'وحکی لنا الثقة عندنا قال سمعته یقول طریق عبدالقادر فی طریق الاولیاء غریب و طریقتنا فی طرق عبدالقادر غریب رضی الله عن جمیعهم ونفعنا والله یعصمنا من المخالفات،(36)

ترجمہ: ہمارے نزدیک جو ثقہ آدمی ہے اس نے سنا۔ کہ شیخ عبدالقادرؒ کا طریق اولیاء اللہ کے طریقوں میں منفرد و نادر ہے۔ اور ہماری طریقت میں شیخ عبدالقادر کا طریق نادر ہے اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔ ان کیساتھ نفع عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ انکی مخالفتوں سے ہمیں محفوظ فرمائے۔ (37)

حضور غوث پاک مقامِ محبوبیت پر فائز ہیں

اقتباس الانوار کے مصنف شیخ محمد اکرم قدوسیؒ لکھتے ہیں۔

کہ شیخ ابو البرکات فرماتے ہیں کہ میرے والد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے دریافت کیا کہ حضرت شیخ عبدالقادر کے علاوہ متقدمین اور متاخرین میں سے کسی اور بزرگ نے بھی یہ کلمات فرمائے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ میں نے پوچھا کہ پھر اس کے کیا معنی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضرت غوث الاعظم کے ان کلمات سے آپ کے مقام فردیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اس کے بعد میں نے دریافت کیا کہ کیا ہر زمانے میں فرد ہوتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں لیکن حضرت غوث الاعظمؒ کے سوا باقی کوئی فرد یہ کلمات کہنے پر مامور نہیں ہوا، میں نے دریافت کیا کہ کیا حضرت غوث الاعظمؒ کو یہ کلمات کہنے کا حکم آیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ بالکل حکم ملا تھا اور تمام اولیاء اللہ کا گردنیں جھکا دینا اسی حکم کی وجہ سے تھا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ملائکہ نے بھی حق تعالیٰ کے حکم سے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ فردِ وقت حضرت شاہ میاں میر لاہوری نے حضرت غوث الاعظم کے اس قول کے معنی یوں فرمائے ہیں کہ قدم سے مراد طریقہ ہے اور بالتحقیق حضرت غوث الاعظم کا طریقہ تمام طریقوں سے بالاتر ہے اور اس فقیر (مصنف کتاب) کے نزدیک اس مقام کے یہ معنی ہیں کہ قدم سے مراد ولایت ہے اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت غوث الاعظم کی ولایت تمام مشائخ کی ولایت سے بالاتر ہے اس وجہ سے کہ آپ مرتبہ محبوبیت سے سرفراز تھے اور اگر کوئی اور ولی اللہ مقام محبوبیت تک پہنچے گا تو حضرت غوث الاعظم کے واسطہ سے پہنچے گا، بلکہ جتنے سلاسل کہ جاری ہیں سب حضرت غوث الاعظم کی وساطت سے جاری ہوئے ہیں اور قیامت تک ان کی شان و شوکت حضرت شیخ کے طفیل برقرار رہے گی۔ اور جس قدر مشائخ عظام کہ اپنے حلقہ ہائے طریقت کے سربراہ ہیں سب نے حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر تربیت حاصل کی ہے۔

چنانچہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے سردار قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری نے قصبہ جیال میں پہنچ کر حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں پانچ ماہ اور سات روز قیام فرمایااور فیض تربیت حاصل کیا۔اور فقیر کو بعض ثقہ راویوں سے معلوم ہوا ہے۔کہ رخصت کے وقت حضرت غوث الاعظم نے حضرت خواجہ غریب نواز کے کان میں ایک شغل کی تعلیم دی جسے طریقہ عالیہ چشتیہ میں شغل سرگوشی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔یہ شغل حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس سرہ تک پہنچالیکن آپ اسے قبر میں لے گئے۔ اور کسی کو تعلیم نہ کیا۔(38)

شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے متعلق سعدی شیرازی کا ارشاد

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب لکھتے ہیں۔کہ حضور غوث پاکؒ کو بوقت وفات مقام عبدیت ملا، چنانچہ فتوحات مکیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں 'آپ نے اپنا رخسار زمین پر رکھا۔اور اقرار کیاکہ یہ حال جس میں اب ہوں یہی حق ہے' (39)

گویاکہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک غوث پاک کے مذکورہ بالا عاجزانہ کلمات آپ کی عبودیت پر دال ہیں۔گویاکہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک مقامِ عبودیت مقامِ عجز ہے۔

میری مولوی صاحب موصوف سے گزارش ہے۔کہ آپ مہربانی فرما کر گلستان سعدی اٹھائیں۔اوراس کا مطالعہ کرنے کی زحمت گوارہ کریں۔جس میں حضرت مصلح الدین شیخ سعدی شیرازیؒ نے حضور غوث پاک کی وفات سے پہلے کا واقعہ جو مکہ میں رونماہوا۔اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

عبدالقادر گیلانی را دیدند رحمة الله علیه در حرم کعبه روی برحصا نهاده بودومی گفت اے خداوندبه بخشائی واگر مستوجب عقو بتم

مراروز قیامت نا بینا بر انگیز تا در روئے نیکاں شر مسار نبا شم (40)
لوگوں نے شیخ عبدالقادر گیلانی کو دیکھا کہ کعبہ کے حرم میں پیشانی کنکریوں پر لگائے ہوئے
کہہ رہے تھے۔ اے خدا بخش دے۔ اگر سزا کا مستحق ہوں تو قیامت میں اندھا اٹھانا تا کہ نیک
آدمیوں کے سامنے مجھے شرمندگی نہ ہو' (41)

مولوی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ حضور غوث الثقلین کو مقام محبوبیت وناز اللہ تعالیٰ نے ہی عطا کیا تھا۔ لوگوں کے سامنے تو آپ نے اپنی عظمت کا لوہا منوایا۔ مگر اپنے رب کے حضور ہمیشہ عجز وانکساری کا اظہار فرمایا۔ جس پر آپ کی تعلیمات وکتابیات شاہدِ عادل ہیں۔

حوالہ جات

1) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص113-94
مطبوعہ بصیر پور اوکاڑہ

2) جہاں آبادی، کلیم اللہ، شاہ، سواء السبیل ص149-148 مطبوعہ آستانہ بک ڈپو
جامع مسجد دہلی نمبر 6

3) مخدوم جہانیاں، سید جلال الدین، الدر المنظوم فی ترجمہ ملفوظ المخدوم ص81 اردو
ترجمہ جلد اول مطبوعہ مطبع انصاری دہلی 1309ھ

4) تادفی، محمد یحییٰ، قلائد الجواہر ص30، مطبوعہ مصر 1417ھ / 1997ء

5) عثمانی، افضل زبیر، اردو ترجمہ، قلائد الجواہر ص60 مطبوعہ کراچی 1978ء

6) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص90 مطبوعہ
بصیر پور اوکاڑہ

7) ایضاً ص 91

8) ابن عربی، محی الدین، امام فتوحات مکیہ جلد اول ص201، مطبوعہ بیروت

9) خان، محمد فضل، مولوی، اردو ترجمہ فتوحات مکیہ ص693، مطبوعہ چنگا بنگیال
گوجر خان راولپنڈی 1927ء

10) عفیفی، ابو العلا، متصوفانہ فلسفہ ابن العربی اردو ترجمہ ابو القاسم محمد انصاری ص
174، مطبوعہ سہ ماہی اردو کراچی 1984ء

11) شطنوفی، نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف، بہجۃ الاسرار ص11 مطبوعہ مکتبہ
گیلانیہ گلبرگ بی فیصل آباد

12) عثمانی، زبیر افضل، مترجم قلائد الجواہر ص78-79 مطبوعہ کراچی 1978ء

13) شطنوفی، نور الدین ابی الحسن علی بہجۃ الاسرار ص11 مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ گلبرگ
بی فیصل آباد

14) دہلوی، عبدالحق، شیخ، زبدۃ الاسرار، تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم اقبال احمد فاروقی ص34، مطبوعہ لاہور 1985ء

15) شطنوفی، نورالدین ابی الحسن علی، بہجۃ الاسرار ص 11 مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ گلبرگ بی فیصل آباد،

16) دہلوی، عبدالحق، شیخ، زبدۃ الاسرار، تلخیص بہجۃ الاسرار، مترجم اقبال احمد فاروقی ص34، مطبوعہ لاہور 1985ء

17) ایضاً ص34

چونکہ یہ تمام تر گفتگو کشفی ہے۔ اس لیے شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی ص35 پر اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں

در حقیقت کشف کا طور طریقہ عقلی طریقوں سے بلند وبالا ہوتا ہے۔ عقل مکاشفات کے ادراک سے عاجز ہوتی ہے۔ جس طرح حس عقلی ادراک سے مطلع نہیں ہوتی۔ اسی طرح عقل مکشوفات پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ بعض محققین نے کہا کہ جو چیز ایمان سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ کشفِ عیاں سے بالاتر ہوتی ہے۔ جنید الطائفہ حضرت سید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اس طریقہ پر ایمان لانا بھی ولایت کی قسم ہے'

مذکورہ بالا باتیں شیخ محقق رحمتہ اللہ علیہ نے حضور غوث الاعظم قدس سرہ کے کشفِ روحانی کو تسلیم کرنے کے بعد تحریر فرمائیں۔ بہجۃ الاسرار کی تلخیص زبدۃ الاسرار کے نام پر شیخ محقق ایسی عظیم شخصیت کا کرنا اس کے مولف کی جلالتِ علمی واسناد پر بہت بڑی دلیل ہے۔ اس کے بعد بہجۃ الاسرار کی صحتِ اسناد پر کسی دوسرے کی دلیل کی ضرورت نہیں۔ علاوہ ازیں امام احمد رضا بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے شیخ عبدالقادر بن محی الدین اربلی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے بیان کردہ واقعات کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ کرامات غوثیہ ص30-30 پر لکھتے ہیں۔

'فاضل عبدالقادر قادری بن شیخ محی الدین اربلی، کتاب، تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر

رضی اللہ عنہ میں لکھتے ہیں۔ پھر فتاویٰ کرامات غوثیہ، مصنف امام احمد رضا محدث بریلویؒ، تقریب و تحشیہ، محمد جلال الدین قدری مطبوعہ، دارالفیض گنج بخش لاہور 1985 کے ص 30-31 پر فاضل حواشی مصنف تفریح الخاطر کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"حضرت علامہ عبدالقادر بن محی الدین الصدیقی الاربلی، جامع علوم شریعت و حقیقت تھے علماء کرام اور صوفیہ عظام میں عمدہ مقام پایا۔ آپ کے اساتذہ میں الشیخ عبدالرحمٰن الطالبانی جیسے عظیم فضلا شامل ہیں۔ اروخہ میں 1315ھ/1897ء میں وصال فرمایا"

مزید تفصیلات مذکورہ بالا فتاویٰ میں ملاحظہ فرمالیں۔

18) بریلوی شمس، حدائق بخشش، ادبی جائزہ ص 278، مطبوعہ کراچی

19) شطنوفی، نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف، بہجۃ الاسرار ص 8 9، مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ گلبرگ بی فیصل آباد

20) عثمانی، زبیر افضل، مترجم قلائد الجواہر ص 87 مطبوعہ کراچی 1978ء

21) جامی، عبدالرحمٰن، نفحات الانس ص 354، مطبوعہ، مطبع اسلامیہ سٹیم پریس لاہور 1927ء

22) رزوق، احمد بن احمد، قواعد تصوف ص 10، مطبوعہ حیدر آباد دکن 1973ء

23) فیض، فیض احمد، مفتی، مہر منیر ص 45-46، مطبوعہ آستانہ عالیہ چشتیہ گولڑہ شریف

24) شطنوفی، نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف، بہجۃ الاسرار ص 30-31 مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ گلبرگ بی فیصل آباد

25) شاہ، احمد علی، سید، مترجم بہجۃ الاسرار ص 78-79 مطبوعہ لاہور

26) شطنوفی، نورالدین ابی الحسن علی بن یوسف، بہجۃ الاسرار ص 30-31 مطبوعہ مکتبہ گیلانیہ گلبرگ بی فیصل آباد

27) شاہ، احمد علی، سید، مترجم بہجۃ الاسرار ص 78-79 مطبوعہ لاہور

28) بصیر پوری، محمد احمد مولوی، قدم غوث کا تحقیقی جائزہ، ص 204 مطبوعہ اوکاڑہ

29) رومی، جلال الدین، مثنوی دفتر اول ص196-197 مطبوعہ لاہور، نیز جلوی، غلام محمد پیر، اسرار المقطعات ص308، مطبوعہ فیصل آباد

30) شطنوفی، نور الدین ابی الحسن علی بن یوسف، بہجۃ الاسرار ص27 مطبوعہ فیصل آباد، نیز تادفی، محمد یحییٰ، حنبلی، قلائد الجواہر ص38 مطبوعہ مصر 1417ھ 1997ء

31) عثمانی، زبیر افضل، مترجم قلائد الجواہر ص366-367 مطبوعہ کراچی 1978ء

32) چشتی، عنصر، صابری، علامہ، شرح صغیر، قصیدہ غوثیہ ص52 مطبوعہ لاہور 1987ء

33) خان، محمد فضل، مولوی، مترجم فتوحات مکیہ جلد اول ص696 مطبوعہ گوجر خان راولپنڈی 1927، نیز ذوقی، محمد، سید، سر دلبراں، ص303، مطبوعہ کراچی 1405ھ

34) تادفی، محمد یحییٰ حنبلی، قلائد الجواہر ص38 مطبوعہ مصر 1997

35) عثمانی زبیر افضل مترجم قلائد الجواہر ص73 مطبوعہ کراچی 1978ء

36) ابن، عربی، محی الدین امام، فتوحات مکیہ جلد اول ص324 مطبوعہ بیروت

37) چشتی، صائم، علامہ، مترجم فتوحات، مکیہ جلد چہارم ص183 مطبوعہ فیصل آباد

38) قدوسی، محمد اکرم، شیخ، اقتباس الانوار، اردو ترجمہ، واحد بخش سیال 192-193، مطبوعہ لاہور 1993

39) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص82 مطبوعہ اوکاڑہ

40) شیرازی، سعدی، مصلح الدین، گلستان سعدی ص91، مطبوعہ کراچی

41) سجاد حسین، مولانا، اردو ترجمہ گلستان سعدی ص91 مطبوعہ کراچی

باب پنجم

مقام غوث الثقلین

شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی فتوحاتِ مکیہ باب نمبر 73 میں حضور غوث الثقلین کے مقام کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومنهم رضى الله عنه رجل واحد وقد تكون امرة فى كل زمان آيته وهو القاہر فوق عباده له الاستطالة على كل شى سوى الله شهم شجاع مقدام كبير الدعوى بحق يقول حقاً ويحكم عدل كانِ صاحب هذا المقام شيخنا عبدالقادر الجيلى ببغداد(1)

اولیاء اللہ میں ہر زمانہ میں ایک مرد یا کبھی عورت آیت وھو القاہر فوق عبادہ کے مظہر ہوتے ہیں۔ یعنی بندگان خدا پر غالب ہونا اسکی علامت ہوتی ہے۔ اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے پر تصرف ہوتا ہے وہ سردار بہادر اور بہت سے دعووں میں حق کیساتھ سبقت لیجانے والا ہے وہ حق کہتا ہے اور عدل کرتا ہے۔ اس مقام والے بغداد میں ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی تھے(2)

سید جلال الدین مخدوم جہانیاں اور مقام قطبیت

آپ اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں۔

'ایضاً ولایت قطبی کا ذکر چلا۔ فرمایا کہ شیخ نصیر الدین قطب تھے لیکن تمام عالم کے نہ تھے۔ اسے اپنی ولایت کے ایک عزیز نے پوچھا کہ کتنی مدت قطبی میں رہے۔ فرمایا کہ چند سال۔ آخر عمر میں دعا گو نے اس اطراف میں سنا۔ رہا قطب عالم۔ سو وہ 'قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ جیسے شیخ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ قطب الاقطاب تھے اور آسمان میں بھی تصرف رکھتے تھے فرشتوں کے واسطے عرض کرتے کہ اس فرشتہ کو مقرب کر'(3)

علامہ سید شریف علی جرجانی قطب الاقطاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

'القطبية الکبریٰ ھی مرتبۃ قطب الاقطاب، وھو باطن نبوۃ محمد علیہ السلام۔ پھر آگے لکھتے ہیں وقطب الاقطاب الاعلیٰ باطن خاتم النبوۃ' (4)

یعنی قطبیت کبریٰ قطب الاقطاب کا مرتبہ ہے۔ وہ باطن نبوت محمد ﷺ ہے۔ یہ آپ کے ورثہ کو حاصل ہے۔ خاتم الولایت اور قطب الاقطاب باطنِ خاتمہ النبوت پر ہوتا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور قطب الارشاد بالاصالت

'پس حضرت سلطان المحبوبین سرور عالم ﷺ کے خلیفہ اعظم ہیں اور حضرت آئمہ اثنا عشر کے مانند آپ کو منصب قطبیۃ بالاصالتہ حاصل ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی نقشبندی مجددی نے خاتمہ کتاب سیف المسلول میں لکھا ہے، کہ فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الٰہی بر اولیاء اللہ نازل میشود۔ اول بر یک شخص نازل میشود وبہ از آن شخص قسمت شدہ بر یک از اولیاء وعصر موافق مرتبہ و بر حسب استعداد او باد میرسد و ہیچ کس را از اولیاء اللہ بے توسط او فیضی نمی رسد و کسی از مردان خدا بے وسیلہ او درجہ ولایت نمی یابد اقطاب جزئی داتا دولبد ال و نجباو نقباو جمیع اقسام اولیاء خدا بوی محتاج می باشند صاحب این منصب عالی را امام گویند و قطب الارشاد بالاصالت نیز خوانند و این منصب عالی را از وقت ظہور آدم علیہ السلام بروح پاک علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ مقرر بود کہ پیش از انشاء عنصری آنحضرت ہم در امم سابقہ ہر کہ را درجہ ولایت میرسید بتوسط روح پاک آنحضرت میرسید و بعد وجود عنصری تا وقت رحلت او از صحابہ و تابعین ہمہ را این دولت تبوسط او رسید و بعد رحلت او این منصب بامام حسن مجتبیٰ و بعد از وی بامام حسین شہید دشت کربلا پس تر بامام زین العابدین پس تر بامام محمد باقر بعد از ان بامام جعفر صادق پس تر بامام موسیٰ کاظم پس تر بامام علی رضا پس تر بامام محمد تقی بعد از بامام علی نقی پس تر بامام حسن عسکری علیہم السلام آن منصب معلی مفوض گشتہ و بعد وفات عسکری تا وقت ظہور سید الشرفاء غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی این نصب عالی بروح حسن عسکری متعلق بود چون حضرت غوث الثقلین پیدا شد ند این منصب مبارک بوی متعلق شدہ تا ظہور محمد مہدی این منصب بروح مبارک غوث الثقلین متعلق باشد ولہذا اقدمی

هذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ فرمودہ وباین بیت ترنم نمودہ **بیت**

افلت شموس الاولین وشمسنا لبدا علی الافق العلی لا تغرب

وچون امام مہدی ظاہر شود این منصب عالی بوی مفوض گردد و تا انقراض زمان بوی مفوض باشد۔

ترجمہ: کارخانہ ولایت کے فیوض وبرکات جناب الٰہی سے نازل ہوتے ہیں وہ اولاً ایک شخص پر نازل ہوتے ہیں اور کل اولیاء عصر کو ان کے مراتب واستعداد کے موافق اس شخص سے تقسیم ہوتے ہیں اور کسی ولی کو بغیر توسط اس بزرگ کے فیض حاصل نہیں ہوتا اور مردان خدا سے کوئی ایک ان کے وسیلہ کے سوا منصب ولایت نہیں پاتا اقطاب جزئی اور اوتادو لبدال او نجبار و نقبا اور جمیع اقسام اولیاء اللہ کے ان کے محتاج رہتے ہیں جنکو یہ منصب عالی حاصل ہے انکو امام کہتے ہیں اور قطب الارشاد بالا صالت بھی کہتے ہیں اور یہ منصب عالی حضرت ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کے وقت ظہور سے حضرت مولیٰ علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ کی روح پاک کے ساتھ مقرر تھی اور آپ کے جسم عنصری میں آنے کے قبل امم سابقہ میں اولیاء اللہ آپ کی روح پاک کے توسط سے درجہ ولایت کو پاتے تھے اور آپ کے وجود عنصری میں آنے کے بعد تاوقت وفات کل صحابہ کرام و تابعین عظام کو یہ دولت آپ ہی کے توسط سے پہنچتی رہی اور آپ کی رحلت کے بعد یہ منصب عالی حضرت امام حسن مجتبیٰ کو اور بعد آپ کے امام جعفر صادق کو اور بعد آپ کے امام زین العابدین کو اور بعد آپ کے امام محمد باقر کو اور بعد آپ کے امام جعفر صادق کو اور بعد آپ کے امام موسیٰ کاظم کو اور بعد آپ کے امام علی رضا کو اور بعد آپ کے امام محمد تقی کو اور بعد آپ کے امام علی نقی کو اور بعد آپ کے امام حسن عسکری کو علیہم السلام عطا ہوئی اور بعد از وفات حضرت امام عسکری تاوقت ظہور حضرت سلطان المحبوبین یہ منصب عالی حضرت عسکری کی روح پاک کے متعلق رہی جب حضرت سلطان المحبوبین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عالم میں رونق افروز ہوئے تب یہ منصب عالی حضرت امام حسن عسکری سے حضرت غوث الاعظم قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاقدس کو تفویض

ہوئی اور تاوقت ظہور حضرت امام محمد مہدی یہ منصب مبارک حضرت پیران پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق رہیگی لہذا آپ نے فرمایا

قدمی هذه علی رقبة کل ولی اللّٰه

یعنی میرا یہ قدم کل اولیاء کی گردن پر ہے اور فرمایا

افلت شموس الاولین و شمسنا: ابدا علی الافق العلی لا تغرب

یعنی غروب ہو گئے آفتاب ولایت اول کے لوگوں کے اور ہمارا آفتاب ولایت ہمیشہ بلندی پر ہی رہیگا قیامت تک غروب نہ ہو گا۔ جب امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے تب یہ منصب عالی آپ کو تفویض ہو گی اور آخری دور تک یہ منصب مبارک آپ ہی کے متعلق رہیگی (5)

فی کل زمان کی بحث

چنانچہ مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری "نے حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ" میں فتوحات مکیہ باب نمبر 73 کی عبارات کے ذیل میں 'فتاویٰ مہریہ' کے مرتب سے متعلق انتہائی نازیبا کلمات استعمال کیے جو کہ کسی بھی شریف النفس متحرر کو زیب نہیں دیتا۔ ایسی زبان کو بازاری کہا جاتا ہے۔ تحقیق کی زبان شستہ، مودب اور دلائل سے بھرپور ہوتی ہے۔ جبکہ آپ صاحب نسبت ہیں۔ تصوف سراسر ادب ہی سے ماخوذ ہے۔ ہمیں اپنے شیخِ طریقت نے یہی سبق دیا ہے۔ کہ ہر سلسلہ روحانی کے بزرگوں کا ادب ملحوظ رکھیں۔ اور یہ فیضان باطنی کا بہترین ذریعہ ہے۔

ہم مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب سے یہی بصد احترام عرض کرتے ہیں۔ کہ یہ زبان اہل علم کے شایانِ شان نہیں

؎ الفاظ کے پیچوں میں نہیں پڑتے ہیں دانا غواص کو مطلب ہے گہر سے نہ صدف سے

چنانچہ مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں۔

'اب سوال پر نظر ڈالیے حضرت شیخ اکبرؒ کی عبارت میں 'فی کل زمان' اور 'قد تکون امرۃ' کے الفاظ موجود ہیں۔ جن کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اس سے مترجم نے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ایسا ولی صرف ایک ہی ہوتا ہے جو شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ حالانکہ یہ تحریف صریح ہے۔ حضرت شیخ اکبرؒ تو صاف صاف فرمارہے ہیں۔ کہ ایسا ایک شخص جو ھوا لقاہر فوق عبادہ کا مظہر ہوتا ہے ہر زمانہ میں ہوتا ہے اور کسی زمانہ میں مرد کی بجائے کوئی عورت ہوالقاہر فوق عبادہ کا مظہر ہوتی ہے (6)

مولوی محمد احمد بصیر پوری کا مغالطہ

محولہ بالا عبارت میں کوئی قابلِ اعتراض بات نہیں۔ صرف مولوی صاحب موصوف کو 'فی کل زمان' یعنی ہر زمانہ کی قید کا مغالطہ لگا ہے۔ جب کہ آپ کو سوچنا چاہیے کہ یہ عبارت ایک صوفی کی ہے۔ جنہوں نے ہر زمانہ سے متعلق کہا۔ اب ہر زمانہ کا تعین کرنا بعد میں تشریف لانے والے صوفیاء کا کام ہے۔ چنانچہ ہر زمانہ کی قید کے ضمن میں حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

پیشوائے و اصلان راہ و سرگروہِ اینہا و منبع فیض این بزرگواران حضرت علی مرتضیٰ است کرم اللّٰہ تعالیٰ وجھه الکریم و این منصبِ تعلق دارد۔درین مقام گوئیا دو قدمِ مبارك آن سرور علیه وعلی آله الصلوۃ والسلام بر فرقِ مبارك اوست کرم اللّٰہ تعالیٰ وجہه و حضرت فاطمه و حضرات حسنین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم درین مقام بایشاں شریك اند۔ انگارم که حضرت امیراز نشاء ہ عنصری نیز ماویٰ و ملجاء این مقام بوده

اند چنانچہ بعد از نشاہِ عنصری۔ دہرکرا فیض و ہدایت ازیں راہ میر سد بتو سطِ ایشاں میر سد چہ ایشاں‌نزد نقطہ منتہائے این راہ اندو مرکز این مقام بایشاں تعلق دارد۔ وچوں دورہ حضرتِ امیر تمام شدایں منصب عظیم القدر حضرات حسنینؓ ترتیبا مفوض و مسلم گشت وبعد ازایشاں ہماں منصب بہریکے ازائمہ اثنا عشر علی الترتیب و التفصیل قرار گرفت ورد اعصارِ اینِ بزرگواراں و ہمچنین بعد از ارتحالِ ایشاں ہر کرا فیض و ہدایت میر سد تبوسط ایں بزرگواران بودہ وبو سیلہ ایشاناں ہر چند اقطاب و نجبائے وقت بودہ باشند و ماویٰ و ملجاء ہمہ ایشاں بودہ اند۔

ترجمہ: راہ ولایت کے ذریعہ خداوند تعالیٰ تک پہنچنے والوں کے امام اور پیشوااور اس گروہ اولیاء کے سردار اور ان اولیاءِ عزلت کے فیض وبرکت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارکہ ہے۔اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے گویااس میں حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں قدم مبارک حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہیں۔ اور حضرت فاطمہ الزہرااور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ میرا گمان ہے۔ کہ دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مقامِ تربیت میں اقطاب واتادوغیرہ کے ملجاوماویٰ تھے۔ جس طرح کہ بعد از پیدائش ملجاء وماویٰ ہیں۔اور جو بزرگ بھی قطبیت وغیرہ کے درجے پر فائز ہوتا ہے اور جس کسی کو جو فیض اور ہدایت ملتی ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ ددواسطہ سے ملتی ہے۔کیونکہ آپ اس کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے۔اور جب آپ کادور مبارک ختم ہواتو یہ تربیت وفیض رسانی کا منصب عظیم حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو علی الترتیب سپرد کر دیا گیا۔اور ان دونوں حضرات کے بعد یہ مصبِ عظیم علی الترتیب بارہ اماموں کے حوالہ کیا گیا۔ چنانچہ ان حضرات کے زمانوں میں اور ان کے بعد کے زمانوں میں جس کو بھی جو ہدایت و فیض ملتارہا

ان کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا رہا۔ اگرچہ اقطاب و نجباء وغیرہ ہم ہی کیوں نہ ہوں سب کے ملجاء وماوئی یہی ائمہ اثنا عشر رہے ہیں۔

چه اطراف را غیر از لحوق بمرکز چاره نیست تا آنکه نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسیده قدس سره و چون نوبت بایں بزرگوار شد منصب مذکور با و قدس سره مفوض گشت و مابین ائمه مذکور ین و حضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہور نمیگردووصول فیوض و برکات درین راه بہرکه باشداز اقطاب و نجباه بتوسط شریف اومفہوم میشو دچه ایں مرکز غیر اورا میسر شده ازینجا است که ذموده. شعرافلت

شموس الاولینٰ شمسُنا ابداً علیٰ افق الاعلیٰ لا تغرب

ونیز تا معامله توسط فیضان برپا ست بتوسل اوست،

کیونکہ اطراف وجوانب کا کسی مرکز کے ساتھ ملحق رہنا ضروری ہے (یہ سلسلہ فیض رسانی انہی بزرگواروں سے چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دور آگیا۔ چنانچہ آپ کے وقت میں یہ منصب عظیم القدر آپ کو سپرد کردیا گیا۔ آئمہ اثنا عشر اور حضور غوث پاک کے درمیان کوئی بھی اس مرتبہ کا بزرگ محسوس نہیں ہوتا جس کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہو۔ چنانچہ حضور غوث پاک کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک، اور آئندہ بھی جن کو فیض و ہدایت ملتی ہے چاہے وہ اقطاب و نجباء ہی کیوں نہ ہوں حضور غوث پاک کے وسیلہ و واسطہ سے ملتی ہے اور بعد از ائمہ اثنا عشر یہ مرکز آپ کو (غوث پاک) ہی عطا ہوا ہے۔ اور کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا۔ اسی بنا پر آپ کا یہ شعر مبارک ہے۔

یعنی پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب فیض ہمیشہ بلندیوں پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔ نیز آئندہ بھی جب تک معاملہ فیضان جاری رہے گا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطے اور وسیلے سے ہی جاری رہے گا۔ (7)

محولہ بالا مکتوب سے متعلق مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری تبصرہ کر کے ماحصل

بیان کرتے ہیں۔

"اگر اسے درست مان لیا جائے تو تسلیم کرنا ہوگا۔ کہ حضرت شیخ قدس سرہ تمام صحابہ کرام ماسوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہوں گے اس لیے کہ یہ مقام تو صرف آئمہ اثناعشر کو حاصل ہے یا حضرت شیخ کو حالانکہ یہ بات مذہب حق اہلسنت کے خلاف ہے۔ لہذا مذہب مہذب اہلسنت سے متصادم ہونے کی بنا پر بایں مفہوم اس مکتوب اور اسکی امثال کو جعلی والحاقی قرار دیکر مسترد کیا جائے گا۔ نیز یہ مکتوب بایں مفہوم مذہب روافض کے عین مطابق اور اسکا موئید ہے۔ ان کا عقیدہ یہی ہے کہ امامت (جو کہ در حقیقت غوثیت عظمیٰ و قطبیت کبریٰ ہی سے عبارت ہے) آئمہ اثناعشر میں محصور و مخصوص ہے" (8)

یہاں مولوی محمد احمد صاحب سے گزارش ہے کہ کسی تحریر کو جعلی قرار دینے کے لیے دلائل کی ضرورت ہے۔ جو آپ نہیں دے سکے۔ کیونکہ بعد ازاں جو لٹریچر مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے آیا۔ اس میں یہ مکتوب موجود ہے چنانچہ تواتر کیساتھ مکتوباتِ ربانی میں یہ مکتوب موجود ہے۔ نقشبندی احباب میں سے کسی بھی بزرگ نے اسے مشکوک قرار نہیں دیا۔ اب بھی فارسی کے علاوہ عربی و اردو متراجم میں موجود ہے۔ علاوہ ازیں حضرت صاحبزادہ پیر جمیل احمد شرقپوری صاحب نے جو مجدد الف ثانی نمبر نورِ اسلام کا تین جلدوں میں شرقپور شریف سے شائع کیا ہے۔ اس میں اس مکتوب پر مستقل مضمون موجود ہے۔ اور کہیں بھی اسے جعلی قرار نہیں دیا۔ یہ تمام شواہد اس مکتوب کی صحت پر شاہدِ عادل ہیں۔ (9)

سالار جنگ میوزیم کا انکشاف

ڈاکٹر رحمت علی خان جو کہ مخطوطات سالار جنگ میوزیم حیدر آباد دکن

کے انچارج ہیں انہوں نے اپنے ایک مضمون "سالار جنگ میوزیم میں تصوف کے چند اہم مخطوطات" میں لکھا۔ 'مکتوباتِ شیخ احمد فاروقی سرہندی پر بھی کام ہو سکتا ہے کہ کئی غیر مطبوعہ مکتوبات ہمارے یہاں محفوظ ہیں(10)

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں

"علامہ قاضی ثناء اللہ نقشبندی (م1225ھ/1810ء) کی وضاحت"

آپؒ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں

'میں کہتا ہوں کہ رسول ﷺ نے اہل بیت کو پکڑے رہنے کا اس لیے مشورہ دیا کہ اہل بیت ہی ولایت کے سلسلہ میں رہنمائی کے قطب ہیں۔ اگلوں اور پچھلوں میں سے کوئی بھی انکے وسیلہ کے بغیر درجہ ولایت تک نہیں پہنچ سکتا۔ نمبر اول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے پھر آپ کے صاحبزادگان ہیں۔ حسن عسکری رحمتہ اللہ علیہ تک یہ سلسلہ آتا ہے اور آخری نمبر غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی طرح بیان کیا ہے ان کے بعد دوسرے اولیاء اور علماء امت کا مرتبہ ہے، جو بطورِ وراثت اہل بیت کے حکم میں داخل ہیں'(11)

مذکورہ بالا تفسیر مظہری کا حوالہ حضرت مجدد رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات کی تائید کر کے اس کی صحت کی تصدیق کرتا ہے علاوہ ازیں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ سیف المسلوک میں بعینہ اپنے شیخ طریقت شیخ احمد سرہندی کا یہی مکتوبِ گرامی شرح وبسط سے دیا ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں

" وفات عسکری تا وقتِ ظہور سید الشرفا غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی ایں منصب عالی بروح حسن عسکری متعلق بود چوں

حضرت غوث الثقلین پیدا شد ند این منصب مبارك بوی متعلق شده تا ظهور محمد مہدی این منصب بروح مبارك غوث الثقلین متعلق باشد و لہذا قدمی هذا علی رقبة کل ولی الله فرموده" (12)

ترجمہ : حضرت امام عسکری کی وفات سے تا وقتِ ظہور حضرت سلطان المحبوبین یہ منصب عالی حضرت عسکری کی روح پاک سے متعلق رہا۔ جب حضرت غوث الثقلین اس عالم میں رونق افروز ہوئے تب یہ منصب حضرت امام حسن عسکری سے حضرت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کو تفویض ہوا اور تا وقت ظہور حضرت امام مہدی یہ منصب مبارک حضرت غوث پاک کے متعلق رہے گا لہذا آپ نے اسی لیے ارشاد فرمایا۔ میرا قدم کل اولیاء اللہ کی گردن ہے"

علامہ سید محمود آلوسیؒ کی تائید(م 1270ھ/ 1854ء)

آپ نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر لطیف روح المعانی میں آیتِ "انما یرید اللہ" کے تحت مجدد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات کے حوالے اسی مکتوب کو نقل کر کے لکھا ہے۔

ورایت فی مکتوبات الامام الفاروقی الربانی مجدد الالف الثانی قدس سره ماحاصله ان القطبیة لم تکن علی سبیل الاصالة الا لائمة اهل البیت المشهورین ثم انها صارت بعد هم لغیر هم علی سبیل النیابة عنهم حتی انتهت النوبة الی السید الشیخ عبدالقادر الگیلانی قدس سره النورانی فنال مرتبة القطبیة علی سبیل الاصالة فلما عرج بروحه القدسیة الی اعلی عیلین نال من نال بعده تلك علی سبیل انیابة عنه فاذا جاه المهدی ینالها اصالة کما نالها غیره من الائمة رضوان الله تعالی علیهم اجمعین (13)

محولہ بالا اقتباس میں یہی امر ثابت ہوتا ہے۔ کہ مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مکتوبات کے مطابق قطبیت کبریٰ کا منصب ائمہ اہل بیت کے پاس رہا۔

ان کے بعد منصب قطبیت کبریٰ پر پیران پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ متمکن ہوئے۔ حقیقی طور پر آپ ہی قطب ہیں۔ اور آپؒ کی وفات مبارک کے بعد بھی ہر قطب آپؒ کا نائب ہے۔ جب قیامت کے قریب امام مہدی جلوہ گر ہوں گے تو بالاصالہ قطب ہوں گے'

"مجددِ دین وملت امام احمد رضا بریلوی کا ارشادِ گرامی"

آپ اپنے ملفوظات میں غوثیت کبریٰ کی لمبی ترتیب بیان کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔

کہ جب اس مرتبہ پر مولا علیؓ وامامین محترمین رضی اللہ عنہما وزیر ہوئے۔ 'پھر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے ان کے بعد سیدنا غوثِ اعظم مستقل غوث تنہا غوثیت کبریٰ کے درجے پر فائز ہوئے آپ غوث اعظم بھی ہیں اور سید الافراد بھی ہیں۔ حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی **(14)**

اب اعلیٰحضرت فاضل بریلویؒ نے وہی بات کہی جو مجدد الف ثانی، قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور سید محمود آلوسی نے لکھی۔ مذکورہ بالا تمام شواہد ودلائل اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ مکتوب شیخ احمد سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے اس کا رفض سے کوئی تعلق نہیں بلکہ صوفیائے کرام اس مصبِ عالیہ کو اسی ترتیب سے بیان کرکے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبع ولایت کہتے ہیں۔

اصح الاسانید کون کون ہیں ؟

مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری کی خدمت میں گزارش ہے کہ آپ کا محدثین کے اس اصول جسے اصح الاسانید کہا جاتا ہے کیا خیال ہے ؟

محدثین نے جہاں اصح الاسانید مختلف صحابہ کرام کی روایات کو قرار دیا۔ وہاں حسب ذیل الفاظ بھی ملتے ہیں۔

"اہل بیت کے مرویات میں سے ان روایات کو 'اصح' قرار دیا گیا ہے جو جعفر صادق سے بواسطہ محمد (یعنی جعفر صادقؒ، امام محمد باقرؒ، امام زین العابدینؒ، امام حسینؓ، حضرت علیؓ) مروی ہوں۔ بشرطیکہ محمد اپنے باپ سے اور ان کے باپ اپنے دادا سے ان کے دادا حضرت علی سے روایت کریں۔ (15)

اب حدیث کی صحیح ترین سند کے ضمن میں محدثین بھی اسی ترتیب کو تسلیم کر رہے ہیں۔ جسے صوفیہ کرام نے ولایت کے ضمن میں بیان کیا ہے۔ اب مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کیا آپ محدثین کے اس اصول کو موئید بررفض ہی کا نام دیں گے ؟ اگر ایسا نہیں تو پھر آپ کو مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی اسی ترتیب کو جو ولایت کے ضمن میں آپ نے دی ہے تسلیم کریں۔ پھر اسی مکتوب ربانیؒ کے موئید قاضی ثناء اللہ پانی پتی، سید محمود آلوسی اور اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ اگر مذکورہ بالا بزرگوں کی متعینہ ترتیب درست ہے۔ جیسے کہ دلائل کی روشنی میں درست ہے تو پھر امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولایت کے بعد حضور غوث الاعظم قطبیت کبریٰ کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ اور تاقیامت یہ منصب آپ ہی کے پاس ہے۔ تمام اولیاء اللہ آپ ہی کی وساطت درجہ ولایت حاصل کرتے ہیں۔

چشتیہ کے نزدیک بھی حضرت علیؓ منبع ولایت ہیں

جس طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبع ولایت قرار دیا ہے۔ اسی طرح چشتی احباب بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبع ولایت سمجھتے اور لکھتے ہیں۔ چنانچہ مشہور زمانہ ولی اللہ سید گیسودرازؒ رسالہ قشیریہ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

" شیخ قدس اللّٰه سره (امام ابو القاسم قشیری) نخست ذکر اقوامی کر د که ایشان اعلام دین اندو ہداة ودعاةاہل اسلام اند. اول صحابه اند رضوان اللّٰه علیهم اجمعین ایشان بوده اند آنچه بوده اند ہیچ شرف ایشان شارف ترو ہیچ فضل ایشان فاضل تراز صحبت رسول اللّٰه ﷺ نبود، ہر آئنه باشرف نسبت ایشان را خو اندند گفتند صحابه. صحابی اصحاب رسول. و آنکه رسول اللّٰه راند ید صحابه را یافت اور اتابعین نام کردند. و آنکه ازایشان پستر شد بیك مرتبه. ایشان را تبع تابعین نام کردند سپس ایشان مردم صلحا راز باد و عبادنا میدند بعد آن جہالات و بدع و اہویه سربر کرد . ہماں شد فیفشوا الکذب. ہر قومی برائے خویش معتقدے و مذہبے و دینی اختیار کر دند و آنرا گزیده تر شنا ختند. درایں چنیں ایام ہر طرفی فتن و آفات و بدع و جہالات سربرکرده است. مردلی بمبانعت و بقدر وسع و طاقت خوددر کا ردین بذل مجہو د کر دند. و انچه استقضا آن بودبداں رسا نید ندابتمام درایں کردند البته نفس ایشان جز اتباع رسول اللّٰه درجزوی و کلی نبا شد و بواطن ایشان جز بحق مستغرق نبود. البته نخواستند که طرفة العین دل ایشان طرفی متعلق شود جز طرف حق. و خطره دردل ایشان در آید جز خطره خدا. از

جمله اکتساب و اجبان (ممکن ہے یہ لفظ ' احباب' ہو) منقطع و منزوی گشتند و تمام خودرابدین دادند ایشان را صوفی نامید نداز آنچه از ہمه صاف ترو پاك تر آمده اند واین از خود نکر دند و خود باختیار خویش چیزی پیش نگر فتند۔ سرود ایشان مرتضی است"

"شیخ قدس سرہ (امام ابو القاسم قشیری) نے سب سے پہلے اس جماعت کا ذکر کیا کہ وہ دین کو بلند کرنیوالے ہیں اور اہل اسلام کے ہادی و دعوت دینے والے ہیں ان میں اول صحابہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان سے راضی رہے۔ وہ تھے جو کچھ تھے سب سے بڑا شرف و فضیلت جو ان کو حاصل تھی کہ وہ رسولؐ کی صحبت تھی اور اسی شرف کے اعتبار سے صحابہ کہلائے اور صحابی رسول کہلائے اور جن لوگوں نے رسول کو نہیں دیکھا بلکہ صحابہ کو دیکھا ان کو تابعین کہا گیا اور وہ جو ان سے ایک درجہ بعد آئے ان کو تبع تابعین کا نام دیا گیا۔ ان کے بعد نیک لوگوں کو زاہد و عابد نام دیا گیا ان کے بعد جہالت اور بدعت کی ہوا چلی اور اس کا فتنہ کھڑا ہوا اور جھوٹ پھیل گیا۔ ہر قوم نے اپنے معتقدات اپنا دین اور اپنا مذہب اختیار کیا اور اس کو سب سے بہتر سمجھا ایسے زمانہ میں ہر طرف فتنہ و فساد اور بدعت و جہالت نے سر اٹھایا۔ بعض لوگوں نے (ایک جماعت نے) اپنی طاقت و وسعت کے موافق دین کے کاموں میں اضافہ کیا جیسا کہ زمانہ کا تقاضہ تھا البتہ ان کے دل میں اتباع رسول کے سوائے جزاً و کلاً کچھ نہ تھا اور ان کے باطن سوائے خدا کے کسی اور طرف راغب نہ تھے۔ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ پلک جھپکنے تک بھی سوائے خدا کے کسی اور طرف رجوع ہو اور سوائے خدا کے کسی اور کا خیال دل میں آئے تمام اکساب و علائق سے قطع تعلق کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور اپنے آپ کو اس میں غرق کر دیا۔ ایسے لوگ صوفی کہلائے یعنی اس لیے کہ سب سے صاف ترو پاک تر ہیں اور انہوں نے یہ اپنے طرف سے نہیں کیا اور اپنے اختیار سے کسی چیز کو اختیار نہیں کیا اور ان کے سردار مرتضٰی ہیں"(16)

حضرت سید اکبر حسینیؒ کا ارشاد

آپ ابو الفتح محمد حسینی گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اکبر ہیں۔ اپنی کتاب العقائد میں لکھتے ہیں۔

"چنانچه از حسنِ بصری که شجره مشائخ چشت بدومی رسد و چنانکه کمیل زیاد که طول صحبتے با حضرت علیؓ داشت و شجره مشائخ کبرویان بدورسیدوابویزید و معروف کرخی از جعفر صادق که اواز آباواجداد خویش گرفتِ بدورسید و ہیچ شجره شیخے دور ویشے از اصحاب طریقت و حقیقت جزبه علیؓ منتی نمی شود واین را خلافت کبری گویند مختص به علی شد د خلافتِ صغریٰ که خلافت ظاہری بو دا زان ہم شرکت باصحابه و دیگر داشت و چہارم خلیفه بر حق اوبودو انچه ازاجتہادات و حل مشکلات وظاہر شرع ازوے شداز کسے نبودتا عمرؓبسیاربا گفته لو لا علی لهلك عمرؓ آن جز مسائل ظاہر شرع نبود که او حکمے کرو علی اورآتنبہیه کرو و طالب حق فاروق بوو حق را حج بر قول علی دیداز آن رجوع کردو تقبیل بین عینیه کردو گفت لو لا علی لهلك عمروؓ رسول الله گفته انا مدینه العلم و علی بابها و نیز گفته خلقت اناو علی من نور واحد قبل ان یخلق الله آدم باربعة آلاف سنة فماقولنا فی موضع واحد حتی افتر قنا من صلب عبدالمطلب ففی النبوة وفیه الخلافتِ این حدیث رامولینا فخر الدین راز ی از صحح بخاری نقل می کند و ما آن راوروے ند یدیم خلافت باطنی مسلم بدوست باجماع امت و خلافت ظاہری و شرعی ہم باجماع امت بدو مقر راست که آخرین خلیفه برحق او بود وا آخرو امام حسن ششما ہے بودا وسی سال تمام بعلی شدو

قیل به حسن شده که رسول اللّٰه گفته الخلافة بعدی ثلاثون سنة ثم تصیر ملکاً عضوضاً بعد ازین چهار خلفائے راشدین دین براستقامتے که بود نماء زچیزے برہوا رفت الیٰ ان انتهی الامر الی شئی لایمکن المقال منه جز سکوت دیگر چاره نسیت و آن فضلے که علی را حاصل است باختصاص بخلافت باطنی فضل جزی است و گفته اند که این فضل جزی متلزم از فضل کلی است و ترتیب فضل ایشان نیز عند اہل سنت برترتیب خلافت ایشان است اول امیر المومنین ابو بکر رضی اللّٰه عنه و پس امیر المومنین عمر رضی الله عنه پس امیر المومنین عثمان رضی الله عنه پس ازوامیر المومنین علی رضی الله عنه و عنهم اجمعین" **(17)**

مذکورہ بالا عبارت میں سید اکبر حسین چشتی رحمتہ اللہ علیہ نے خلافت کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ (۱) خلافت کبریٰ (۲) خلافت صغریٰ

خلافت کبری حضرت علیؓ کو مختص کی گئی کیونکہ حضرت علیؓ طریقت و حقیقت کے منتہی ہیں اور اب خلافتِ صغری میں دیگر اصحابہ ثلاثہ شامل ہیں۔ مختلف مباحث کرنے کے بعد سید اکبر حسینی چشتی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اب خلافت باطنی کو خلافتِ ظاہری پر فضیلت حاصل ہے۔ اب خلافتِ باطنی حضرت علیؓ کو حاصل ہے۔ لامحالہ حضرت علیؓ ہی کو فضیلت اس اعتبار سے دینی پڑے گی۔

مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری کی خدمت میں گزارش ہے۔ مندرجہ بالا سید اکبر حسینی رحمتہ اللہ علیہ کی عبارت کو بار بار پڑھیں۔

مولوی محمد اشرف سیالوی صاحب کوثر الخیرات میں مولوی محمد اسماعیل کے بعض اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "اگر منصب نبوت ورسالتِ آنحضور اور مرتبہ محبوبیت ومقبولیت، عرش نشینی اور بارگاہ خداوندہ میں ہم نشینی۔

شفاعتِ عظمیٰ اور وزارت کبریٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منبع ولایت اور سرچشمہ کرامت ہونا اسے معلوم ہوتا تو ہرگز نہ کہتا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی شے کے مختار و مالک نہیں۔(18)

نوٹ : مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب سے گزارش ہے۔کہ آپ کا اپنے چشتی بزرگ سید اکبر حسینیؒ کے مذکورہ موقف سے متعلق کیا خیال ہے؟اس سلسلے میں ہمارا خلافت سے متعلق وہی موقف و عندیہ ہے۔جو جمہور اہلسنت کا ہے وہی برحق ہے۔

حوالہ جات

1) ابن عربی، محی الدین، امام، فتوحاتِ مکیہ جلد اول ص604باب نمبر73مطبوعہ مصر،

2) برکت اللہ، مولوی، حافظ، تذکرہ ابن عربی، ص24، مطبوعہ حیدر آباد دکن

3) مخدوم، جلال الدین، جہانیاں، الدر المنظوم ترجمہ ملفوظ المخدوم جلد دوم ص832 مطبوعہ دہلی1309ھ

4) جرجانی، شریف علی، سید، التعریفات، ص227، مطبوعہ علم الکتب بیروت 1987ء، فریدی، محمد احمد بصیر پوری، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص20 نے جرجانی ہی کی عبارت کا اردو ترجمہ کیا ہے

5) حنفی، حیسدر شاہ، سیدِ صمصام قادریہ ص-7-8-9، مطبوعہ، مطبع محمدی بنگلور 1325ھ اس رسالہ کے سرورق پر مندرجہ ذیل الفاظ مرقوم ہیں۔

"الحمد والمنۃ یہ رسالہ متبرکہ بجواب استفتاء مصدق بہ مواہیر علماء کرام اہل سنت بداسیوں و بریلی، جبلپور و بنگلور جس میں غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی فضیلت تمام اولیاء پر اور انکے طریقہ عالیہ کی اولیت وافضلیت دیگر طریق، نقشبندیہ و چشتیہ و سہروردیہ پر مرقوم ہے" اور آخر پر ص33 پر مجدد دین وملت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی اس فتویٰ کی صحت پر تصدیق موجود ہے۔ آپ کے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں۔

"ھذا الجواب صحیح بلاشک" اور دستخط کرنے سے پہلے ھذاالفتوی مطابق لاھل السنۃ کے الفاظ ہیں۔

6) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص287، مطبوعہ بصیر پور اوکاڑہ

7) نقشبندی، محمد سعید، علامہ، مسلک امام ربانی مکتوبات کی روشنی میں

ص365-366-367 مطبوعہ لاہور اس کتاب کے مولف نے مکتوباتِ امامِ ربانی کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ جو کہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔

8) بصیر پوری، محمد احمد، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص151 مطبوعہ بصیر پور اوکاڑہ

9) ماہنامہ نورِ اسلام، حضرت مجدد الف ثانی نمبر ص476-477 ناشر، میاں جمیل احمد شر قپوری علاوہ ازیں دیگر جتنے بھی مکتوباتِ امامِ ربانی کے متراجم موجود ہیں۔ اس سب میں یہ مکتوب موجود ہے۔ میری مولوی محمد احمد بصیر پوری سے گزارش ہے۔ کہ وہ کم از کم اس مکتوب کو جعلی قرار دینے سے قبل میاں جمیل احمد شر قپوری صاحب کو ہمنوا بنا لیتے۔ کیونکہ انہی کے استفسار پر آپ نے یہ کتاب لکھی۔ پھر میاں صاحب نے بھی کمال کر دیا۔ کہ دوسرے سلسلوں پر کیچڑ اچھالنے پر اکسا کر خود نقشبندی سلسلہ کو بھی محفوظ نہ کرا سکے۔ اس پر بصیر پوری کا مکتوب ربانی کا تجزیہ شاہد عادل ہے، کہ انہوں نے یہ بیباکیاں یہاں بھی جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ بصیر پوری کو بزرگوں کی گستاخیوں کے ضمن میں معاف فرمائے۔

10) جرنل، پٹنہ، 69-74۔ ص272 مطبوعہ، خدابخش لائبریری پٹنہ 1992ء

11) ثناء اللہ، قاضی، پانی پتی، تفسیر مظہری، اردو ترجمہ ص315-317، جلد دوم، مطبوعہ کراچی 1977ء

12) حنفی، حیدر شاہ، سید، بحوالہ صمصام قادریہ ص9 مطبوعہ مطبع محمدی بنگلور 1325ھ / اقرا قنار

13) آلوسی، محمود، سید، روح المعانی جلد نمبر 22 ص19 مطبوعہ تہران

14) بریلوی، احمد رضا، امام، ملفوظات حصہ اول ص129-130 مطبوعہ کراچی

15) ندوی، محمد حنیف، مولانا، مطالعہ حدیث ص137، مطبوعہ ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور 1979ء

16) گیسودراز، محمد حسینی، شرح رسالہ قشیریہ ص56-57، مطبوعہ حیدر آباد دکن،

انڈیا1361ھ

17) حسینی، سید اکبر، کتاب العقائد ص58-59، مطبوعہ حیدر آباد دکن انڈیا 1366ھ

18) سیالوی، محمد اشرف، کوثر الخیرات ص404، مطبوعہ لاہور1975ء

باب ششم

بابائے فرید و دیگر اولیاء کا بے ہوش ہونا

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب "حکایت غوث کا تحقیقی جائزہ" میں تحریر کرتے ہیں۔

مشائخ چشت اہلِ بہشت کامل ترین اصحاب صحو تھے۔ (1)

آگے مولوی صاحب موصوف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی بات حضرت سلطان باہوؒ کہہ ہی نہیں سکتے۔ اگر بالفرض انہوں نے کوئی ایسی بات کہی بھی ہو تو عالمِ سکر میں کہی ہو گی۔ جس میں وہ معذور ہیں۔ ورنہ کہاں زہد الانبیاء گنج شکرؒ کی ذاتِ گرامی اور کہاں حضرت سلطان باہوؒ (2)

محولہ بالا اقتباسات میں یہ امر واضح ہوتا ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف کے نزدیک مشائخ چشت عالم سکر و بے ہوشی میں نہیں رہے۔ بلکہ ساری زندگی مقامِ صحو پر فائز رہے۔ اب ہم مولوی صاحب موصوف کے سامنے ملفوظاتِ بابا فریدؒ کی چند باتیں رکھتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ بابا فریدؒ بارہا دفعہ عالمِ سکر میں رہے۔ چنانچہ اسرار الاولیاء ملفوظات بابا فرید الدین گنج شکرؒ میں مندرجہ ذیل صوفیاء کرام کے بے ہوش ہونے کا ذکر موجود ہے۔

1) بہاء الدین کا بے ہوش ہونا (3)

2) بابا فرید کا بے ہوش ہونا (4)

3) بابا فرید کا جذب (5)

علاوہ ازیں جب ان ملفوظات کا مطالعہ کریں تو اس میں جنید بغدادیؒ، امامِ اعظم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تک کا بےہوش ہونا ملتا ہے۔ (6)

میرا مولوی صاحب سے سوال ہے کہ اب اس کو کیا کہیں گے

بختیار کاکیؒ کا استغراق

"پھر جب حضرت نے فرمایا کہ اے درویش جب خواجہ قطب الدین بختیار اوشی اپنے معلومات میں ہوتے تو ذکر حق بہت کرتے چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ شبانہ یوم مصلے پر پڑے رہتے اور انکو اپنے تن بدن کی خبر نہ ہوتی (7)

شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا سکر

"یقیناً ایسی حالت میں 'انتم السکری' کے زمرے میں ہوتے "اب مولوی صاحب اسے کیا کہیں گے۔ اب آپ کی خدمت میں شاہ عبدالقدوس گنگوہی م 945ھ/ 1538ء کی شطحیات پیشِ خدمت ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی چونکہ اکثر سکر و مستی کے عالم میں رہتے تھے۔ ان کی بعض شطحیات کی تفصیلات اس طرح ہیں۔

ایک دفعہ فرمایا 'تو انم کہ عرش رابر فرش زنم' دوسرے موقع پر فرمایا 'خیمہ خودرا دربہشت بردیم 'ایک دن فرمانے لگے چتر شاہی بر سر طفلاں است، اسی طرح ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا، ' وقتیکہ موسیٰ کلیم اللہ باحضرت حق سبحانہ و تعالیٰ تکلم کردہ بود ما نیز بودیم 'ایک روز برخودار مطرب ملتانی نے ایسے سوز سے گایا کہ آپ پر وجد طاری ہو گیا۔ اسی عالم میں فرمایا۔ واللہ ترا عرش دادیم و کرسی و بہشت دادیم' (8)

اب مولوی محمد احمد بصیر پوری کے اس دعویٰ کی تکذیب ہو گئی ہے۔ جس میں موصوف نے کہا کہ مشائخ چشت اصحاب صحو سے تھے۔ جبکہ شیخ عبدالقدوس

گنگوہی صابری چشتی تھے۔ مکمل مستی، جذب وسکر میں رہتے تھے۔

شیخ عبدالقدوسؒ کو جبرائیل کا کتاب پیش کرنا

"لطائف قدسی میں لکھا ہے کہ "حضرت قطب العالم فرماتے ہیں کہ ابتدائے حال میں، میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب میرے سامنے رکھ دی"(9)

جناب مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب اسے کیا کہیں گے

حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ پر غلبہ استغراق

"ایک دفعہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہ پر مراقبہ ہوا اس کے دوران جلوہ جمالِ الٰہی نے اس قدر غلبہ کیا کہ یہ متابعت دم مقیم مسافر آپؒ کا سانس بھی منقطع ہو گیا۔ اور آپ سترہ دن تک بے حس وحرکت پڑے رہے" (10)

سکر کی حالت میں آپ یقیناً صوم وصلوۃ سے محروم رہے۔ پھر مولوی صاحب اسے کس نام سے یاد فرمائیں گے۔

طبلے کی تال پر حضرت شیخ نصیر الدینؒ کا رقص فرمانا

روایت ہے کہ ایک دن خانقاہ میں حضرت شیخ نصیر الدین قدس سرہ کو اس شعر پر وجد آگیا

؎ جفابر عاشقاں گفتی نخواہم کرد کردی — قلم بر بے دلاں گفتی نخواہم راندراندی

ترجمہ: اے محبوب تو نے وعدہ کیا تھا کہ عاشقوں پر ظلم نہیں کروں گا۔ لیکن ظلم کیا۔ تو نے وعدہ کیا تھا کہ عاشقوں کو خوار نہیں کروں گا لیکن خوار کیا۔

مولانا مغیث نے ایک رسالہ لکھااور اس مجلس کا پوراذکر اس رسالہ میں درج کیا ان کا مقصد یہ تھاکہ یہ شعر حقیقت پر ہر گز محمول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ظلم وستم سے متعلق خدا تعالیٰ کا شکوہ کرنا کفر ہے۔اس قسم کی چیز لکھ کر وہ اس رسالے کو مولانا معین الدین عمرانی کے پاس لے گئے۔انہوں نے رسالہ لیکر حضرت شیخ کے پاس بھیج دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت اقدس نے مولانا معین الدین کو طلب فرمایا۔ اور کچھ نہ کہا۔ دردستار دیکر واپس بھیج دیا۔ دوسرے دن محفلِ سماع منعقد ہوئی۔ حضرت شیخ نصیر الدین کو اس رباعی پر وجد آگیا۔اور کھڑے ہو کر 'رقص' فرمایا۔

ماطبل مغانہ دوش بےباک زدیم عالی علمش بر سر افلاک زدیم
ازبہر یکے مغبچہ ے خوارہ صدبار کلاہ توبہ بر خاک زدیم

ترجمہ : گذشتہ رات ہم نے خوب بےباکانہ طریق پر سرود سنا۔اس کا جھنڈا آسمان پر گاڑھ دیا۔ایک ترک نازنین کی خاطر ہم نے سوبار توبہ کی اور سوبار توڑ کر اسے خاک میں ملایا۔

بہت ذوق وشوق اور اضطراب کے بعد حضرت اقدس چھت پر تشریف لے گئے۔اور مولانا مغیث کو طلب فرمایا۔جب مولانا مغیث کو لوگوں نے لاکر حضرت اقدس کے سامنے کھڑا کیا تو آپ نے فرمایا۔ہاں مولانا تم نے یہ کیا جہالت کی بات کی ہے" **(11)**

مولانا بصیر پوری صاحب حضرت شیخ کا فعل از روئے شرع درست ہے یا کہ نہیں؟ کیونکہ جناب شمس الفقہاء کا لقب خود ہی لگاتے ہیں اگر کوئی تاویل ہے تو بتائیں۔ نہیں ہے۔ تو سکر کا چشتی احباب کیلئے اقرار کریں۔

شاہ کلیم اللہ چشتی نظامی کی سلسلہ قادریہ سے عقیدت

سلسلہ چشتیہ کے مورخ "تاریخِ مشائخ چشت" میں حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کی روحانی خدمات کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

"شاہ کلیم اللہ دہلویؒ اپنے معاصرین میں ایک امتیازی شان رکھتے تھے۔ علم، بصیرت، تقدس اور تجربہ نے ملکر ان کی شخصیت کا وقار کچھ اس طرح بڑھادیا تھا کہ دہلی کے روحانی حلقوں میں ہی نہیں بلکہ دور دور عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ انہوں نے نہ صرف تصوف کے بنیادی افکار و نظریات کو پوری وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ بلکہ ایک زبردست خدمت یہ بھی انجام دی کہ چشتیہ سلسلہ کے اعمال واشغال کو ایک مکمل ضابطہ کی شکل دے دی" (12)

اپنے بیٹوں کا سلسلہ قادریہ میں بیعت کرنا

تکملہ سیر الاولیاء میں لکھا ہے

"از زبان حق ترجمان حضرت غریب پرور شخے شنیدہ و مطابق آں در خلاصۃ الفوائد نیز دیدہ کہ حضرت قطب جہاں آبادی شیخ کلیم اللہ رضی اللہ عنہ ہمہ فرزنداں خودرا دریں سلسلہ قادریہ بیعت فرمودہ بودندوی فرمودند کہ سلسلہ چشتیہ بہشتیہ پر از ناحات شاقہ است و دامن حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فراخ است وباعثِ پوشیدگی وہر کس دراں گنجائش میدارد" (13)

ترجمہ: حضرت غریب پرور (خواجہ محمد عاقل چشتیؒ کا لقب ہے آپ خواجہ نور محمد مہارویؒ کے ممتاز ترین خلفاء میں سے ہیں) کی زبان حق ترجمان سے ایک شخص نے سنا ہے اور اسکی تائید خلاصۃ الفوائد سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت قطب شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے اپنے سب بیٹوں کو سلسلہ قادریہ میں بیعت کیا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ سلسلہ چشتیہ میں بہت محنتِ شاقہ

ہے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دامن بہت فراخ اور باعث پوشیدگی ہے۔ اس میں ہر شخص کے لیے گنجائش ہے"

حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی چشتی نظامیؒ کا ارشادِ گرامی و فعل قادری سلسلہ کے علوِ مرتبت پر دلیل ہے۔ آپ کے فرمانِ عالیہ سے یہ امر اخذ ہوتا ہے۔ جس مقام پر چشتی احباب محنتِ شاقہ کے ذریعے پہنچتے ہیں۔ قادریہ سلسلہ میں بیعت کرنے ہی سے سالک اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ یہ قادری سلسلہ کی فراخ دلی ہے۔ کہ اس میں ہر شخص داخل ہو سکتا ہے۔ اور اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ یہ تمام تر فضیلت حضور غوث پاکؒ کی وجہ سے ہے حضرت میاں محمد بخشؒ نے کیا خوب فرمایا۔

؎ پردہ پوشی کم فقردا میں طالب فقراواں
عیب کسے دے پھول نہ سکاں ہر اک تھیں شرماداں **(14)**

جب کہ چشتی سلسلے میں پردہ پوشی نہیں ہے اور دامن اتنا فراخ و کھلا نہیں۔ نہ ہی اس میں ہر شخص داخل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں محنت ہے جبکہ سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے آدمی باقی معاملاتِ شرعیہ کو ملحوظ خاطر رکھے تو اسے مقام بغیر محنت کے مل جاتا ہے۔

خرقہ فقر پردہ پوشی کا نام ہے جو کہ قادری سلسلے کو حاصل ہے

چنانچہ مولوی محمد احمد بصیر پوری اپنی کتاب 'خرقہ معراجیہ' سے متعلق لکھتے ہیں۔

"شب معراج سرکارِ دوعالم ﷺ کو ایک خصوصی خرقہ فقر بارگاہ رب العزت جل وعلا سے عنایت ہوا۔ سرکارِ دوعالم ﷺ نے صحابہ کو بلایا فرمایا، مجھے ایک خرقہ ملا ہے اور حکم ہے کہ وہ خرقہ کسی ایک شخص کو دے دوں۔ میں اپنے دوستوں سے ایک بات پوچھوں گا دیکھتا ہوں کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں مجھے حکم ہوا ہے جو شخص وہ خاص جواب دے۔ اسے یہ خرقہ دے دو رخِ انور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف گیا۔ اگر یہ خرقہ تجھے دوں تو تو کیا کرے گا؟

حضرت ابو بکرؓ نے کہا میں صدق سے کام لوں گا اور اطاعت خداوندی کرونگا۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر یہ خرقہ تجھے دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ نے عرض کی عدل وانصاف کرونگا۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر یہ خرقہ تجھے دے دوں تو تو کیا کرے گا آپ نے عرض کی راہ خدا میں مال خرچ کرونگا اور سخاوت سے کام لوں گا اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر تجھے یہ خرقہ دے دوں تو تو کیا کرے گا۔ آپ نے عرض کی میں پردہ پوشی کروں گا۔ بندگانِ خدا کے عیب چھپاؤں گا۔ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ لو یہ خرقہ تجھے دیتا ہوں مجھے یہی حکم تھا۔ جو شخص یہ جواب دے اسے یہ خرقہ دے دوں" (15)

مولوی محمد احمد بصیر پوری کے خرقہ معراجیہ کی بحث سے یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ خرقہ فقر بنیادی طور پر پردہ پوشی کا نام ہے۔ اور بقول حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی قادری سلسلہ فراخ اور باعث پوشیدگی یعنی پردہ پوشی کا باعث ہے۔ فراخ میں وسیع القلبی ہوتی ہے اور جب قلب میں وسعت آجائے تو پردہ پوشی کا سلیقہ آتا ہے۔ گویا کہ قادری سلسلہ میں تنگی نہیں ہر کسی کے لیے اس میں گنجائش ہے یہی فراخ دلی، پردہ پوشی حقیقتِ فقر ہے۔ اسی وجہ سے قادری سلسلہ باقی سلاسل سے بلند ہے۔

حافظ جمال اللہ ملتانی کے لباس میں قادری سلسلے کی جھلک

آپؒ حضرت شیخ نور محمد مہارویؒ کے مریدین میں سے ہیں۔ سلسلہ چشتیہ میں ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

"تاریخ مشائخ چشت" کے مولف نے تحریر کیا ہے۔

'حافظ صاحب اچھا لباس پہنتے تھے۔ تہہ بند کم باندھتے تھے اکثر پاجامہ پہنتے تھے کلاہ قادری اڑھتے تھے' (16)

مولف نے فٹ نوٹ پر کلاہ قادری کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا۔ کہ اسکو کلاہ چہار ترکی بھی کہتے ہیں اور اپنے مآخذ میں مناقب المحبوبین کا نام بتایا ہے۔

حافظ جمال اللہ ملتانی چشتیؒ کا کلاہ قادری اڑھنا، قادری سلسلہ سے صحبت کی دلیل ہے۔ معنی یہ نکلے کہ بزرگانِ چشتی رحمۃ اللہ علیہم تمام سلاسلِ تصوف سے محبت رکھتے تھے۔ مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کو اپنے بزرگوں کے اس فعل سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ ان کے تتبع میں کلاہ قادری اوڑھ کر اپنی گستاخانہ تحریرات سے توبہ کریں۔

قادری درویش بابا فریدؒ کے مزار پر

حضرت بہاول شیر قلندر (م973ھ 1565ء) حضور غوث پاکؒ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کا مزار حجرہ شاہ مقیم میں مرجع خلائق ہے۔ تذکرہ مقیمی میں ہے کہ آپ حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کے مزار اقدس پر تشریف لے گئے۔ ان کے روحانی حجاب کو ختم کیا۔ چنانچہ مرقوم ہے۔

"اکثر ثقات نقل کردہ اند کہ زمانہ شیخ فرید الدین شکر گنج رحمتہ اللہ

علیه که درپتن مدفن آنست سابق از زمانه ایشاں بود ہنگامے که آنجناب در انجاورود فرمودند بر قبرش زوردکوب نمود ند وچادرے که براں قبر بود پاره کر دند مجاوراں ازیں معاینه خیال دیگر بخاطر کردند میخوا مستند که زبان منع کشایند که خلیفه ازانجا که صاحب معنی بود شیخ را رحمته الله علیه معاینه کرد که میگفت بر شما واضح بر زنہا متعرض احوالش نه شوید که ایشاں دریں زود کوب بکنارمن اندوازمن تابارگاه الہی جل شانه یك حجات مانده بود متخبریق ایں غلاف قبرم آں پرده ازمیاں منکشف گشت" (17)

"ایک مرتبہ پاکپتن بابافرید شکر گنج کے مزار پر گئے جاتے ہی ایک چوبدستہ سے جو ہاتھ میں تھی اس سے قبر کو مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ اوپر کا غلاف پارہ پارہ ہو گیا۔ مجاورانِ درگاہ طیش میں آئے خلیفہ (سجادہ نشین) دربار مردِ کامل اور اہل باطن تھے۔ ان کو شیخ فرید شکر گنج نے روحانی القا سے فرمایا کوئی شخص حضرت بہاول شیر پر اس حرکت سے اعتراض نہ کرے۔ ہماری روحانی ترقی میں ایک حجاب باقی تھا۔ اس حجات کے اٹھا دینے کے واسطے بہاول شیر قلندر مامور تھے۔ حجاب دور ہو گیا(18)

ہم مذکورہ بالا عبارات سے کوئی نتیجہ نہیں نکالتے۔ بلکہ یہ قارئین کرام کے لیے چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ یہ صوفیہ کرام کے اپنے روحانی معاملات ہیں۔

مدح محبوبِ سبحانی کا مخطوطہ

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کے نزدیک حضرت بختیار کاکیؒ نے جو حضور غوث الاعظم کی مدح سرائی میں مناقب لکھتے ہیں وہ جعلی ہیں(19)

جب کہ اصولِ تحقیق کے مطابق موصوف کو غلط ثابت کرنے کے لیے دلائل پیش کرنے چاہیے تھے مگر اس سے تہی دامن رہے۔ جو کہ انکی فطرتِ ثانیہ

ہے۔ مولوی صاحب موصوف کو معلوم ہونا چاہیے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے حضرت محبوبِ سبحانی حضور غوث الثقلین کی مدح میں جو قصیدہ لکھے۔ اس کا مخطوطہ موجود ہے۔ تحقیق میں مخطوطے کی اہمیت ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی حیثیت (Primery Sources یعنی بنیادی مآخذ کی ہوتی ہے۔ جب کسی کلام کا بنیادی مآخذ مل جائے۔ تو اہلِ تحقیق اسے درست مانتے ہیں۔

"چنانچہ ڈاکٹر سید محی الدین زور صاحب نے تذکرہ مخطوطاتِ عربی، فارسی اور اردو جلد دوم ص 49 مطبوعہ بیورونئی دہلی میں حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے ایک قصیدہ کا ذکر کیا ہے۔ جس کا نام قصیدہ در مدح محبوبِ سبحانیؒ اور اس کے صفحات 43 ہیں" (20)

اس مخطوطہ کے انکشاف کے بعد یہ بات پکی ہو گئی کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے حضور غوث پاکؒ کی بارگاہ میں جو نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔ وہ واقعی آپ کا کلام ہے۔ اگر مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کے پاس اصولِ تحقیق کی روشنی میں کوئی دلیل ہے۔ تو وہ پیش کریں۔

حضرت علاؤالدین صابر شاعر تھے

مولوی محمد احمد بصیر پوری اپنی کتاب حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علاؤالدین صابر مجذوب تھے۔ نہ وہ شاعر تھے نہ ہی انہوں نے کوئی کتاب لکھی۔ (21)

ہمارے نزدیک مولوی صاحب موصوف کی یہ بات بھی غلط ہے وہ اس لیے کہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے مستند مورخ جناب ڈاکٹر ظہور الحسن شارب سجادہ نشین حضرت مخدوم سماء الدین سہروردیؒ صاحب حضرت علاؤالدین صابر کلیریؒ سے

متعلق لکھتے ہیں۔

"آپ کی تعلیم و تربیت حضرت بابا فرید الدین شکر گنج کی نگرانی میں ہوئی۔ عربی، فارسی کے علاوہ آپ نے فقہ، حدیث تفسیر، منطق، معانی وغیرہ میں دستگاہ حاصل کی" آپ کو شعر و شاعری کا شوق تھا، فارسی میں آپ کا تخلص "احمد" ہندی میں آپ کا تخلص کہیں 'صابر' اور کہیں 'علاء الدین' ہے" (22)

اب میری مولوی صاحب موصوف سے گزارش ہے کہ حضرت صابر کلیری سلسلہ کی کتابوں اور تاریخ کے حوالے سے شاعر تھے۔ جو شعر لوگوں نے دیئے ہیں وہ آپ ہی کے ہیں۔

حوالہ جات

1) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص29، مطبوعہ اوکاڑہ

2) ایضاً ص310

3) اسحٰق، بدر، حضرت، اسرار الاولیاء مترجم پروفیسر محمد معین الدین دائی ص 131 مطبوعہ کراچی 1971ء

4) ایضاً ص225

5) ایضاً ص49

6) علاوہ ازیں اسی اسرار الاولیاء کے صفحات 135,155,224 اور 130 کا مطالعہ کریں تو آپ کو یہی مقام سکر ہی ملے گا۔

7) ایضاً ص81

8) قدوسی، اعجاز الحق، شیخ عبد القدوس گنگوہی اور انکی تعلیمات ص320 تا 330 مطبوعہ کراچی 1961ء

9) قدوسی، محمد اکرم شیخ، اقتباس الانوار، اردو ترجمہ، واحد بخش سیال، ص628 مطبوعہ لاہور 1993ء

10) ایضاً۔ ص376

11) ایضاً۔ ص485

12) نظامی، خلیق احمد پروفیسر، تاریخ مشائخ چشت جلد پنجم، ص133 مطبوعہ ادارہ ادبیات دلی 1984ء

13) احمد پوری، گل محمد، خواجہ، تکملہ سیر الاولیاء قلمی، ص51، بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص142، مطبوعہ دلی 1984ء

14) محمد بخش، میاں، عارف کھڑی، سیف الملوک ص29، مطبوعہ مظفر آباد آزاد کشمیر

15) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص243،
مطبوعہ اوکاڑہ

16) نظامی، خلیق احمد، پروفیسر، تاریخ مشائخ چشت جلد پنجم ص
324، مطبوعہ ادارہ ادبیات دلی1984ء

17) محمد بخش، میاں، عارفِ کھڑی، تذکرہ مقیمی قلمی، ص12-13، نسخہ گنج بخش
کتاب خانہ اسلام آباد

18) قادری، محمد، ملک، بوستان قلندری، ص12، مطبوعہ مکتبہ نسیم جہلم1985ء

19) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حیات قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ، ص172،
مطبوعہ اوکاڑہ

20) زور، محی الدین، سید، تذکرہ مخطوطات فارسی، عربی، اردو، جلد دوم ص165،
مطبوعہ نئی دہلی انڈیا

21) بصیر پوری، محمد احمد، مولوی، حکایتِ قدم غوث کا تحقیقی جائزہ ص166، مطبوعہ
اوکاڑہ

22) شارب، ظہور الحسن، ڈاکٹر، تذکرہ اولیائے پاک وہند ص80 مطبوعہ، حامد اینڈ
کمپنی لاہور

باب هفتم

قصیدہ غوثیہ کے تراجم وشروح

قصیدہ غوثیہ دراصل شرابِ ذوق ہے اور اسی شرابِ ذوق سے متعلق صاحب سیرِ محمدیؒ لکھتے ہیں۔

وسکر محبت بمنزلہ غفلت وحیرت است۔ در مستی خمر واز خوردن شراب مقصود نہ مستی است بلکہ مقصود انس است نشاط وذوق است وانبیاء را انس وذوق بلکہ نشاط دائم حاصل است وہ از مستی معصوم اند کرامۃً من اللہ بعض اولیاء محفوظ اندر ور جہت درجہ ایشاں بالا از مرتبہ سکر (۱)

یعنی محبت کا نشہ بمنزلہ غفلت وحیرت کے ہے۔ جیسے کہ شراب کے نشہ میں حالت ہوتی ہے شراب پینے سے مقصود مستی نہیں بلکہ مقصود انس و نشاط وذوق ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو ذوق بلکہ مسرت دائمی حاصل ہوتی ہے اور وہ مستی سے معصوم ہیں۔ انہیں اللہ کی جانب سے شرف بزرگی عطا کی گئی ہے بعض اولیاء اللہ بھی معصیت سے محفوظ ہیں۔(2)

چنانچہ مشہور ولی اللہ حضرت محمد فاضل الدین قادری بٹالوی (م1151ھ 1738ء) نے قصیدہ غوثیہ کی شرح میں لکھا ہے۔

قصیدہ غوثیہ کلام صحو ہے۔اس میں سکر کا شائبہ تک نہیں (3)

فاضل بریلوی امام احمد رضا خان بریلوی (م1340ھ 1921ء) نے حسب ذیل الفاظ میں قصیدہ غوثیہ سے متعلق اظہار کیا ہے۔

رب عزوجل نے حضور غوث الاعظم کو شطحیات سکر سے محفوظ رکھا اور حضور کے اقوال وافعال واحوال سب کو احیائے ملت واقتضائے سنت کا مرتبہ شاہد نہیں تھے جب تک بلوائے نہ جائیں۔اور نہیں کرتے جب تک اذن نہ پائیں(4)

محولہ بالہ فاضلِ بریلویؒ کے فرمانِ عالیہ پر مولوی محمد احمد بصیرپوری صاحب سے گزارش ہے کہ غور و فکر کریں۔ کہنا اور کہلوانا اور اذن یہ تینوں اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے استعمال شدہ الفاظ امر الٰہی پر دلیل ہیں۔ چنانچہ آپ حدائقِ بخشش میں حضور غوث الثقلین کو ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سُکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا (5)

مولوی محمد حسین چشتی اور سید عبدالمعبود اپنی فارسی و اردو شرح قصیدہ غوثیہ میں لکھتے ہیں۔

"جو اس قصیدہ مبارک کو تفاخر اور شطحیات کہے وہ مخالفِ خدا اور رسول ﷺ ہے۔ (6)

قصیدہ غوثیہ کلامِ صحو ہے

قصیدہ غوثیہ میں حضور غوث الثقلینؒ کا ارشاد گرامی ہے۔

ومنها شهور او دهور تمرو تنقضى الا اتالى

مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلاشک وہ میرے پاس سے ہو کر گزرتے ہیں۔ (7)

مشہور زمانہ چشتی درویش خواجہ شمس الدین سیالوی (م1300ھ / 1883ء) فرماتے ہیں۔

فرمایا۔ ہر مہینے کا نیا چاند حضرت محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور کہتا کہ اس ماہ میرے دوران گردش میں اس قدر سردی ،بارش ،بیماری وغیرہ پیدا ہوگی۔ بندہ نے عرض کیا۔ کہ کیا چاند کی شکل و صورت انسانوں جیسی ہے ؟ فرمایا جب کا

ملان حق کو فنا میں کمال کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے تو تمام اشیاء ایک معینہ صورت میں ان کے سامنے آجاتی ہیں۔(8)

چنانچہ حضور غوث پاک کی کرامات کے باب میں یہ امر موجود ہے۔کہ مہینے مختلف انسانی صورت میں آکر اپنے بارے میں آگاہ کرتے چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت سیف الدین عبدالوہابؒ نے فرمایا۔

کہ کوئی مہینہ ایسانہ تھا۔کہ وہ اپنے آنے سے پہلے آپ کے پاس نہ آیا ہو۔پھر اگر خدا نے اس میں برائی اور سختی رکھی ہوتی تو وہ بُری شکل میں آتا اور اگر بھلائی اور سلامتی رکھی ہو تو اچھی شکل میں آتا(9)

محولہ بالا بحث سے یہ امر واضح ہو گیا کہ آپ نے یہ کلام مقامِ سُکر میں نہیں کہا تھا۔بلکہ مقامِ صحو میں ارشاد فرمایا۔اور عملاً بھی یہ امر آپ کو حاصل تھا۔ اس پر خواجہ پیر سیالؒ کی گواہی کافی ہے۔

علاوہ ازیں ہمارے نزدیک یہ آپ کا مقام ازلی ہے۔اس پر مشہور واقعہ دلیل ہے کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے شیر خوارگی میں بھی روزہ رکھا۔ آپؒ کا روزہ رکھنا۔اس امر کی دلیل ہے۔کہ سورج و چاند آپ سے اجازت لیتے تھے۔ جبھی آپؒ کو اللہ کی عطا سے یہ معلوم تھا۔چاند اور سورج کس وقت طلوع غروب ہو گا۔

کسی اہل دل نے اسی واقعہ سے متاثر ہو کر حسبِ ذیل شعر کہا ہے۔

غوثِ اعظم متقی ہر آن میں چھوڑا اماں کا دودھ بھی رمضان میں

تراجم وشارحین کی تفصیلات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ نے ' الذمة القمرية فی الذب عن الخمرية ' میں تحریر کیا ہے۔

' سرکارِ عالم مدار قادریت کی طرف قصیدہ لامیہ احمریہ غوثیہ کی نسبت بیشک استفاضہ و شہرت رکھتی ہے۔ مدت سے مشائخ اس کا وظیفہ کرتے اور اجازتیں دیتے اور ہزاروں خاص و عام اسی نسبت جلیلہ سے اس کا نام لیتے ہیں '(10)

عظیم علماء و صوفیائے عظام نے قصیدہ غوثیہ کی شرحیں لکھی ہیں۔ جن کی تفصیلات حسبِ ذیل ہیں۔

میری معلومات کے مطابق قصیدہ غوثیہ کی کچھ شروح مختلف کتاب خانوں میں موجود ہیں۔ جرنل 69-74 مطبوعہ خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ انڈیا (1992ء) نے مزید فارسی و عربی مخطوطات کی شروح و تراجم کا ذکر کیا ہے۔ جس کے اسماء حسبِ ذیل ہیں۔

1- شرح قصیدہ غوثیہ از۔ غلام محی الدین

2- شرح قصیدہ غوثیہ از۔ داؤد بن خلیفہ فتح محمد

3- شرح قصیدہ غوثیہ از۔ ولی محمد ملوک شاہ

4- شرح قصیدہ غوثیہ ابراہیم بن بدھ (11)

اور اسی جرنل میں ' پاکستان میں تصوف کے مخطوطات ' کے عنوان اور احمد منزوی کے حوالے سے مزید فارسی مخطوطات کی شروح و تراجم کے بارے میں مندرجہ ذیل معلومات فراہم کی ہیں۔

1- شرح قصیدہ خمریہ غوثیہ از۔ محمود بن الابہ شیرازی
2- شرح قصیدہ خمریہ غوثیہ از۔ محمد اکمل
3- شرح قصیدہ خمریہ غوثیہ از۔ محمد عالم حنفی
4- شرح قصیدہ خمریہ غوثیہ از۔ حافظ محمد جمال اللہ چشتی ملتانی

علاوہ ازیں چار ان تراجم و شروح کا بھی ذکر کیا ہے جن کے مترجم و شارحین کے نام معلوم نہیں(12)

بہ زبانِ اردو قصیدہ غوثیہ کی شروح و تراجم کی بھی نشاندہی ہوتی ہے۔

1- مخزنِ الاسرار الالهیه شرح قصیده الغوثیه' از۔ مولوی محمد حسین چشتی 'سید عبدالمعبود (فارسی اردو)(13)
2- شرح قصیدہ غوثیہ از۔ مولانا ابو البیان محمد داؤد فاروقی نقشبندی(14)
3- شرح صغیر قصیدہ غوثیہ از۔ علامہ عنصر صابری چشتی (15)
4- ترجمہ قصیدہ غوثیہ از۔ سید زیب الدین ہاشمی(16)
5- ترجمہ قصیدہ غوثیہ از۔ طالب ہاشمی(17)

پنجابی زبان میں تراجم و شروح کی تفصیلات

1- ترجمہ قصیدہ غوثیہ۔ از حیدر شاہ آقا ہوشیار پوری
2- شرح قصیدہ غوثیہ۔ از مولوی غلام رسولؒ
3- شرح قصیدہ غوثیہ۔ از مولوی نظام الدینؒ قادری وزیر آباد (18)
4- شرح قصیدہ غوثیہ۔ از یار محمد
5- شرح قصیدہ غوثیہ۔ از حافظ شمس الدین ملتانیؒ

ان کے علاوہ پنجابی کتابیات کے مولف نے ایک نا معلوم شرح کا بھی ذکر کیا ہے۔

6- ترجمہ قصیدہ غوثیہ از سید ابو لکمال برق نوشاہیؒ (19)

علامہ محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ نے علامہ عبدالمالک کھوڑوی کی عمدہ و قابل قدر شرح بنام 'الجواہر المضیہ فی شرح القصیدہ غوثیہ' کے تحقیقی مقدمہ میں کافی مشاہیر علماء کے تراجم و شروح کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں پانچ شروح کے شارحین کے اسماء گرامی نامعلوم ہیں۔باقی کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1- علامہ شیخ فضل اللہ روزبہانؒ مصنف سلک الملوک (م927ھ)

2- مولانا محمد فاضل کلانویؒ سالِ تصنیف (1108ھ)

3- حافظ رانجھا برخوردارؒ ترجمہ پنجابی

4- حضرت ابو الفرح فاضل الدین بٹالویؒ شارح (1151ھ)

5- فخر المحدثین سید شاہ محمد غوث قادریؒ (1152ھ)

6- محمد بن ملا کبیر محمد شیرازیؒ شارح نوشتہ (1299ھ)

7- مولانا غلام رسولؒ ساکن ٹانڈا ضلع ہوشیار پور شارح

8- امام احمد رضا بریلویؒ 'مترجم' شارح' فارسی نظم

9- سید ظہیر الدین عرف سید محمدؒ نبیرہ شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ

10- مولانا خواجہ احمد حسین امروہویؒ شارح (م1361ھ) خلیفہ امام احمد رضا بریلویؒ

11- مولانا محمد نظام الدین ملتانی شارح

12- مولانا وکیل احمد سکندری اردو شارح

13- حاجی شمس الدین شائق عرف شمس الہند صوفی 1936ء

14- علامہ عبدالمالک کھوڑوی (م1360ھ)(20)

مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کی خدمت میں

آپ نے چونکہ 'حکایت قدم غوث کا تحقیقی جائزہ' پر دیباچہ لکھ کر اس موقف کی تائید کی۔ اس اعتبار سے مخاطب ہو گئے ہیں۔ اب آپ کی خدمت میں چند معروضات ہیں۔ یقیناً اس کا شافی جواب مرحمت فرما کر مشکور فرمائیں گے۔

آپ نے شواہد الحق مصنفہ امام یوسف نبہانی (م1350ھ / 1932ء) کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس میں غنیۃ الطالبین کے ضمن میں اپنی تحقیق پیش کرتے ہوئے حسب ذیل موقف اختیار فرمایا ہے۔

'اقوال غنیۃ الطالبین اگرچہ حضور غوث الاعظمؒ کی طرف منسوب ہے۔ لیکن یہ نسبت درست نہیں' (21)

توضیح البیان کے مصنف نے بھی غنیۃ الطالبین کے آنجناب کی تصنیف نہ ہونے کی مندرجہ ذیل وجہ بیان کی ہے۔

'علاوہ ازیں غنیۃ الطالبین میں بعض حنفیہ کو فرقہ مرجئہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (22)

جب کہ آپ ہی کے سلسلہ کے عظیم روحانی بزرگ حضرت فخر الحسن رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق اس کے برعکس ہے۔ بلاشبہ حضرت فخر الحسن رحمۃ اللہ علیہ ماہر شریعت و طریقت تھے۔ آپ کی محد ثانہ کاوش بنام 'فخر الحسن' کو محدثین نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ چنانچہ تاریخ چشت میں آپ کی جملہ تصانیف پر تبصرہ کرتے ہوئے غنیۃ الطالبین کے بارے میں حسب ذیل الفاظ دیئے ہیں۔

'رسالہ مرجیہ (23) حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے ایک بیان کی تشریح میں لکھا ہے شیخ جیلانیؒ نے حنفیہ کو فرقہ مرجیہ میں شمار کیا ہے۔ بعض

لوگوں کا خیال تھا۔ کہ یہ شیخ جیلانیؒ کا کلام نہیں ہے۔ بلکہ ملحقات سے ہے۔ شاہ فخر الدینؒ نے اس پر بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ یہ کلام 'حضرتؒ' ہی کا ہے۔ لیکن اس جملہ سے ان کا اصلی مقصد وہ نہیں جو عام طور پر سمجھا گیا ہے' (24)

محولہ بالا تحریر سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ حضرت فخر الحسن رحمۃ اللہ علیہؒ غنیۃ الطالبین کو حضور غوث پاک ہی کی تصنیف مانتے تھے۔ اس اعتبار سے آپ نے اپنے بزرگوں کی تحقیق کے برعکس مؤقف اختیار کیا ہے۔ کہ اب آپ سے سوال ہے۔ کہ حضرت فخر الحسن چشتی نظامی رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق درست ہے۔ یا آپکی؟

راقم الحروف کی تحقیق

موجودہ تحقیق جو اس ضمن میں ملی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ غنیۃ الطالبین حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ میرے سامنے غنیۃ الطالبین کا وہ نسخہ ہے۔ جو تین جلدوں پر مشتمل بغداد شریف سے شائع ہوا ہے۔ اُس کے مرتب " فرج توفیق الوحید " ہیں۔ مرتب نے مختلف غنیۃ الطالبین کے مخطوطوں کو سامنے رکھ کر پوری چھان بین کر کے اسے شائع کیا ہے۔ بالخصوص مرتب کے سامنے مختلف زمانوں کے غنیۃ الطالبین کے مخطوطات ہیں۔ لیکن آپ نے اس نسخہ کو جو (669ھ) میں تحریر کیا گیا ہے اور مکتبہ قادریہ بغداد شریف رقم (1677) کے تحت ہے۔ ترجیح دی ہے۔

غنیۃ الطالبین کے اس نسخہ کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہوتا ہے۔ کہ حنفیہ لفظ الحاقی ہے۔ کتاب العقائد میں جہاں مرجیہ کے بارہ فرقوں کا ذکر کیا گیا

ہے۔وہاں ان بارہ فرقوں میں حنفیہ کا نام نہیں۔ چنانچہ اصل عبارت غنیۃ الطالبین کی حسبِ ذیل ہے۔

(فصل)(د) واماالمرجیہ ففرقھااثنا عشرۃ فرقہ

(1)الجھمیۃ (2)والصالحیۃ (3)والشمریۃ(4)والیونسیۃ(5)والیونانیۃ

(6)والنجاریۃ(7)والغیلانیۃ(8)والغسانیۃ(9)والشبیبیۃ

(10)والمعاذیۃ(11)والمریسیہ،(12)والکرامیہ۔(25)

مذکورہ بالا غنیۃ الطالبین کے اقتباس سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔ کہ حنفیہ کا نام الحاقی ہے۔ پھر اس دور میں ابن الجوزیؒ (م 597ھ) موجود تھا۔ اس کی تصنیف تلبیسِ ابلیس میں بھی مرجئہ کے بارہ فرقوں کی بحث موجود ہے۔ اس میں بھی حنفیہ کا نام نہیں ہے۔ میرے پاس ایک رسالہ تذکرۃ المذاہب ہے۔ جس میں تہتر اسلامی فرقوں کی بحث ہے۔ اور ان کو وہاں منقوصیۃ کہا گیا ہے۔ (26)

اس رسالہ کے مرتب نے ہر فرقے کی الگ الگ بحث کی ہے۔ اس میں ایک مکمل فصل میں مرجئہ کے بارہ فرقوں کی تفصیلات بتائی ہیں۔ اس میں بھی حنفیہ نام موجود نہیں۔ بلکہ غسانیہ کا نام موجود ہے۔ یہ الگ بحث ہے۔ کہ غسانیہ کون ہیں؟ چنانچہ علامہ عبدالکریم شہرستانیؒ نے کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے۔

کہ غسانیہ حنفیوں کے بعض امور سے متفق تھے۔ (27) ہماری بحث کا ماحصل یہ نکلا کہ اصل غسانیہ کا لفظ ہے حنفیہ کا لفظ بعد ازاں غسانیہ کو ہٹا کر لکھ دیا گیا۔ تاکہ حنفیہ کو بدنام کیا جائے۔ جبکہ بقول علامہ عبدالریم شہرمستانی کے یہ فرقہ

بعض امور میں حنفیہ سے اپنے آپ کو ملانے کا دعویدار تھا۔ جبکہ حنفیہ نے کہیں بھی اسے اپنے آپ میں شامل نہیں کیا۔ بلکہ حنفیہ کا ان کے عقائد سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔

حوالہ جات

1- سامانی' محمد علی' شاہ' سیر محمدی ص 145' مطبوعہ' گلبرگہ شریف' حیدر آباد دکن 1347ھ۔

2- حنفی' نذیر احمد' سید' تحفہ احمدی ترجمہ سیر محمدی' ص145' مطبوعہ گلبرگہ شریف حیدر آباد دکن 1347ھ۔

3- بٹالوی' محمد فاضل الدین' حضرت' بیان الاسرار بحوالہ شرح قصیدہ غوثیہ' از' علامہ عبدالمالک کھوڑوی ص 27 مطبوعہ لاہور۔

4- بریلوی' احمد رضا' امام' الزمزمۃ القمریہ فی الذب عن الخمریۃ یعنی قصیدہ خمریہ (غوثیہ) کے دفاع میں قمری ترانہ ص25' بحوالہ شرح قصیدہ غوثیہ عبدالمالک کھوڑوی ص 27 مطبوعہ لاہور۔

5- بریلوی' احمد رضا' امام حدائق بخشش ص20 مطبوعہ لاہور۔

6- چشتی' محمد حسین' مولوی' حاجی سید عبدالمعبود' مخزن الاسرار الالہیہ شرح قصیدہ الغوثیہ ص4 مطبوعہ گجرات 1946ء۔

اس میں پہلے پندرہ اشعار کا فارسی نظم میں ترجمہ مولوی محمد حسین چشتی آف خربوزہ میرپور آزاد کشمیر اور باقی اشعار کا اردو نظم میں ترجمہ سید عبدالمعبود کا ہے۔ اس کو غریب نواز حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریفؒ کے بھتیجے علامہ قاضی محبوب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہٗ نے گجرات سے شائع کروایا۔

7- کھوڑوی' عبدالمالک' علامہ' شرح قصیدہ غوثیہ 80 مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور 1997ء۔

8- سیالوی' شمس الدین' خواجہ' مرات العاشقین' مرتبہ' سید محمد سعیدؒ' مترجم غلام نظام الدین ص 166 المعارف گنج بخش روڈ لاہور 1977ء۔

9- ہاشمی، نصیر الدین، مظہر جمال مصطفائی ص282 مطبوعہ لاہور 1985ء۔

10- بریلوی، احمد رضا، اعلحضرت، الزمۃ القمریہ، ص ۴ مطبوعہ، حزب الاحناف لاہور۔

11- جرنل۔69-74، ہندوستان میں تصوف کے عربی وفارسی مخطوطات ص63، مطبوعہ، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ 1992ء۔

12- منزوی، احمد، پاکستان میں تصوف کے فارسی مخطوطات216 بحوالہ جرنل 69-74، مطبوعہ پٹنہ انڈیا1992ء۔

اس میں بعض ایسے مخطوطات ہیں۔ جن کا ذکر جناب موسیٰ امر تسری صاحب نے کر دیا۔ اس لیے ان کے نام نہیں دیئے۔ علاوہ ازیں جناب سید عارف نوشاہی صاحب نے فہرست کتاب ہائے فارسی چاپ سنگی کمیاب کتاب خانہ گنج بخش، جلد اول ص 819 مطبوعہ، مرکز تحقیقات فارسی وایران اسلام آباد 1986ء میں ایک قصیدہ غوثیہ کے فارسی ترجمہ کا ذکر کیا ہے۔ جس کے مصنف کا نام معلوم نہیں۔

13- یہ فارسی واردو ترجمہ قاضی محبوب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں1936ء میں آستانہ عالیہ قادریہ اعوان شریف سے شائع ہوا۔

14- فاروقی نقشبندی، محمد داود، مولانا، سیرتِ غوث اعظمؒ ص164، مطبوعہ کندیاں شریف۔

15- چشتی، عنصر، علامہ، شرح قصیدہ غوثیہ، مطبوعہ لاہور1987ء۔

16- ہاشمی، نصیر الدین، سید، مظہر جمال مصطفائی ص، 112، مطبوعہ لاہور1985ء۔

17- ہاشمی، طالب تذکرہ سیدنا غوثِ اعظم ص252 مطبوعہ لاہور۔

18- علامہ موسیٰ امر تسری صاحب نے قصیدہ غوثیہ پر جو معلوماتی مقدمہ تالیف فرمایا اس میں تحریر کیا ہے۔ کہ مولوی نظام الدین صاحب نے پنجابی ترجمہ قصیدہ کا کیا ہے اور اس کی اردو شرح کی ہے۔ جبکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔

علامہ محمد موسیٰ امر تسری صاحب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ حضرت علامہ

نظام الدین صاحب ملتانی ثم وزیر آبادی نے قصیدہ شریف کا اردو ترجمہ کیا ہے اور منظوم پنجابی اسکی تشریح فرمائی ہے۔ یہ ترجمہ لاہور پرنٹنگ پریس باہتمام ایم فیروز الدین منیجر شائع ہوا۔ اس کا نام " شرح قصیدہ غوثیہ المعروف انوار عشق " ہے۔

19- ملک 'شہباز' ڈاکٹر' پنجابی کتابیات جلد اول ص 231 مطبوعہ 'اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد 1991ء

20- نوشاہی 'برق ابو کمال' سید 'نوشاہی شعراء ص ۴۰۵ مطبوعہ 'آستانہ عالیہ قادریہ ڈوگہ شریف گجرات۔

21- کھوڑوی 'عبدالمالک' علامہ 'شرح قصیدہ غوثیہ 'ص 30 تا 36 مطبوعہ 'نوری کتب خانہ لاہور 1997ء۔

22- نبہانی 'یوسف' امام . 'شواہد الحق' اردو ترجمہ مولوی محمد اشرف سیالوی ص 345 مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور 1988ء۔

23- سعیدی 'غلام رسول' علامہ 'توضیح البیان ص 161 مطبوعہ 'حامد اینڈ کمپنی لاہور 1979ء۔

24- مخطوطہ مسلم یونیورسٹی کے ذخیرہ عبدالحی فرنگی محل میں " رسالہ فی تحقیق المرجیہ " کے عنوان سے موجود ہے۔

25- نظامی 'خلیق احمد' پروفیسر 'تاریخ چشت جلد پنجم ص 199 مطبوعہ 'ادارہ ادبیات دہلی 1984ء۔

26- جیلانی 'عبدالقادر' سید 'الغنیۃ الطالبی طریق الحق جلد اول ص 394' تحقیق 'فرج توفیق الولید' مطبوعہ بغداد شریف و بیروت 1983ء۔

27- ابن سراج۔ تذکرۃ المذاہب ص 20' قلمی۔

28- شہرستانی 'عبدالکریم' الملل والنحل ص 141 مطبوعہ دار الفکر بیروت۔



غوثِ پاک کی دینی خدمات

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب نے "حکایتِ قدمِ غوث" کا تحقیقی جائزہ میں حضرت سید عبدالقادر جیلانی" پیران پیر دستگیر دو جہاں سے متعلق یہ تاثر دیا ہے کہ آپ مجذوب تھے۔ آپ نے کوئی دینی خدمت سرانجام نہیں دی (استغفر اللہ) چنانچہ مولوی صاحب موصوف اپنی تالیف میں لکھتے ہیں۔

آپ عالم روحانیت کے جگمگاتے آفتاب' چمکتے دمکتے مہتاب' جہان معرفت کے شاہین باکمال' تیغ شطح وادلال کے مرد بے مثال' میدان سکروناز کے شہباز عالی پرواز اور مقامِ حال و فنا کے ذریکتا' مست رسول و مست خدا صاحبِ مناقب جلیلہ و کراماتِ کثیرہ تھے (1)

مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کو معلوم ہونا چاہیے۔ کہ حضور غوث پاک کوئی میدان سکر کے شہباز عالی پرواز نہیں تھے۔ بلکہ صاحبِ صحو تھے۔ کوئی مست الست مجذوب نہیں تھے بلکہ آپ نے ساری زندگی قرآن و سنت کی خدمت کی۔ آپ کو منجانب اللہ محی الدین یعنی دین کو زندہ کرنے والے کا لقب عطا ہوا۔ آپ کی سوانح پر لکھی گئی کتابیں اس امر پر شاہد ہیں۔ آپ نے باقاعد علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ اپنے وقت کے مفسرین، محدثین اور فقہاء سے سند فراغت حاصل کی۔ آپ کے ہم عصر علماء و صوفیاء نے آپ کی جلالت علمی و روحانی کا اعتراف کیا۔ آپکی تبلیغ دین کی کوششوں سے دین اسلام کو زبردست تقویت ملی۔ چنانچہ عہد حاضر کے ایک چشتی مورخ خلیق نظامی صاحب لکھتے ہیں۔

غور غرجستان' بامیاں اور اردگرد کا تمام علاقہ مہایانہ بدھ مت کے زیر اثر تھا۔ شیخ جیلانی کی تعلیم سے افغانستان اور اس کے قرب جوار میں ایک زبردست دینی انقلاب آیا۔

ہزاروں آدمیوں نے انکے دستِ حق پرست پر بیعت کی (2)

چنانچہ ابو الحسن ندوی صاحب نے آپ کی ان دینی کوششوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس طرح تحریر کیا۔

"دین کے مخلص داعیوں نے اپنے اپنے وقت میں احیاء و تجدید دین اور اصلاح مسلمین کام کیا ہے۔ اور لاکھوں بندگان خدا کو "حقیقت ایمان اور درجہ احسان" تک پہنچایا ہے۔ اس سلسلہ زریں کے سر حلقہ اور گُل سر سبد حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کا نام اور کام اس "طب نبوی" کی تاریخ میں سب سے زیادہ روشن اور نمایاں ہے۔ الفاظ و اصطلاحات اور علمی بحثوں سے الگ ہو کر اگر واقعات و حقائق پر بنیاد رکھی جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس دور انتشار میں (جو ابھی تک قائم ہے) اصلاح و تربیت کا اس سے زیادہ سہل اور عمومی اور اس سے زیادہ موثر اور کارگر ذریعہ نہیں ہو سکتا تھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے پہلے دین کے داعیوں اور مخلص خادموں نے اس راستہ سے کام کیا ہے اور انکی تاریخ محفوظ ہے لیکن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی محبوب و دلآویز شخصیت، خداداد روحانی کمالات، فطری علو استعداد اور ملکہ اجتہاد سے اس طریقہ کو نئی زندگی بخشی وہ صرف اس سلسلہ کے ایک نامور امام اور ایک مشہور سلسلہ (قادریہ) کے بانی ہیں۔ بلکہ اس فن کی نئی تدوین و ترتیب کا سہرا آپ ہی کے سر ہے۔ آپؒ سے پہلے وہ اتنا مدون و مرتب اور مکمل و منضبط نہ تھا۔ نہ اس میں اتنی عمومیت اور وسعت ہوئی تھی۔ جتنی آپؒ کی مقبولیت اور عظمت کی وجہ سے پیدا ہو گئی۔

آپؒ کی زندگی میں لاکھوں انسان اس طریقہ سے فائدہ اُٹھا کر ایمان کی حلاوت سے آشنا اور اسلامی زندگی اور اخلاق سے آراستہ ہوئے ور آپؒ کے بعد آپؒ کے مخلص خلفاء اور باعظمت اہل سلسلہ نے تمام ممالک اسلامیہ میں دعوت الی اللہ اور تجدید ایمان کا یہ سلسلہ جاری رکھا۔ جس سے فائدہ اُٹھانے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

یمن، حضر موت، اور ہندوستان میں پھر حضرمی مشائخ و تجار کے ذریعہ جاوہ اور سماٹرا میں اور دوسری طرف افریقہ کے براعظم میں لاکھوں آدمیوں کی تکمیل ایمان اور لاکھوں غیر مسلموں کے قبولِ اسلام کا ذریعہ بنا" (3)

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں۔

" مجلس آنحضرت ہر گز از جماعت یہود و نصارٰی وامثال کہ ایشاں کہ بر دست او بیعت اسلام آوردندے واز طوائف عصاۃ از قطاع طریق وارباب بدعت وفساد در مذہب و اعتقاد کہ تائب می شدند خالی نبودے ' (4)

حضرت کی مجلس میں کبھی یہود و نصارٰی مشرف بہ اسلام ہوتے تھے۔ اور قزاق بدعتی اور فسادی دستِ حق پرست پر توبہ کرتے تھے۔ آپ کی مجلس اس سے خالی نہ ہوتی تھی۔

چنانچہ عہد حاضر کے عظیم مفکر و فلسفی علامہ اقبال آپؒ سے متعلق اس طرح رقمطراز ہیں۔

" خواجہ نقشبند اور مجددِ سرہند کی میرے دل میں بہت بڑی عزت ہے۔ مگر افسوس کہ آج یہ سلسلہ بھی عجمیت کے رنگ میں رنگ گیا ہے یہی حال سلسلہ قادریہ کا ہے جس میں میں خود بیعت رکھتا ہوں۔ حالانکہ حضرت محی الدین کا مقصود اسلامی تصوف کو عجمیت سے پاک کرنا تھا۔"(5)

محی الدین کی حقیقت

علماء نے دین کو عقائد و اعمال ' ظاہر و باطن ' روحانیت و جسمانیت کا مجموعہ قرار دیا ہے۔(6)

معنی یہ نکلے کہ جب کوئی بھی منصبِ ولایت پر متمکن ہو گا۔ وہ لازمی طور

پر علوم تشریعی کا بھی شناور اور علومِ تکوینیہ کا بھی ماہر ہو گا۔ حضور غوث پاکؒ کا طرۂ امتیاز ہے کہ آپ علومِ تشریع و تکوین کے جامع تھے۔

درست العلم حتیٰ صرت قطبا و نلت السعد من مولی الموالی **(7)**

میں ظاہر و باطنی علم پڑھتے پڑھتے خطیب ہو گیا اور میں شاہاشان (خدا تعالیٰ) کی امداد سے سعادت کو پہنچ گیا۔

تجدید اور احیاء میں فرق کیا ہے۔ تجدید یہ ہے کہ کپڑے میلے ہوئے۔ اُسے دھویا اور صاف کر کے دوبارہ پہن لیا یعنی مجدد اعتقادی کمزوریوں 'بدعات کی میل کچیل کو نکال کر دین کی اصلی شکل لانے کی طرف کوشاں ہوتا ہے۔ اور احیاء یہ ہے کہ مردہ سامنے پڑا ہو۔ اُس کو پکڑا اور اسے زندہ کر دیا۔

اب احیاء میں تجدید بھی شامل ہے۔ مگر تجدید میں احیاء داخل نہیں۔ جب دین میں ظاہری و باطنی خرابیاں داخل ہو کر اس میں نقاہت و ضعف اور مُردگی کی کیفیت پیدا کر دیتی ہیں۔ تو ایسے حالات میں 'احیاء' اپنا کردار ادا کر کے اُس سے خارجی و داخلی میل کچیل سے اُسے صاف کر کے اُس میں نئی زندگی ڈال دیتا ہے۔ اور دین کی حقیقی صورت سامنے کر دیتا ہے۔

تجدید میں ظاہری میل کچیل یعنی بدعت اور اعتقادی خرابیوں کو دور کیا جاتا ہے مگر احیاء میں ظاہری و باطنی دونوں نجاستوں سے صفائی کر کے و یعلمھم الکتب والحکمۃ ویزکیھم **(8)** کا فریضہ سرانجام دیا جاتا ہے۔

آپ کی تصانیف پر ایک نظر

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلویؒ اخبارالاخیار میں لکھتے ہیں۔

در مجلس وعظ آنحضرت چار صد نفر دوات و قلم/گرفتہ فی نشستند وانچہ ازوے می شنیدند املامی کردند (9)

'حضرت کی مجلس وعظ میں چار سو آدمی قلم دوات لیے بیٹھے رہتے تھے۔ جو ان سے سنتے تھے۔ وہ لکھ لیتے تھے' (10)

اب مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ جس کی مجلس میں ایک عظم محدث کے بقول چار سو آدمی آپؒ کے ملفوظات و ارشادات قلم بند کرنے والے ہوں۔ اور دیگر ممالک اسلامیہ میں احیائے دین کی تحریک کے نمایاں کردار سے ملتِ اسلامیہ کو فائدہ پہنچا ہو۔ پھر ایک دنیا آپ کی ان خدمات کی گواہ ہے۔ آپ کی یہ عظیم دینی وروحانی خدمات اس امر کی دلیل ہیں کہ آپ مقام صحو پر فائز تھے۔

اب میں مولوی صاحب موصوف کے سامنے آپؒ کا تصنیفی کام رکھتا ہوں مجھے عالمی سطح پر جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی مطبوعہ و غیر مطبوعہ (مخطوطات) تصنیفات کا مختلف توضیحی فہرستوں اور دیگر ذرائع سے معلومات فراہم ہوئیں وہ انتہائی خوش کن ہے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر مجھے یہ اعزاز حاصل ہے۔ کہ پہلی دفعہ اتنی بڑی تعداد میں حضرت شیخ سید عبدالقادرؒ کی تصنیف کا انکشاف کر رہا ہوں۔

اس سلسلے میں حسبِ ذیل راقم الحروف کے مراجع اور مآخذ ہیں۔

مآخذ

1- ایتھے 'توضیحی فہرست فارسی مخطوطات انڈیا آفس لائبریری' مطبوعہ لنڈن (1980ء)

2- المالح' ریاض' محمد' فہرس مخطوطوت دار الکتب الظاہریہ 'قسم التصوف' اول' دوم' سوم' مطبوعہ دمشق (1983ء)

3- اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ' جلد نمبر 12' طبع اول' مطبوعہ' دانشگاہ پنجاب لاہور (1973ء)

4- نوشاہی' عارف' سید' فہرست کتابہائے فارسی چاپ سنگی وکمیاب کتابخانہ گنج بخش' اول' دوم' مطبوعہ' مرکز تحقیقات فارسی ایران وپاکستان اسلام آباد۔(1989)

5- حسین' محمد بشیر' ڈاکٹر' فہرست مخطوطاتِ شیرانی' جلد دوم' مطبوعہ' ادارہ تحقیقات پاکستان' دانشگاہ پنجاب لاہور (1969ء)

6- عربی' فارسی' اردو' مخطوطات کی وضاحتی فہرست' جلد دوم' کتاب خانہ حضرت پیر محمد شاہ درگاہ شریف ٹرسٹ احمد آباد

7- کاظمی' عباس حسین' فہرست کتب' عربی' فارسی' اردو' کتب خانہ آصفیہ' سرکارِ عالی' حیدر آباد دکن۔

8- زور' محی الدین، ڈاکٹر' تذکرہ مخطوطات در سالار جنگ' میوزیم وکتب خانہ' جلد دوم' مطبوعہ' ترقی اردو بیورو نئی دہلی (1984ء)

9- اشرف' محمد' فارسی مخطوطات در سالار جنگ میوزیم وکتب خانہ' جلد دوم' مطبوعہ دائرہ معارف العثمانیہ حیدر آباد (1966ء)

10- بیدار' ڈاکٹر' ہندوستان کے کتاب خانوں میں مخطوطاتِ تصوف' فارسی' عربی مطبوعہ' خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ (1992ء)

11- منزوی، احمد، پاکستان میں تصوف کے مخطوطات بحوالہ جرنل خدا بخش پٹنہ 1992ء

12- نوشاہی، عارف، سید، فہرست تصوف عربی مخطوطات، دارالعلوم پشاور بحوالہ جرنل خدا بخش پٹنہ 1992ء۔

13- کحالہ، رضا، عمر، معجم المؤلفین، جلد نمبر 5-6، مطبوعہ بیروت، لبنان۔

14- جرنل خدا بخش پٹنہ، 69-74۔ مطبوعہ اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ 1992ء۔

15- الجبوری، عبداللہ، فہرس المخطوطاتِ العربیۃ فی مکتبہ الاوقاف العامۃ فی بغداد، مطبوعہ بغداد 1973ء۔

16- رؤف، عبدالسلام، فہرس المخطوطات فی جامع شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، نمبر 3-4، مطبوعہ بغداد، 1978ء۔

17- حبیب، ابراہیم، جمیل، شیخ عبدالقادر جیلانی، مطبوعہ، بغداد 1408ھ / 1988ء۔

18- السامرائی، الشیخ ابراہیم، یونس، مناقب الشیخ عبدالقادر الکیلانی، مطبوعہ، مکتبہ الشرق الجدید بغداد۔

19- عبدالرحیم، محمد، الباز الاشہب عبدالقادر جیلانی، مطبوعہ، بیروت 1997ء۔

--20 عزقوں، نصوح، محمد غسان، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، مطبوعہ، دمشق، 1412ھ / 1992ء

21- زیدان، یوسف محمد، عبدالقادر جیلانیؒ باز اللہ الاشہب، مطبوعہ، دارالجیل بیروت 1991ء

22- سامرائی ابراہیم، یونس الشیخ، الشیخ عبدالقادر الجیلانی، حیات و آثار، مطبوعہ بغداد 1988ء۔

23- الولید، فرج، توفیق، الشیخ عبدالقادر جیلانی، حیات و آثار، مطبوعہ بغداد۔

24- الریان' خالد' فہرس مخطوطات دار الکتب الظاہریۃ' التاریخ وملحقاتہ' الجزالثانی' مطبوعہ' دمشق' 1393ھ / 1973ء۔

25- حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون جلد نمبر 1 تا 6 مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان 1414 ھ /1994ء۔

26- زرکلی' خیر الدین' الاعلام' جلد نمبر 4' مطبوعہ' دار العلوم للملایین' بیروت' لبنان 1986ء

27- بروکلمان کارل' تاریخ الادب العربی' جلد نمبر 1 تا 6' مطبوعہ' دار المعارف قاہرہ مصر 1969ء

28- ابن خلکان' شمس الدین بن محمد بن ابوبکر' وفیات الاعیان وابناء ابناء الزمان' تحقیق' احسان عباس مطبوعہ' دار صادر' بیروت' لبنان

29- منزوی' احمد' فہرست مشترک نسخہ ھای خطی فارسی پاکستان' مطبوعہ مرکز تحقیقات فارسی وایران اسلام آباد (اس کی بیشتر فہرستیں میرے پیش نظر رہیں)۔

30- حسین' محمد بشیر' ڈاکٹر' فہرست مخطوطات شفیع' فارسی' اردو' پنجابی' مطبوعہ' انتشارات دانش گاہ پنجاب لاہور' دسمبر 1972ء / شوال 1392ھ

31- ایتھے' کتاب خانہ باڈلین میں فارسی' ترکش' ہندوستانی اور پشتو مخطوطات' مطبوعہ' آکسفورڈ پریس لنڈن 1954ء

32- آربری' اے۔ جے' کتاب خانہ انڈیا آفس میں فارسی کتابیں' مطبوعہ' لنڈن 1937ء

33- عبدالحق' مولوی' ڈاکٹر' قاموس الکتب جلد اول' مطبوعہ' انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی 1961ء۔

تصنیفاتِ مبارکہ

1- تفسیر القرآن الحکیم، مخطوطہ فی جزئین فی مکتبۃ الشیخ رشید کرلمۃ فی طرابلس الشام مخطوطہ 622ھ

2- الغنیۃ الطالبی طریق الحق

3- فتوح الغیب

4- الفتح الربانی والفیض الرحمانی

5- سر الاسرار و مظہر الانوار فیما یحتاج الیہ الابرار

6- حصارِ اکمل

7- جلاء الخاطر فی الظاہر والباطن

8- الطریق الی اللہ

9- الفیوضات الربانیۃ فی الاوراد القادریہ

10- الکبریت احمر فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ

11- آداب السلوک والتوصل فی منازل الملوک

12- الرسالۃ الغوثیہ

13- مراتب الوجود

14- اسرار الاسرار

15- تحفۃ المتقین و سبیل العارفین

16- جوہرۃ الکمال

17- مختصر فی المادن

18- جواہر الرحمٰن

19- در المعانی

19- معراج لطیف المعانی

20- المواہب الرحمانیہ والفتوحات الربانیۃ

21- تنبیہ الغبی الی رویۃ النبی ﷺ

22- رد الرافضۃ

23- یواقیت الحکم

24- اوراد الایام الاسبوع

25- اوراد الاوقات الخمسۃ

26- ورد الصلوٰۃ التسع

27- ورد الصلوٰۃ الکبرٰی

28- الصلوٰۃ الصغرٰی

29- حزب الوسیلۃ

30- حزب الرجا والانتہا

31- اوراد الجیلانی

32- التریاق المجرب

33- آداب السلوک

34 حزب الکیلانی

35- دُعااوراد الفتحۃ

36- المسبعات فی الاوراد

37- وردالجلالۃ

38- وردالشیخ عبدالقادرؒ

39- وصیۃ الکیلانی، رسالۃ الوصیۃ

40- دُعاء البسملۃ

41- الکشف وفتوح الغیب

42- الحزب الکبیر

43- حزب بشائر الخیرات

44- اغاثۃ العارفین وغایۃ منی الواصلین

45- رسالہ فی خواص فاتحۃ الکتاب

46- مختصر فی علم الدین

47- قصیدہ صوفیہ

48- ورد قادری

49- حزب الابتہال

50- قطعہ من کتاب فی التصوف

51- مجموعہ خطب

52- کیمیاء السعادۃ لمن اراد الحسنی وزیادۃ

53- تذکرۃ الشفیق الجامعہ المعرفۃ الطریق

54- رسالہ صمدیہ

55- رسالہ قادریہ

56- رسالۃالوصول

57- تقریر دروحدت الوجود

58- دیوان غوثِ اعظمؒ

59- مکتوباتِ غوثِ اعظمؒ

60- نحجانہ قادریہ

61- سفینہ قادریہ

62- الدلائل القادریۃ

63- الحدلقۃالمصطفویہ

64- الحجہ البیضاء

65- عہد الصالحین فی ترجمہ غنیۃالطالبین

66- مجموعۃادعیۃواوراد

67- الطقوس الاھویۃ

68- مناجاتِ غوثیہ

69- تحفہ صوفیہ

70- قصیدہ غوثیہ

71- مولد النبی ﷺ

72- نودونہ نام حضرت غوث الاعظمؒ وشرح قصیدہ سریانی

73- ملفوظ قادریہ یعنی نشاط العشق

74- رسالہ وصل حق

75- الالہامیۃ

76- الصلوۃ المعموسیہ

77- چہل کاف

78- اسرار العاشقین

79- فوائد الوجود

80- بیان الاسرار

81- منظومہ اسماء اللہ الحسنٰی

82- رمز مخفی، رسالہ مخفی، رسالہ خفی

83- نسیم ریاض

84- فیضِ عیاں، موید البیان

85- فوائد قدسیہ

86- حزب الشریف والوردا لنیف

مشروح فہرستوں میں ابھی آپ سے اور کتابیں بھی منسوب ہیں۔ جن کا میں نے ذکر نہیں کیا۔ اگر کسی کو مذکورہ بالا کتابوں کی تحقیق کی مزید ضرورت ہو تو وہ براہ راست مجھ سے رابطہ کر سکتا ہے۔

حوالہ جات

1- بصیر پوری' محمد احمد' مولوی' حکایت قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ ص 32 مطبوعہ اوکاڑہ

2- نظامی' خلیق احمد' پروفیسر' تاریخ مشائخ چشت ص108 مطبوعہ دارلمولفین اسلام لباد

3- ندوی' ابوالحسن' مولانا' تاریخ دعوت وعزیمت حصہ اول ص221-220' مطبوعہ کراچی1374ھ

4- دہلوی' عبدالحق' محدث' اخبار الاخیار مطبوعہ مجتبائی بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص 108

5- میاں' احمد' قاضی' اقبالیات کا تنقیدی جائزہ ص135' مطبوعہ اقبال اکیڈمی کراچی 1955ء

6- فیض' مفتی' احمد' مہر منیر' ص مطبوعہ گولڑہ شریف

7- کھوڑوی' عبدالمالک' علامہ' شرح قصیدہ غوثیہ ص80 مطبوعہ لاہور1997ء

8- قرآن مجید' سورۃ بقرہ نمبر2 آیت نمبر129

9- دہلوی' محدث' عبدالحق' اخبار الاخیار بحوالہ تاریخ مشائخ چشت ص108 مطبوعہ اسلام آباد

10- نظامی' خلیق احمد' پروفیسر' تاریخ مشائخ چشت ص109 مطبوعہ دارالمؤلفین اسلام آباد

(نوٹ) راقم الحروف نے تمام توضیحی فہرستوں کے نام دے دیئے ہیں۔ میں نے دانستہ طور پر ہر مخطوطہ اور مطبوعہ پر مکمل بحث نہیں کی۔ وہ اس لئے

کہ مجھے یہ مولوی محمد احمد بصیر پوری اور ان کے عقیدت مندوں کو بتانا ہے کہ حضور غوث الاعظمؒ کثیر التصانیف ہیں۔ آپؒ کا لقب مبارک، شیخ الاسلام، سلطان الاولیاء، امام الاصفیاء، محی الدین والسنۃ ومميت البدعۃ ہے۔ جہاں آپ نے روحانی طور پر گمراہوں کا تزکیہ کر کے سیدھا راستہ دکھایا۔ وہاں آپ نے علومِ ظاہری سے بھی خدمتِ دین سر انجام دی۔ آپ کی جلالتِ علمی و روحانی کو جہاں اغیار نے تسلیم کیا ہے۔ وہاں امام ابنِ تیمیہ (م728ھ) نے بھی اعتراف کرتے ہوئے حضور غوث الاعظمؒ کی تصنیف لطیف "فتوح الغیب" کی شرح کلمات الشیخ عبد القادر الکیلانیؒ کے نام پر کی ہے۔ یہ کتاب جناب عبد اللطیف ابراہیم صاحب کی تحقیق ہے۔ اور یہ (1987ء) میں منشورات مکتبہ المشنی بغداد سے شائع ہو چکی ہے۔ اس کا ایک مخطوطہ رامپور رضا لائبریری انڈیا میں شرح کلمات الشیخ عبد القادر الکیلانی کے نام پر بھی موجود ہے۔

باب نهم

(ا) اعتراض

حضرت میاں محمد بخشؒ متوفی(1324ہجری/1907عیسوی) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف سیف الملوک میں مدح غوث پاک شیخ سیدّ عبدالقادر جیلانی متوفی (561ہجری/1165عیسوی) لکھتے ہوئے حسبِ ذیل شعر لکھا ہے۔

نبیاں تے جداو کڑآئی روح میراں دا پُہتا
مشکل حل کرائی ہردی قرب شاہاں دابہتا (1)

معترض کہتا ہے کہ اس میں حضرت میاں محمد بخشؒ نے انبیاء کرام کی امداد کے سلسلے میں روح غوث پاکؒ کا پیش ہونا بیان کیا ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟

جواب

مذکورہ بالا شعر جو کہ سیف الملوک میں موجود ہے۔آپ نے حضور غوث الثقلین کی مدح سرائی میں لکھا ہے۔ یہ خیال آپ کا اپنا نہیں۔بلکہ اس کی بنیاد "قصیدہ روحی" ہے۔جس کے مصنف حضرت شیخ سیدّ عبدالقادر جیلانیؒ ہیں۔ اس میں آپؒ کا فرمان مبارک مندرجہ ذیل الفاظ میں ہے ۔

"أنَا كُنْتُ فِي الْعُلْيَابِنُورِ مُحَمَّدٍ 30 وَفِي قَابَ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الأَحِبَّةِ
میں بلندیوں میں نور محمد ﷺ کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا۔

أنا كُنتُ مَعَ نُوحٍ أشاهِدُفِي الْوَرَى 31 بحاراً وطُوفَانًا على كفِّ قدرتي
میں نوحؑ کے ساتھ تھا مشاہدہ کرتا تھا مخلوق میں دریاؤں اور طوفانوں کا اپنے

دستِ قدرت پر

وَكُنتُ مَعَ اِبرَاهِيمَ مُلقىٰ بِنَارِهِ **32** وَمَابُرِّدَ النِّيرَانَ اِلاَّ بِدَعوَتِي

اور میں ابراہیمؑ کے ساتھ تھا جبکہ وہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ ٹھنڈی نہ ہوئی مگر میری دعا

اَنَا كُنتُ مَعَ رَاعِي الذَّبِيحِ فِدَاءً **33** وَمَا نَزَلَ الكَبشَانِ اِلاَّ بِفتوَتِي

میں اسمٰعیل کے والد کے ساتھ تھا انکے فدیے کے وقت اور مینڈھا نازل نہ ہوا مگر میری ہی جوانمردی کے سبب

اَنَا كُنتُ مَعَ يَعقُوبَ فِي غَشوِ عَينِهِ **34** وَمَا بَرِئَتْ عَينَاهُ اِلاَّ بِتَفلَتِي

میں یعقوبؑ کیساتھ تھا جبکہ ان کی بند ہوگئی اور نہیں لوٹ آئیں ان کی آنکھیں مگر میرے لعابِ دہن

اَنَا كُنتُ مَعَ اِدرِيسَ لَمَّا اَرتَقَى العُلاَ **35** وَاَقعَدتُهُ الفِردَوسَ اَحسَنَ جَنَّتِي

میں ادریسؑ کیساتھ تھا جبکہ وہ بلندی پر چڑھے اور میں نے ان کو بہترین جنت میں بٹھادیا'

اَنَا كُنتُ مَعَ مُوسىٰ مُنَاجَاةَ رَبِهِ **36** وَمُوسىٰ عَصَاهُ مِنْ عَصَايَ استَمَدَّتِ

میں موسیٰؑ کیساتھ تھا جبکہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور موسیٰؑ کا عصا میرے استمداد کے عصاؤں میں سے (ایک عصا) تھا

اَنَا كُنتُ مَعَ اَيُّوبَ فِي زَمَنِ البَلاَ **37** وَمَابَرِئَتْ بَلوَاهُ اِلاَّبِدَعوَتِي

میں ایوبؑ کیساتھ تھا جبکہ وہ آزمائش میں مبتلا تھے اور ان کی بلا دور نہ ہوئی مگر میری دعا سے "(2)

اس قصیدہ کے تراجم بہ زبانِ پنجابی و اردو حسبِ ذیل شائع ہوئے ہیں۔

1- قصیدہ روحی، مصنفہ، شیخ عبدالقدر جیلانیؒ، مترجم، مولوی خادم حسین، مطبوعہ، لاہور 1938ء
2- قصیدہ روحی، مصنفہ، شیخ عبدالقدر جیلانیؒ، مترجم، آقا حیدر شاہ، مطبوعہ، لاہور
3- قصیدہ روحی، مصنفہ، شیخ عبدالقدر جیلانیؒ، مترجم، عبدالقادر پسروری، مطبوعہ، لاہور 1902ء
4- قصیدہ روحی، مصنفہ، شیخ عبدالقدر جیلانیؒ، مترجم، محمد یوسف مسافر، مطبوعہ، امرتسر 1915ء
5- قصیدہ روحی، مصنفہ، شیخ عبدالقدر جیلانیؒ، مترجم، سیّد نصیرالدین ہاشمی، مطبوعہ، لاہور 1985ء (3)

محولہ بالا اشعار جو کہ "قصیدہ روحی" مصنفہ عبدالقادر جیلانیؒ کے ہیں اس ضمن میں صاحبِ "العطایا احمدیہ فی فتاوی نعیمیہ" نے طویل بحث کی ہے۔ جس کا اجمال حسبِ ذیل ہے۔

"تفسیر روح البیان جلد دوم صفحہ نمبر ۳۷۱ پر ایک روایت منقول ہے کہ رسول اللہ کبھی کبھی ارشاد فرماتے کہ اَنَا مِنَ اللّٰهِ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ ط میں اللہ سے ہوں اور تمام مخلوق مجھ سے ہے اسی روحِ محمدی ﷺ سے عرش بنا۔ چنانچہ علامہ قاشانی نے اپنی شرح کے صفحہ نمبر 275 پر فرمایا۔

فَاِنَّ الْعَرْشَ مَخْلُوْقٌ مِنَ الْعَقْلِ الْاَوَّلِ الَّذِیْ هُوَ رُوْحُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ ط

ترجمہ:- کیونکہ عرش مخلوق ہے اسی عقلِ اوّل سے جو رُوحِ محمدی ﷺ ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیۡهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ عَلیٰ النَّبِیِّ الۡاُمِیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیۡهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ صَلوٰةً وَّ سَلاَمًا عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰه ﷺ ۔

ثابت ہوا کہ نورِ محمدی ﷺ پیشانی کے ذریعے دخول ہوا۔ چنانچہ تفسیر روح البیان دوم نے صفحہ نمبر **373** پر اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ بعض صوفیاء فرماتے ہیں کہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ کو روحِ الٰہی عطا ہوئی۔ اسی طرح غوث پاکؒ کو روح محمدی ﷺ عطا ہوئی وہ بھی بلاواسطہ یہ بھی بلاواسطہ۔ حضرت مسیحؑ کا لقب روح اللہ ہوا۔ آپکا لقب روح محمدی ﷺ۔ جب حضرت مسیحؑ پر روح الٰہی کا غلبہ ہوتا تو آپ کے دہن مبارک سے اِنِّی اَخۡلُقُ لَکُمۡ کا نعرہ نکلتا اور اس کا ظہور بھی ہوتا۔ اسی طرح عبدالقادر جیلانیؒ پر روحِ محمدی ﷺ کا غلبہ ہوتا تو زبان مبارک سے ایسے کلمات نکلتے کہ میں نے حضرت نوحؑ کی مدد کی اور میں نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ سے بچایا۔ جس کو کسی نے قصیدہ روحی کے اشعار میں جمع کیا ہے۔ نہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی اپنی آواز تھی اور نہ یہ عبدالقادر جیلانیؒ کی۔ بلکہ وہ روحِ الٰہی کی آواز تھی اور یہ روحِ محمدی ﷺ کی اور جس طرح اِنِّی اَخۡلُقُ لَکُمۡ کہنے کے باوجود نہ حضرت عیسیٰؑ کو خالق کہہ سکتے ہیں، نہ سب انبیاءؑ سے افضل۔ اسی طرح نہ غوثِ اعظم کو نبی کہہ سکتے ہیں۔ نہ صحابہ، تابعین سے آپ کا مقام و درجہ زیادہ ہو سکتا ہے۔ بلکہ جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے دو مقام ہیں۔ ایک مقام روح اللہ اور ایک مقام نبی اللہ۔ اسی طرح حضرت غوث پاک کے بھی دو مقام ہیں۔

(1) مقامِ قطبیت

جو ازل میں رسول اللہ ﷺ کی معرفت آپکو حاصل ہوا۔ کہ جس کی طرف خود قصیدہ غوثیہ میں ارشاد ہے کہ دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْباً ط میں نے اتنا علم پڑھا ہے کہ میں قطب ہو گیا۔ دوسرا مقام، مقامِ غوثیت، مقامِ قطبیت کی وہ آواز تھی جو قصیدہ روحی میں تھی۔ جس لحاظ سے آپ اوّلین وآخرین اولیاء کے سردار ہیں۔ مندرجہ ذیل شعر اسی مقامِ قطبیت کو ظاہر کر رہا ہے۔

غوثِ اعظم درمیانِ اولیاء
چوں جنابِ مصطفیٰ در انبیاء

اعلیٰ حضرت مجدّد ملّت ماتہ حاضرہ کا شعر مذکورۃ الذیل بھی اسی طرف مشیر ہے۔

جو ولی قبل تھے، یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں، دل میں میرے آقا تیرا

(2) مقامِ غوثیت

جس کے لحاظ سے آپ کا درجہ اپنے مشائخ اور اساتذہِ علوم ظاہر اور داتا گنج بخش وغیرہ اکابرین کے بعد ہے۔ اسی طرف حضرت مجدّد الف ثانی کا یہ قول اشارہ کرتا ہے کہ حضرت عبدالقادر جیلانی کا مرتبہ فقط بعد والے اولیاء اللہ سے زیادہ ہے۔ یہ ہے آپ کا مقام غوثیت، حضور پاک کا مقام قطبیت ہی روح محمدی ﷺ ہے کیونکہ محمدی ﷺ قطبیت اوّل ہے (4)

چنانچہ محی الدین ابن عربیؒ (متوفی 638ھجری/1240ء) فرماتے ہیں۔ کہ عالم کا قطبِ اوّل مخلوقات سے چار کروڑ سال پہلے پیدا ہوا اور یہی قطب تمام

انبیاء کی امداد فرماتا رہا۔ اسی قطبِ اوّل سے تمام مخلوق پیدا ہوئی۔ اسی قطبِ اوّل کا نام رُوح محمدی ﷺ ہے۔(5)

آگے "العطایا احمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ" کے مصنف مزید گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ابن عربیؒ کے اس کلام اور ان روایات مبارکہ کا موازنہ کرو جو خود نبی کریم ﷺ نے اپنی خلقت سے متعلق صحابہ کرام کے سامنے مختلف الفاظ میں بیان فرمائیں تو ایک ہی مقصد ظاہر ہوتا ہے۔ یہ وہی روحِ محمدی ﷺ حضور غوثِ پاکؒ میں بلاواسطہ ودیعت ہوئی۔ جس طرح حضرت عیسیٰؑ میں روح اللہ۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ روح اور نور نطفہء مخصوصہ کے ذریعے منتقل نہیں ہوتے۔ بلکہ کبھی بالواسطہ والد کی پیشانی سے منتقل ہوتا ہے۔

جیسے تمام انبیاء اور خصوصاً حضور پاک ﷺ کا نور حضرت عبداللہؓ کی پیشانی سے منتقل ہوا۔ چنانچہ علامہ نبھانی فرماتے ہیں۔

يَنْتَقِلُ نُوْرُ النَّبِيِّ مِنَ الْجِبْيَنَةِ اِلَى الْجِبْيَنَةِ ط

سب سے پہلے یہ نورِ پاک پیشانیء حضرت آدم میں منتقل ہوا اور کبھی یہ نور بلاواسطہ منتقل ہوتا ہے۔

جیسے حضرت عیسیٰؑ میں اور غوث پاکؒ میں روح محمدی ﷺ کا انتقال اسی روحِ محمدی کی طرف قصیدۂ غوثیہ کا یہ شعر اشارہ کرتا ہے ؎

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰى صِرْتُ قُطْبًا !

یہاں قطب سے مراد یہی روح محمدی ﷺ ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ سَلَّمَ ط وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ٥

چنانچہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلویؒ (متوفی 1340ہجری/1921عیسوی)
عرفان شریعت اور فتاوی افریقہ میں شبِ معراج حضور غوث الثقلینؓ کی روح پر
فتوح کا حاضر ہو کر حضور ﷺ کو عرشِ معلیٰ پر اپنے اوپر سوار کر کے پہنچایا یا کاندھا
دے کر اوپر جانے کی معاونت کی۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔
رہا شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلینؓ کا حاضر ہو کر پائے
اقدس حضور سیدّ عالم ﷺ کے نیچے گردن رکھنا اور وقت رکوب براق یا صعود
عرش بنتا شرعاً و عقلاً اس میں بھی کوئی استحالہ نہیں۔ سدرۃ المنتہیٰ اگر منتہائے عروج
ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح عروج زائد ہے روحانی ہزاروں اکابر اولیاء کا منکر
بلکہ مافوق العرش تک ثابت و واقع جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیاء کا منکر بلکہ
باوضو سونے والے کے لیے حدیث میں وارد ہے کہ اس کی روح عرش تک بلند کی
جاتی ہے۔ ایسا ہی سجدے میں سو جانے والے کے لیے آیا ہے۔ نہ اس قصہ میں
معاذ اللہ کوئی بوئے تفصیل یا ہمسری حضور سیدّنا غوث اعظمؓ کے لیے نکلتی ہے۔ نہ
اس کی عبارت یا اشارۃ سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے"۔ (7)
معترض کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انبیاء کرام کی امداد کرنا برخورداری و
فرمانبرداری کی علامت ہے۔ صحابہ کرامؓ نے بعض مقامات پر اسی فرمانبرداری
کا ثبوت دیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق قرآن مجید میں ہے۔
"جس طرح کہا تھا عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے کون ہے میرا مددگار اللہ
کیطرف بلانے میں؟ حواریوں نے جواب دیا۔ ہم اللہ کے مددگار ہیں (8)"

اعتراض (2)

حضرت میاں محمد بخشؒ نے سیف الملوک حضور غوث الثقلینؒ کی مدح سرائی میں کہا ہے۔ جو کہ حسب ذیل ہے۔

؎ نانک داد ک ولتوں اچا سچا حسبوں نسبوں   نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر صفتوں ہر وصبوں

(9)

معترض کہتا ہے کہ محولہ بالا شعر میں مباں محمد بخشؒ نے "نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا" کہہ کر حضور غوث اعظمؒ کو انبیاء جیسا قرار دیا۔ اب انبیاء کرام کی ایک صفت نبوت بھی ہے۔

جواب

مذکورہ بالا شعر جو کہ میاں محمد بخشؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تعریف میں کہا۔ جس میں آپ کو انبیاء کرام کی صفات وعادات کا مظہر قرار دیا۔ شیخ عبدالکریم جیلیؒ (متوفی 832 ھجری/1428 عیسوی) نے اپنی کتاب "انسان کامل" میں انہی خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ جسکو امام یوسف نبھانی (متوفی 1350 ھجری/1931 عیسوی) نے جواہر البحار میں لکھا ہے۔ جو کہ اس طرح ہے۔

"وسر هذا الا مرانه، صلى الله عليه وسلم مظهر الذات
والا نبياء مظهر الاسماء والصفات، و بقية العالم العلوى
و السفلى مظاهر اسماء الا فعال ما خلا اولياء امة محمدﷺ
فانهم كالانبياً مظاهر الاسماء و الصفات لقوله ﷺ
علماء امتى كانبياً "بنى اسرائيل (صفحه 247)

ترجمہ : "اور اس معاملہ میں راز یہ پنہاں ہے کہ سیدّ عالم ﷺ مظہر ذات ہیں جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام مظہر اسماء و صفات ہیں اور باقی تمام عالم علوی

و سفلی ماسوا سیدّ عالم ﷺ کے اولیاءِ امت کے، اسماءِ افعال کے مظاہر ہیں جبکہ سیدّ عالم ﷺ کی امت کے اولیاء کرام انبیاء عظام علیہم السلام کی طرح اسماء و صفات کے ہی مظاہر ہیں ۔ جیسا کہ سیدّ عالم ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہے کہ میری امت کے علماء (شریعت وطریقت) انبیاء بنی اسرائیل کے مشابہ ہیں"(10)

تقابل میں اصل بات اپنے مقام پر رہتی ہے

معترض کو معلوم ہونا چاہیئے ۔کہ جب تقابل کیا جاتا ہے ۔اصل بات اپنے مقام پر ہی رہتی ہے۔ میاں صاحبؒ نے اس مقام پر شعور ولایت اور شعور نبوت کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ کہیں بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو نبی قرار نہیں دیا۔بلکہ انبیا جیسا کہا۔جو کہ حدیث رسول ﷺ سے ثابت شدہ امر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کے علماء کو بنی اسرائیل کے نبیوں جیسا قرار دیا ہے۔ اصولاً فیصلہ سیاق و سباق کو دیکھ کر کرنا چاہیے ۔آگے میاں صاحبؒ نے شعور ولایت اور شعور نبوت کی مابہ الامتیاز حیثیت کو بیان کر کے نبوت کو ولایت سے الگ کر دیا ہے۔ اور ہر صفتوں میں نبوت کے سوا تمام صفات کا حضور غوث پاکؒ کو مظہر قرار دیا۔

؎ غوث الاعظم کے مناقب ہوں بیاں کیا آسی

ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا (11)

چنانچہ فاضل بریلوی امام احمد رضا خان بریلوی لکھتے ہیں۔

؎ الوہیت، نبوت کے سوا تو تمام افضال کا قابل ہے غوث (12)

چناچہ علماء باطن، اولیاء کاملین و عرفاء اکملین نے مجاہدات وریاضات، زہد و تقویٰ، صفاءِ نفس اور تربیت روح کے ذریعے اپنے آپکو مقامِ محبوبیت تک پہنچا دیا اور بارگاہ قدس میں وصول و قبول انکا مقدر بن گیا۔ مرتبہء ولایت و غوثیت کیساتھ مختص ہوئے اور کوئی ایسا معجزہ نہیں جو پہلے انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا اور ان کو بطور کرامت مرحمت نہ فرمایا ہو۔ مُردے زندہ کیے، ہواؤں میں اڑے، پانی پر چلے، دریاؤں میں طغیانیوں کے باوجود سارے لشکر اور لشکروں کے گھوڑوں کو خشک پاؤں لے گزرے، آگ میں چھلانگیں لگائیں لیکن آگ پڑے بھی نہ جلا سکی، اندھوں کو آنکھیں عطا فرمائیں، کوڑھیوں کے کوڑھ دور کیے۔ بیماروں کو صحت و عافیت سے ہمکنار کیا۔ غرضیکہ جو معجزہ بھی کسی پیغمبر و رسول سے ظہور پذیر ہوا، وہی چیز بطور کرامت اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی امت کے اولیا کرام اور محبوبانِ عظام کو عطا فرمائی۔ (13)

شیخ محقق شیخ عبدالحق دھلویؒ فرماتے ہیں۔

"دراصل یہ خارق عادت امر اس نبی کے معجزے کا عکس ہوتا ہے۔ جسکی امت سے ولی ہو" (14)

؎ نبیاں نوں رب ولوں آندے وحی سلام سنیہے

وحی نہ محرم میراں تائیں دے بھید اجیہے (15)

مذکورہ بالا شعر میں حضرت میاں صاحبؒ نے نبی اور ولی کے درمیان فرق کرنے والی حیثیت "وحی" کو قرار دیا کہ نبی پر بذریعہ جبرائیلؑ وحی آتی ہے۔ یہ

طرہ ٔ امتیاز نبی کا ہے یعنی جبرائیلؑ کے ذریعے جو کلام نازل ہو وہ کلام الٰہی ہوتا ہے اور جو کشف و الہام کے ذریعے ولی پر واردات و انکشاف اور القاء ہوتا ہے اس کا جبرائیلؑ سے کوئی تعلق نہیں نہ ہی جبرائیلؑ اس کے محرم ہیں۔

یہاں حضرت میاں محمد بخشؒ صاحب نے کمال احتیاط سے کام لیتے ہوئے وحی والہام کے پہلوؤں کو الگ کر دیا اور یہاں پر "وحی نہ محرم" کہہ کر نبی اور ولی کی وارداتِ روحانیہ کی حیثیتوں کو جدا کر کے یہ امر واضح کیا کی جبرائیلؑ کے ذریعے جو وحی آئے وہ قطعی ہے۔ امت اس پر ایمان لانے کی پابند ہے۔ اور جو واردات ولی پر کشف و الہام کی صورت میں صادر ہو، وہ ظنّی ہے۔ اسکو تسلیم کرنے پر پابندی نہیں۔ چنانچہ غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (متوفی 561 ہجری/1165 عیسوی) فرماتے ہیں۔

" نبوت وہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کیطرف سے فرشتے اور روح الامین کے ذریعے نبی تک پہنچے اور ولایت وہ حدیث و گفتگو ہے جو ولی کے دل میں بطور الہام القاء کی جاتی ہے جس کے ساتھ سکینت ہوتی ہے جو بلا توقف و تردد طمانیت قلب اور قبول کا موجب بن جاتی ہے۔ پہلی قسم (وحی) کا انکار کفر ہے اور دوسری قسم (الہام) کا انکار نقص و حرمان ہے" (16)

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دھلویؒ (1052 ہجری/1642 عیسوی) لکھتے ہیں۔

" نبوت وہ کلام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وارد ہو اور اسکا ذریعہ روح الامین یعنی وحی الٰہی ہو۔ وحی کو پیغام رسانی کا حکم ہوتا ہے۔ اور روح الامین اس پر مہر لگاتے ہیں۔ اس کلام کی تصدیق ہر چھوٹے بڑے پر واجب ہو جاتی ہے۔ اور اس سے انکار کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ ایسا کرنے سے ظاہر و باطن کی خرابیاں رونما ہوتی ہیں۔ اور مال و جان کا نقصان ہوتا ہے

۔ مگر ولایت اس حدیث کا نام ہے جو بطریق الہام وارد ہوتی ہے جس سے قلب و زبان مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اس پیغام کو مجذوب کا دل قبول کرنے کے لیے ساکن ہو جاتا ہے۔ چنانچہ انبیاء کے لیے وحی اور کلام اور اولیاء اللہ کے لیے خطاب والہام ضروری ہے۔ انکار انبیاء کفر ہوتا ہے۔ اور ظاہر و باطن کی خرابی کا باعث ہوتا ہے۔ اور انکارِ اولیاء موجب خبث و ضلال ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلك (17)

نبوت ولایت سے افضل ہے

غالباً معترض کو یہ شبہ بھی گزرا ہے کہ میاں صاحبؒ کے مذکورہ بالا شعر سے یہ بھی مطلب مترشح ہوتا ہے۔ کہ ولایت نبوت سے افضل ہے جبکہ معترض کی یہ غلط فہمی ہے۔

آپ کے کلام سے یہ امر واضح نہیں ہوتا۔ معترض کی خدمت میں گزارش ہے کہ کسی مصنف کے کلام پر کوئی فیصلہ یا رائے قائم کرنے سے قبل اسکی تمام تصانیف کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔ یہی تحقیق کا تقاضا ہے۔ حضرت میاں صاحبؒ مقام نبوت اور منصب ولایت سے بالکل باخبر تھے۔ اپنے وقت کے جید عالم دین ہونے کے علاوہ وہ عارف باللہ تھے اور تصوف کے تمام مسائل کے شناور تھے۔ چنانچہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف ہدایت المسلمین میں نبیؑ کائنات ﷺ کے "علم غیب" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

نبیؑ ہونون از غیبوں واقف نال اعلام خدائے
ولی اُنہاندی تابع تائیں خرق اُونہاں بھی پائے

یعنی نبیؑ اللہ تعالیٰ کی عطا سے علم غیب سے واقف ہوئے ہیں اور "ولی" کو بھی ان کی یعنی نبیؑ کی اطاعت و تابعداری سے خرق یعنی کرامت اور دیگر علوم

غیبیہ ملتے ہیں۔

ے خاصہ غیب جو رب نوں معلم دے اوہ رسولاں
تابعدار او نہاندیاں تائیں اولیانواں مقبولاں (18)

اس کے بعد میاں صاحبؒ تحفہ رسولیہ میں اپنے اس موقف کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ے معجزاتے کرامت اندر دسیں فرق محمدا
اہل نبوت معجزا ندر ہے مامور اس کم دا
معجزاتے کرامت اندر جیوں کر فرق پچھاتا
نبی ولی وچہ فرق اینویں ہی چاہیے سچ کر جاتا (19)

محولا بالا میاں صاحبؒ کے اشعار اس امر کی دلیل ہیں کہ ولایت نبوت ہی کی تابعداری اور فرمانبرداری سے ملتی ہے اور نبوت ولایت سے افضل ہے۔ کیونکہ یہ درجہ نبوت کی تابع سے حاصل ہوتا ہے۔

مفتی اقتدار احمد خان صاحب کی بے باکیاں

جناب محترم مفتی اقتدار احمد خان صاحب کا "فتاوی" "العطایا احمدیہ فی فتاوی نعیمیہ" تضاد بیانی پر مبنی ہے۔ ویسے بھی مفتی صاحب موصوف کا حافظہ مضبوط نہیں۔ ایک بات کو کسی جگہ بیان کرتے ہیں۔ پھر اسی کے خلاف کسی دوسرے مقام پر لکھ دیتے ہیں۔ جیسا کہ ان کے فتاوی نعیمیہ میں عیاں ہے۔

جناب مولوی محمد احمد صاحب بصیر پوری نے جو عبارات فتاوی نعیمیہ کے حوالے سے اپنی مرتبہ کتاب میں شامل کی تھیں۔ میں نے شرح وبسط کے ساتھ ان کے جملہ اعتراضات کا جواب دے دیا ہے۔

حضرت میاں محمد بخشؒ (متوفی 1324ھجری/1907عیسوی) جہاں عارف باللہ تھے۔ وہاں اپنے وقت کے مستند عالم دین اور فقہیہ بھی تھے۔ چنانچہ مشہور زمانہ فقہیہ، علامہ فقیر محمد جہلمی صاحب حدائق حنیفیہ میں لکھتے ہیں۔

"کتاب جس کی تقریظ لکھی جارہی ہے اس کے مصنف کوئی معمولی مُلا نہیں بلکہ ایک فاضل اجل فقہیہ اکمل ہونے کے علاوہ ایک ولیٔ کامل صاحبِ کشف وکرامات بھی ہیں"۔ (20)

آپ کی علمی شاہکار کتابیں تحفہ رسولیہ اور ہدایت المسلمین علامہ فقیر محمد جہلمیؒ کی مذکورہ بالا تحریر اس پر شاہد عادل ہیں۔ (21)

بہر حال مفتی اقتدار احمد خان صاحب کا بزرگان دین سے متعلق رویہ انتہائی غیر مہذبانہ ہوتا ہے اس پر آپ کا مرتبہ فتاوی نعیمیہ دلیل ہے۔ اسے مطالعہ کریں تو آپ کی یہی گُل افشانی ملے گی۔ چنانچہ " مجدد کون ہو سکتا ہے"؟ کے عنوان پر مفتی اقتدار احمد خان صاحب العطایا احمدیہ فی فتاوی نعیمیہ میں لکھتے ہیں۔

"ہر مجدد صرف ایک صدی کے لیے ہوگا نہ کم نہ زیادہ کہ مجدد الف ثانیؒ ہزار سال کے مجدد ہیں۔ بالکل غلط ہے بلکہ آپ بھی دیگر مجددین کی طرح فقط ایک صدی کے مجدد ہیں۔ الف ثانی کا مطلب دوسرے ہزار کی ابتداء جو گیارھویں صدی ہے۔ نہ کہ پورے ہزار سال۔ کیونکہ پورے ہزار سال تو اب ہو ہی نہیں سکتے۔ قیامت قریب ہے اور موجودہ نقشبندیوں کا یہ قول خود ساختہ حدیث مبارکہ کے بھی خلاف ہے"۔ (22)

یہاں مفتی اقتدار احمد خان صاحب نے نقشبندی احباب کے اس فعل کو حدیث پاک کے خلاف قرار دیا ہے۔اور مولوی محمد احمد بصیر پوری کی خدمت میں عرض ہے۔کہ مفتی اقتدار احمد خان صاحب کے فتاویٰ کی جلد اوّل (23) بعنوان "حرمت قوالی کا بیان فی جواب رسالہ مزیلۃ النزاع" کا مطالعہ کر کے اس میں جو موصوف نے علامہ سعید احمد کاظمی اور علامہ عطا محمد بندیالوی سے متعلق رویہ اختیار کیا ۔ہمیں آگاہ کرنے کی زحمت گوارہ فرمائیں۔

راقم الحروف اور مفتی اقتدار احمد خان صاحب برطانیہ میں لمبے عرصے تک ایک دینی تنظیم جمعیت تبلیغ الاسلام بریڈفورڈ 8 میں اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔میں حضرت مفتی صاحب موصوف کی بیباکیوں اور تضاد بیانیوں سے عملاً واقف ہوں پھر آپ کے حوالہ جات اور ان کے نشیب و فراز سے اچھی طرح آگاہ ہوں۔ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے۔

اختلاف ایک حقیقت ہے

"من لم یعرف الا ختلاف لم یشم انفه الفقه

من لم یسمع الاختلاف فلا تعده عالما"

جو اختلاف کا عالم نہیں اسکی ناک نے فقہ کی بو بھی نہیں سونگھی جو قتادہ کی طرف منسوب ہے یا سعید بن عروبہ کہتے تھے۔جسے اختلاف کی خبر نہیں اسے تم عالم نہ شمار کرو۔یا قبیصہ بن عقبہ بیان کرتے تھے۔

"لا یفلح من لا یعرف اختلاف الناس

وہ کامیاب نہیں ہو سکتا جو اختلاف سے واقف نہیں ہے۔ ان سب میں اختلاف کی وہی اہمیت جتائی گئی ہے جس نے ایک بڑے عظیم نفع کے دروازہ کو مسلمانوں پر وا کر دیا ۔ اسی لیے بزرگوں سے منقول ہے جیسا کہ ایوب سختیانی کا بیان تھا۔

"امسك الناس عن الفتياء اعلمهم با ختلاف العلماء"

حکم لگانے میں جلدی نہ کرنیوالا وہی ہو سکتا ہے جو علماء کے اختلاف سے زیادہ واقف ہے وہ کہتے تھے کہ ان کے استاد ابنِ عینیہ کا قول تھا۔

"اجسر الناس علی الفتیا اقلهم علما باختلاف العلماء"

فتویٰ دینے میں وہی جری ہو سکتا ہے (یعنی کسی چیز کے متعلق قطعی حکم لگا دینا کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے) جو لوگوں کے اختلاف سے ناواقف ہو گا۔

مطلب ان حضرات کا بہ ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اختلاف سے جو ناواقف ہوتے ہیں، وہ مسلمانوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہنکانے لگتے ہیں، لیکن جو اختلاف سے واقف ہیں وہ کسی قطعی رائے کے قائم کرنے میں جلدی نہیں کرتے۔ ان کے فیصلے حالات کے پیشِ نظر رکھ کر صادر ہوتے ہیں۔ (24)

رومیٔ کشمیر میاں محمد بخشؒ

اسمِ گرامی

محمد بخش رحمتہ اللہ علیہ

سلسلۂ طریقت

قادری قلندری حجروی

ولادت باسعادت

1246ء بمطابق 1830ء میں میرپور آزاد جموں و کشمیر کے علاقہ کھڑی شریف کے ایک گاؤں "چک ٹھاکرہ" میں پیدا ہوئے۔

تعلیم و تربیت

آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، منطق، ادب و نظم اور دیگر علوم و فنون کھڑی شریف کے نزدیک سموال شریف کی مشہور دینی درسگاہ میں فاضل اجل علامہ غلام حسین سموالویؒ سے پڑھے اور فارسی اور عربی زبان پر ید طولیٰ حاصل کر لیا۔ پھر ایک درویش حضرت حافظ ناصر صاحبؒ کی دعا و برکت اور ان کی مجلس کی تاثیر سے علومِ باطنی بھی طے کر لیے۔ یعنی علمِ حصولی کی تکمیل کے بعد علمِ حضوری بھی حاصل کر لیا۔

شادی

آپ نے شادی نہیں کی بلکہ ساری زندگی تجرد میں گزار دی۔

بیعت

آپ نے حضرت پیرے شاہ غازی المعروف دمڑی والی سرکار (متوفی 1163ھ / 1750ء) کے حکم سے سلسلہ عالیہ قادریہ کے ایک درویش سائیں غلام محمد صاحبؒ آف پلیر کلروڑی تحصیل میرپور آزاد جموں و کشمیر سے بیعت طریقت کی۔ شیخ کامل کی روحانی تربیت گاہ میں رہ کر آپ نے خصائل رذیلہ اور خواہشات باطلہ کے تمام رنگوں اور آلائشوں سے اپنے دل کو پاک صاف کرا لیا۔

مجاہدات

آپ کی زندگی کا خاصہ حصہ دشت پیمائی اور صحرا نوردی میں گزرا اور منازلِ سلوک طے کرنے کی خاطر سخت سے سخت ریاضیات و مجاہدات کیے اور ہمعصر صوفیاء سے ملاقات کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔

ہمعصر علماء کا اعتراف

آپ عارف باللہ ہونے کے ساتھ ساتھ جامع معقولات و منقولات تھے۔ قرآن و حدیث اور صوفیاء کے کلام و اشارات کی روشنی میں تصوف جیسے موضوع پر شعر کی زبان میں طبع آزمائی کر کے کتابیں تالیف کیں اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور علمی اور روحانی رفعتوں کا لوہا اپنے ہمعصر علماء سے منوالیا۔ چنانچہ علامہ فقیر محمد جہلمی (متوفی 1324ھجری / 1916عیسوی) مصنف حدائق حنفیہ، ایڈیٹر آفتاب و سراج الاخبار، علامہ عبدالمالک کھوڑدی (1322ھجری / 1914عیسوی) مصنف شاہان گجر، شارح قصیدہ بردہ اور قاطع مرزائیت علامہ کرم دین دبیر آف بھیاں چکوال مصنف آفتاب ہدایت نے آپؒ کی علمی شاہکار تصنیف ہدایت المسلمین کے تائید میں جو تقاریظ تحریر کیں وہ اس پر شاہد عادل ہیں۔ اس میں آپ کو جامع و اصول، کامل فقیہہ اور فخر الاتقیاء کے علاوہ ایک عارف باللہ قرار دیا۔ مذکورہ بالا تینوں شخصیات اپنے وقت کے جیدّ عالم، فقیہہ، مؤرخ، صحافی، مصنف اور مترجم ہونے کے ساتھ صوفیانہ کلام کے بھی رمز شناس تھے۔

شجرہ طریقت

آنحضرت محمد ﷺ، حضرت علیؓ، حضرت حسن بصریؒ، حضرت حبیب

عجمیؒ ، حضرت شیخ داؤد طائی، حضرت معروف کرخیؒ ، حضرت سری سقطیؒ ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت ابو بکر شبلیؒ، حضرت ابو الفضل الواحد تمیمیؒ، حضرت ابو الفرح طرطوسیؒ، حضرت ابو الحسن علی ہنکاریؒ، حضرت خواجہ ابو سعید مبارک، حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ ، حضرت سخی جمال المیر زندہ پیرؒ، حضرت مقیم شاہؒ، حضرت سیدّ امیر بالا پیرؒ، حضرت پیرا شاہ غازیؒ، حضرت مرید خان المعروف حاجی بگاہ شیرؒ ، حضرت بدوح شاہؒ ، حضرت سائیں غلام محمدؒ، حضرت میاں محمد بخشؒ۔

تالیفات و تخلیقات

-1 سوہنی مہینوال، سن تالیف 1273 ھجری،

-2 تحفہ میراں، سن تالیف 1274 ھجری،

-3 قصہ شیخ صنعان سن تالیف 1274 ھجری،

-4 نیرنگ عشق سن تالیف 1275 ھجری،

-5 شیریں فرہاد سن تالیف 1279 ھجری،

-6 تذکرہ مقیمی (فارسی نظم و نثر) سن تالیف 1276 ھجری،

-7 سیف الملوک سن تالیف 1279 ھجری،

-8 تحفہ رسولیہ، سن تالیف 1281 ھجری،

-9 سخی خواص خان، سن تالیف 1282 ھجری،

-10 مرزا صاحبان، سن تالیف 1288 ھجری،

-11 ہدایت المسلمین، سن تالیف 1294 ھجری،

-12 قصہ شاہ منصور

13- پنج گنج،

14- باراں ماہ،

15- قصہ سسی پنوں،

16- گلزار فقر،

17- ترجمہ قصیدہ بردہ شریف پنجابی نظم،

18- چھٹی ہیر رانجھا، سن تالیف 1315 ہجری۔

19- کرسی نامہ پیران حجروی قادری،

20- شجرہ شریف قادری قلندری،

21- سی حرفی مقبول،

22- قصیدہ دہب عربی کا منظوم پنجابی ترجمہ،

23- سی حرفی در شانِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

انتقال پر ملال

آپ کی وفات حسرت آیات 7 ذوالحج 1324 ہجری بمطابق عیسوی 22 جنوری بروز منگل 1907ء ہوئی۔ آپ کا مزار علاقہ کھڑی میرپور آزاد کشمیر میں مرجع خلائق ہے۔

نوٹ: مفتی اقتدار احمد کے فتویٰ کو مولوی محمد احمد بصیر پوری صاحب نے اپنی تالیف حکایتِ قدمِ غوث کا تحقیقی جائزہ کے صفحہ نمبر 262 تا 274 میں بطورِ سند کے شائع کیا ہے۔ جس کا میں نے مکمل جواب دے دیا ہے۔

حوالہ جات

-1 محمد بخش، میاں، حضرت، سیف الملوک صفحہ 14، مطبوعہ، نظامتِ او قات مظفر آباد آزاد کشمیر

جیلانی، عبد القادر، سیّد، السفینۃ القادریہ صفحہ نمبر 150، مطبوعہ، موسستہ الکتب الثقافیۃ بیروت

1418ھجری، 1998ء

-2 جیلانی، عبد القادر، سیّد، قصیدہ روحی، صفحہ 4-5، مترجم مولوی خادم حسین، مترجم، سید نصیر الدین ہاشمی

-3 ملک، شہباز، ڈاکٹر، پنجابی کتابیات جلد اول صفحہ 231، مطبوعہ اسلام آباد 1993ء، نیز

ہاشمی، نصیر الدین، سیّد، مظہر جمال مصطفائی صفحہ 123، مطبوعہ لاہور 1985ء

-4 نعیمی، اقتدار احمد، مفتی، العطایا احمدیہ فی فتاوی نعیمیہ صفحہ 296 جلد اوّل، مطبوعہ گجرات 1976ء

-5 ابنِ العربی، محی الدین، شیخ اکبر، فتوحات مکیہ جلد اوّل صفحہ 24، مطبوعہ مصر

-6 نعیمی، اقتدار احمد، مفتی، العطایا احمدیہ فی فتاوی نعیمیہ صفحہ 297 جلد اوّل، مطبوعہ گجرات 1976ء

-7 بریلوی، احمد رضا، امام، عرفانِ شریعت، صفحہ 98، مطبوعہ لاہور، فتاوی افریقہ، صفحہ 611، مطبوعہ کراچی 1974ء

-8 الازھری، کرم شاہ، پیر، ترجمہ جمال القرآن، آیت نمبر 14، سورہ الصف، مطبوعہ لاہور

-9 محمد بخش، میاں، حضرت، سیف الملوک صفحہ 13، مطبوعہ، نظامتِ او قات مظفر آباد آزاد کشمیر

10- نبہانی، یوسف، امام، جواہر البحار فی فضائل النبی المختار، مترجم علامہ محمد صادق نقشبندی صفحہ 298، حصہ دوم،
مطبوعہ مکتبہ حامدیہ لاہور 1978ء نیز کوثرالخیرات صفحہ 39، مصنفہ محمد اشرف سیالوی کا مطالعہ علماء امتی کے ضمن میں مطالعہ کریں۔

11- کاوش، فیاض، پروفیسر، پیرانِ پیر، صفحہ 77، مطبوعہ فیصل آباد 1980ء

12- بریلوی، احمد رضا، امام، حدائق بخشش، جلد دوم، صفحہ 10، بحوالہ غوث الوریٰ بحیثیت مظہر مصطفیٰ صفحہ 63

13- سیالوی، محمد اشرف، مولوی، کوثرالخیرات صفحہ 41-42 مطبوعہ لاہور 1975ء

14- دہلوی، عبدالحق، محدث، تکمیل الایمان، مترجم پیرزادہ محمد اقبال، صفحہ 182، مطبوعہ لاہور 1970ء

15- محمد بخش، میاں، حضرت، سیف الملوک صفحہ 13، مطبوعہ، نظامتِ اوقات مظفر آباد آزاد کشمیر

16- نبہانی، یوسف، امام، شواہد الحق، مترجم محمد اشرف سیالوی صفحہ 598 مطبوعہ لاہور 1988ء

17- دہلوی، عبدالحق، محدث، زبدۃ الآثار، مترجم پیرزادہ محمد اقبال۔ 34-35، مطبوعہ لاہور 1985ء

18- محمد بخش، میاں، حضرت، ہدایت المسلمین صفحہ 92، مطبوعہ، مظفر آباد آزاد کشمیر 1980ء

19- محمد بخش، میاں، حضرت، تحفہ رسولیہ صفحہ 9، مطبوعہ، مظفر آباد آزاد کشمیر 1978ء

20- محمد بخش، میاں، حضرت، ہدایت المسلمین صفحہ 190 مطبوعہ، مظفر آباد آزاد کشمیر 1978ء، علامہ فقیر محمد، جہلمی، متوفی

1335ہجری /1916عیسوی، جو کہ ایک عظیم فقیہہ ہونے کے علاوہ مستند عالم دین و مصنف تھے۔

21- تحفہ رسولیہ میں حضرت میاں محمد بخشؒ نے معجزات کی عقلی، حسی اور معنوی حیثیت پر بڑی پر مغز اور بصیرت افروز
بحث کی ہے۔ اور ہدایت المسلمین میں نجدیت کا رد مکمل حوالہ جات کے ساتھ کیا ہے۔

22- نعیمی، اقتدار احمد، مفتی العطایا احمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ جلد اوّل صفحہ 390 مطبوعہ گجرات 1976ء

23- ایضاً صفحہ 69۔ یہ رسالہ علامہ سعید احمد کاظمی شاہ صاحب کا ہے۔

24- گیلانی، مناظر احسن، مولانا، مقدمہ و تدوین فقہ، صفحہ 168، مطبوعہ لاہور، 1976ء

25- جہلمی، ملک محمد، حیاتِ مرشد سوانح میاں محمد بخشؒ، صفحہ نمبر 13 مطبوعہ، نظامت اوقاف مظفر آباد

سکندر میاں، عارف کھڑی، صفحہ نمبر 71-72، مطبوعہ، کھڑی شریف میرپور آزاد کشمیر

جہلمی، مجاہد، طارق، حیات نامہ رومیٔ کشمیر، مطبوعہ عالمی مجلسِ حسان برطانیہ

طارق مجاھد کی دوسری کتب

تصوف و مذہب کی ہم آہنگی	تصوف	
فضل مجاہد جہلمی	سوانح و آثار	زیر طبع
مضامین میلاد	نقد و تاریخ	״
تحقیق مقتل و قاتل (شہاب الدین غوری)	نقد و تاریخ	زیر ترتیب
شخصیات جہلم	تاریخ	״
مقاماتِ میاں محمدؒ	احوال و آثار	״
سیّد الاولیاء (جلد دوئم)	کمالات و احوال و آثار	״
تذکرہ غازی قلندرؒ	تصوف	

تصحیحات (اغلاط نامہ)

صفحہ	سطر	خطا	صواب
11	11	تہلیسانہ	تلبیسانہ
12	6	کتابیات کاشناور	ابن العربی کی کتابیات کاشناور
15	5	برطانیہ میں سیف الملوک کے بانی	برطانیہ میں محفلِ سیف الملوک کے بانی
15	12	الحاج غلام نوشاہی	الحاج غلام سرور نوشاہی
16	3	صرق و صفا	صدق و صفا
23	21	خلو	خلق
24	3	خلو	خلق
28	7	یہاں قرآن مجید ولیہ کا لفظ نہیں فرماتا	یہاں قرآن مجید نے ولیہ کا لفظ نہیں فرمایا
32	15	چونک	چونکہ
36	4	نفحات الاس	نفحات الانس
38	10	بل علی حرقۃ عینی	بل علیٰ راسی و عینی
42	6	بعینی وراسی	بل علیٰ راسی و عینی
50	2	حیدر	حیدریہ
50	4	ضیاء النور پبلیکیشز	ضیاء القرآن پبلیکیشنز
59	5	جیسی وحی کی مریم بنت عمران	جیسی وحی مریم بنت عمران
62	2	بہتر	بہتّر (72)
72	15	انا لبا ستکبار	انا باالا ستکبار
122	7	مگو	مگر

صفحہ	سطر	خطا	صواب
124	13	جنید الطائفہ	سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی
130	20	نہیں پڑتے ہیں دانا	نہیں پڑتے دانا
125	2	قدری	قادری
135	17	سیف المسلوک	سیف المسلول
145	6	متراجم	تراجم
156	3-2	قصیدہ لکھے	قصیدے لکھے
169	19	شہر مستانی	شہرستانی
173	4	حوالہ نمبر 19	یہ حوالہ نمبر 18 ہے آگے ترتیب درست فرمالیں
173	6	ابو کمال	ابو لکمال
173	14	مقلی	قلمی
178	4	خطیب	قطب
183	3	الغنیۃ الطاہی	الغنیۃ الطالبی
188	19	توصیحی	توضیحی
189	10-11	شرح کلمات الشیخ عبدالقادر الکیانی	شرح کلمات الشیخ عبدالقادر الکیلانی
207	16-15	دمڑی والی سرکار متوفی 1163ھ / 1750ء	دمڑی والی سرکار متوفی 1156ھ / 1743ء
208	10	علامہ فقیر محمد جہلمی متوفی 1324ھ	علامہ فقیر محمد جہلمی متوفی 1334ء / 1916ء
208	11	علامہ عبدالمالک کھوڑوی متوفی 1322ھ / 1914ء	علامہ عبدالمالک کھوڑوی متوفی 1360ھ / 1941ء